بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

# داڑھی

## (ایک علمی تجزیہ)

تمام احادیث کی تخریج اور فقہاء کے اقوال سے مزین


تصنیف و تالیف:
حافظ عاطف



ناشر:
مکتبة العلمیة

# داڑھی

## ایک علمی تجزیہ

تمام احادیث کی تخریج

اور فقہاء کے اقوال سے مزین

تصنیف وتالیف

**حافظ عاطف**

ناشر

**مکتبة العلمية**

# فہرس الموضوعات

| موضوع | صفحہ |
|---|---|



## الباب الأول

### دراسة حديثية

### احادیث نبویہ اور صحابہ وتابعین سے داڑھی کے بارے میں مروی نصوص

## الباب الثاني

دراسة فقهية

لحكم إعفاء اللحية

احادیث وآثار سے ماخوذ احکام، فقہی مباحث وترجیح،

اور فقہاء کے مذاہب

الفصل الأول: داڑھی معاف کرنے کے حکم پر مبالغین کے دلائل

# مقدمہ

داڑھی کا مسئلہ ان مسائل میں سے ہے جسے فقہاء نے ایک حاشیے میں بیان کیا ہے۔ ہمارے علم کے مطابق متقدمین میں سے کسی ایک نے بھی نہ تو اس مسئلے پر کوئی مستقل کتاب تصنیف کی اور نہ ہی اسے بحث و جدل کا موضوع بنایا۔ لیکن عصر حاضر میں اس مسئلے پر اس طرح بحث و مباحثہ کیا جاتا ہے گویا کہ فقہ کے مسائل میں اس کے سوا کوئی مسئلہ باقی ہی نہیں رہا ہے۔ داڑھی مونڈھنے والے کو فاسق و فاجر شمار کر کے اس کی شہادت کو مردود اور اس کی امامت کو نماز کی صحت کے منافی سمجھا جاتا ہے۔ اور مقام حیرت ہے کہ یہ فتاویٰ ان اہل علم حضرات کی جانب سے صادر ہوتے ہیں جن کی دین میں اقتدی کی جاتی ہے۔ اس لیے ایک ایسی جامع کتاب کی ضرورت محسوس ہوئی جس میں داڑھی کے بارے میں تمام احادیث و مسائل کا استیعاب ہو اور بعض علماء و عوام میں داڑھی کی بابت جو تشدد پایا جاتا ہے اس کی مدلل تنقیح ہو۔ پس اسی ضرورت کے پیش نظر راقم نے قلم اٹھایا اور کتاب بنام ''داڑھی'' تالیف کی۔

والحمد للہ رب العالمین

حافظ عاطف

## فن حدیث اور سند کی چند ضروری اصطلاحات

۱۔ **سند:** راویوں کا وہ سلسلہ جو متن وکلام تک پہنچتا ہے۔ سند کو روایت بھی کہتے ہیں۔

۲۔ **متن:** سلسلہ سند کے بعد کا کلام متن کہلاتا ہے۔ متن کو درایت بھی کہتے ہیں۔

۳۔ **مرفوع:** وہ حدیث ہے جو آپ ﷺ سے براہ راست قولا، فعلا یا تقریرا ثابت ہو۔

۴۔ **موقوف:** وہ ہے جو کسی صحابی (یا تابعی) کا قول اور فعل ہو، اسے اثر بھی کہتے ہیں جس کی جمع آثار ہے۔

۵۔ **متّصل:** وہ حدیث ہے جس کی سند اول سے آخر تک ملی ہوئی ہو اور درمیان کا کوئی راوی ساقط نہ ہو۔

۶۔ **مرسَل:** وہ حدیث ہے جسے کوئی تابعی آپ ﷺ سے روایت کرے اور صحابی کا واسطہ بیان نہ کرے۔

۷۔ **منقطع:** وہ روایت ہے جس کی سند میں اول سے درمیان سے یا کہیں سے کوئی راوی چھوٹ گیا ہو اور بعض کے نزدیک اگر تابعی چھوٹ گیا ہو تو اس کو مقطوع اور اس سے نچلا کوئی راوی چھوٹ گیا ہو تو اسے منقطع کہتے ہیں۔

۸۔ **مضطرب:** وہ حدیث ہے جسے کوئی ایک راوی یا جماعت مختلف وجوہات سے بیان کریں، کبھی اسے موقوف یا مرفوع بیان کریں اور کبھی روایت کے متن میں اختلاف کریں۔

۹۔ **شاذ:** وہ روایت ہے کہ کوئی ثقہ راوی دیگر ثقات کی مخالفت کرے اور جمع و تطبیق کی کوئی معقول صورت نہ ہو۔ بعض دفعہ ضعیف راوی کی مخالفت بھی شاذ کہلاتی ہے۔

۱۰۔ **منکر:** وہ روایت ہے کہ ضعیف راوی ثقات کی مخالفت کرے یا وہ راوی ہے جس کی روایت کو محدثین نے ترک کر دیا ہو۔

۱۱۔ **مدلّس:** تدلیس کا لغوی معنی چھپانا ہے اور اصطلاح میں وہ حدیث ہوتی ہے کہ اس کو کوئی ایسا راوی روایت کرتا ہو کہ وہ جس استاد سے روایت کرتا ہو اس سے ملاقات کی ہو مگر اس سے وہ روایت نہیں سنی ہو اور ایسے الفاظ سے بیان کرتا ہو جن سے شبہ ہوتا ہو کہ اس سے روایت سنی ہے۔ فن حدیث میں تدلیس بڑا جرم ہے۔ مدلس راوی ''عن''، ''قال'' یا ''حدث'' سے روایت کرے تو وہ حجت نہیں الا یہ کہ وہ تحدیث و سماع یعنی روایت کو ''حدثنا'' یا ''اخبرنا'' یا ''سمعت'' کے الفاظ سے بیان کرے۔ تدلیس کی سب سے بری قسم ''تسویہ'' ہے۔

۱۲۔ **مختلط:** وہ حدیث ہے کہ اس کا راوی ہو تو ثقہ لیکن حافظہ کی خرابی، نابینا ہونے کی وجہ سے یا کتب ضائع ہونے کی وجہ سے روایت میں گڑبڑ کر جاتا ہو ایسے راوی کی روایت اختلاط سے پہلے کی حجت ہے مگر اختلاط کے بعد کی روایت حجت نہیں ہے۔

۱۳۔ **مجہولؔ:** وہ راوی ہے جس کے حالات کے بارے میں معلوم نہ ہو سکا ہو کہ وہ کون تھا یا کیسا تھا۔ایسے راوی کی روایات باطل ہوتی ہیں۔

۱۴۔ **متروک:** متروک وہ راوی ہے جو روز مرہ زندگی میں جھوٹ کا عادی ہو یا کثیر الوہم ہو۔

۱۵۔ **کذّاب:** وہ راوی ہے جس کا حدیث میں جھوٹا ہونا ظاہر ہو ایسے راوی کی روایت موضوع کہلاتی ہے۔

۱۶۔ **عِلَّت:** علم حدیث کی اصطلاح میں عِلَّت سے مراد وہ مخفی عیب یعنی چھپا ہوا نقص ہے جو حدیث کی صحت کو مجروح کر دیتا ہے۔عام طور پر عیب اگر واضح ہو تب بھی اسے عِلَّت میں شمار کیا جاتا ہے۔جس حدیث میں کوئی عِلَّت ہو اسے مُعَلَّل کہا جاتا ہے۔

# الباب الأول

## دراسة حديثية

احادیث نبویہ اور صحابہ وتابعین سے

داڑھی کے بارے میں مروی نصوص

# اللِحية کی تعریف

عربی لغت میں اللِحية داڑھی کو کہتے ہیں جس کی جمع اللِحي اور اللُحي آئی ہے۔اسے اللِحية اس لیے کہا جاتا ہے کیوں کہ یہ اللَحي پر اگتی ہے اور اللَحي جبڑے کو کہتے ہیں جس پر دانت نکلتے ہیں۔

اہل علم کا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ اللِحية ان بالوں کا نام ہے جس کا محل مرد کا چہرہ ہے۔

اسی طرح اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں کے جو بال ناک سے نیچے اور ہونٹ سے اوپر اگتے ہیں وہ داڑھی کی تعریف میں نہیں آتے۔

داڑھی کے بارے میں اہل لغت کا اتفاق ہے کہ یہ وہ بال ہیں جو دونوں گال اور ٹھوڑی پر اگتے ہیں جیسے کہ ابن سیدہ[1] نے کہا:

«اللِحية اسم يجمع من الشعر ما نبت علي الخدين والذقن».

"داڑھی میں وہ بال شامل ہیں جو دونوں گالوں اور ٹھوڑی پر اگتے ہیں"۔

القاموس[2] میں ہے:

---

(١) لسان العرب (٤٠١٦/٤٥)

(٢) القاموس المحيط (٣٨٧/٤)

«اللِحية بالكسر: شعر الخدين والذقن».

"اللحِية زیر کے ساتھ ہے: یعنی گالوں اور ٹھوڑی کے بال"۔

اہل لغت کی ان تصریحات سے ثابت ہوتا ہے کہ کنپٹی اور اس سے متصل عذار (کنپٹی سے نیچے) کے بال داڑھی میں شامل نہیں ہیں۔

## وَجنَتَینِ داڑھی میں شامل نہیں ہے

وَجنَتَینِ سے مراد وہ ابھری ہوئی ہڈی ہے جو گالوں سے اوپر آنکھ کے حلقے سے نیچے ہوتی ہے۔ جمہور علماء کا اتفاق ہے کہ وہ داڑھی میں شامل نہیں ہے۔

## عَنْفَقَة کا بیان

عَنْفَقَة سے مراد وہ بال ہیں جو نچلے ہونٹ اور ٹھوڑی کے درمیان اگتے ہیں۔ بعض علماء نے اسے داڑھی میں شامل کیا ہے جیسے کہ العدوی[1] کا بیان ہے۔ لیکن صحیح قول کے مطابق یہ داڑھی نہیں ہے اور نہ اہل لغت نے اسے داڑھی کی تعریف میں ذکر کیا ہے۔

(١) حاشية العدوي (٤٤٦/٢)

علاء الدين المرداوی[1] نے فرمایا:

«شعر غير اللحية كالحاجبين، والشارب، والعنفقة».

''بھویں، مونچھیں، اور عنفقہ داڑھی کے بال نہیں ہیں''۔

ابن عثیمین[2] نے فرمایا:

«العنفقة ليست من اللحية».

''عنفقہ داڑھی میں سے نہیں ہے''۔

اس کی تائید انس بن مالکؓ کی حدیث سے ہوتی ہے جس میں انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ:

« أن رسول الله ﷺ لم يخضب قط، وإنما كان البياض في مقدم لحيته، وفي العنفقة، وفي الرأس، وفي الصدغين، شيئا لا يكاد يري »[3].

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی خضاب نہیں کیا، سفیدی ان کی داڑھی کے سامنے کی طرف، عنفقہ میں، سر میں، اور کنپٹی کے بالوں میں تھی جو نظر نہیں آتی تھی''۔

پس اس حدیث میں انس بن مالکؓ نے داڑھی اور عنفقہ میں مغایرت کی ہے۔

---

(۱) الإنصاف في معرفة الراجح من الخلاف (١٣٤/١١)

(۲) لقاء الباب المفتوح (رقم: ٩، سوال: ٦)

(۳) مسند أحمد (٢١٦/٣)

## خلاصة التعریف

۱۔ داڑھی کی تعریف کسی حدیث یا اثر میں وارد نہیں ہوئی ہے اس لیے لغوی تعریف کا ہی اعتبار ہے۔

۲۔ لغت کے اعتبار سے اللِحیة وہ بال ہیں جو ٹھوڑی اور گالوں پر اُگتے ہیں۔

۳۔ وَجنَتَینِ، عَنفَقَة، کنپٹی، عذار اور گردن کے بال داڑھی میں شامل نہیں ہیں۔

# الفصل الأول

## بعض انبیاء علیہم السلام کی
## داڑھی کی کیفیت

## ١- آدم ﷺ

عن كعب أحبار، قال:

«ليس أحد في الجنة له لحيته إلا آدم عليه السلام، له لحيته سوداء إلي سرته، وذلك أنه لم يكن له في الدنيا لحية، وإنما كانت اللحي بعد آدم».

کعب احبار سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا:

"جنت میں صرف آدم علیہ السلام کی داڑھی ہوگی، ان کی داڑھی کالی اور ناف تک ہوگی، اس لیے کہ دنیا میں ان کی داڑھی نہیں تھی، اور داڑھی آدم کے بعد آئی ہے"۔

إسناده مرسل و موضوع.

اس حدیث کو ابن عساکر نے «تاريخ دمشق» (٣٨٩/٧) میں: موسي بن إبراهيم المروزي، نا بقية، عن ثور، عن خالد بن معدان، عن كعب، کی سند سے ذکر کیا ہے۔

اس حدیث کی سند موسي بن إبراهيم المروزي[1] کذاب اور بقية بن الوليد[2] ضعیف مدلس کی تدلیس تسویہ کے باعث موضوع ہے۔

مزید برآں كعب أحبار تابعي نے اسے مرسل بیان کیا ہے۔

---

(١) ميزان الإعتدال (١٩٩/٤)

(٢) التدليس للدميني (١٦٤/٤)

## ٢- إبراهيم ﷺ

عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله ﷺ:

«أنا أشبه ولد إبراهيم ﷺ به».

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میں ابراہیم ﷺ کی اولاد میں ان سے زیادہ مشابہت رکھتا ہوں"۔

إسناده صحيح.

اس حدیث کو بخاری نے «الصحیح» (٣٣٩٤) میں: معمر، عن الزهري، عن سعيد بن المسيب، عن أبي هريرة، کی سند سے بیان کیا ہے۔

یہ حدیث چہرے کی بناوٹ و ساخت کی مشابہت پر بھی دلالت کرتی ہے اور غالب گمان کے مطابق داڑھی کی مشابہت پر بھی دلیل ہے۔

## ٣- موسى ﷺ

١- عن جابر بن عبدالله رضي الله عنه، قال: قال رسول الله ﷺ:

«ليس أحد من أهل الجنة إلا وهم جرد مرد إلا ما كان من موسي بن عمران فإن لحيته تبلغ سرته».

جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جنت میں کسی شخص کی داڑھی نہیں ہوگی سوائے موسیٰ بن عمران کے، ان کی داڑھی ان کی ناف تک پہنچ رہی ہوگی''۔

إسناده موضوع.

جابر بن عبداللہ کی سند سے روایت تین طرق سے مروی ہے:

الطريق الأول: پہلا طریق ابو نعیم نے «صفة الجنة» (٢٦١) میں: القاضي أبو أحمد، ثنا الحسن بن أحمد العطاردي، ثنا وهب بن حفص الحراني، ثنا الجدي، ثنا حماد بن سلمة، عن عمرو بن دينار، عن جابر، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس سند میں وهب بن حفص الحراني(1) کذاب راوی ہے۔

الطريق الثاني: دوسرا طریق ابو نعیم نے «صفة الجنة» (٢٦١) میں: أبو محمد بنحيان، ثنا إبراهيم بن محمد بن الحسن، ثنا ابن برد الأنطاكي، ثنا نوح، عن حماد بن سلمة، عن عمرو بن دينار، عن جابر، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس سند میں ابن برد الأنطاكي اور نوح مجہول راوی ہیں۔

الطريق الثالث: تیسرا طریق ابن عدی نے «ألكامل» (١٣٦٨/٤) میں: إسحاق بن إبراهيم الغزي بغزة، ثنا محمد بن السري، ثنا شيخ بن أبي خالد الصوفي البصري، ثنا حماد بن سلمة، عن عمرو بن دينار، عن جابر، کی سند سے

---

(١) ميزان الإعتدال (٣٥١/٤)

بیان کیا ہے۔

اس سند میں شيخ بن أبي خالد الصوفي البصري[1] کذاب ہے۔

۲۔ عن عكرمة، عن إبن عباس رضي الله عنه، قال:

«أهل الجنة مرد إلا موسي بن عمران، فإن لحيته إلي سرته».

عکرمہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"جنت میں صرف موسی بن عمران صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی ہوگی،ان کی داڑھی ان کی ناف تک ہوگی"۔

إسناده موضوع.

عبداللہ بن عباس کی سند سے روایت دو طرق سے مروی ہے:

الطريق الأول: پہلا طریق ابو نعیم نے «صفة الجنة» (٢٦١) میں: عبد الله بن محمد، ثنا مسلمة بن سعيد الأشعري، ثنا مجاشع بن عمرو، ثنا حماد بن سلمة، عن ليث بن أبي سليم، عن عبد الملك بن سعيد بن جبير، عن عكرمة، عن ابن عباس، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس سند میں مجاشع بن عمرو[2] کذاب اور ليث بن أبي سليم[3] سخت ضعیف ہے۔

---

(١) ميزان الإعتدال (٢/٢٨٦)

(٢) ميزان الإعتدال (٣/٤٣٦)

(٣) ميزان الإعتدال (٣/٤٢٠)

الطريق الثاني: دوسرا طریق عبد الملک بن حبیب القرطبیؒ نے «وصف الفردوس» (١٦٤) میں: علي بن معبد، عن حماد بن عمر، عن ليث بن أبي سليم، عن عكرمة، عن ابن عباس، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس سند میں حماد بن عمر (يا عمرو) النصيبي[1] کذاب ہے۔

## ٤- هارون ﷺ

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه، عن النبي ﷺ قال:

«ثم صعدت إلي السماء الخامسة فإذا أنا بهارون ونصف لحيته بيضاء ونصفها سوداء، تكاد لحيته تصيب سرته من طولها».

ابو سعید الخدریؓ نے رسول اللہ ﷺ سے معراج کا قصہ نقل کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"پھر میں پانچویں آسمان کی طرف چڑھا اور میں ہارون ﷺ کے ساتھ تھا، ان کی آدھی داڑھی سفید اور آدھی سیاہ تھی، قریب تھا کہ داڑھی طوالت کے باعث ان کی ناف تک پہنچ جائے"۔

إسناده موضوع .

یہ روایت بیہقی نے «دلائل النبوة» (٣٩٣/٢) میں: أبو محمد بن أسد

(١) ميزان الإعتدال (٥٩٨/١)

الحماني، عن أبي هارون العبدي، عن أبي سعيد الخدري، کی سند سے بیان کی ہے۔

اس سند میں أبي هارون العبدي عمارة بن جوين[1] کذاب ہے۔

## خلاصة الفصل الأول

ا۔ انبیاء علیہم السلام کی داڑھی کی کیفیت کے بارے میں تمام مرویات موضوع وکذب ہیں سوائے ابراہیم ﷺ کے، جن کی ہیئت کے مشابہ رسول اللہ ﷺ نے خود کو قرار دیا ہے۔

۲۔ قرآن وحدیث سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی داڑھی تھی۔

۳۔ ہارون ﷺ کی داڑھی کا ذکر قرآن ﴿طه: ٩٤﴾ میں آیا ہے لیکن کیفیت کے بارے میں روایت موضوع ہے۔

(١) ميزان الإعتدال (١٧٣/٣)

# الفصل الثاني

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی داڑھی کی کیفیت

## ١ ـ حديث البرآء بن عازب

عن البراء بن عازب رضي الله عنه، قال:

«كان رسول الله ﷺ كث اللحية».

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھنی اور چھوٹی داڑھی والے تھے"۔

حديث صحيح.

یہ حدیث نسائی نے «المجتبي» (حديث: ٥٢٧٦) اور ابن عساکر نے «تاريخ دمشق» (٣/٢٨٢) میں: علي بن الحسين، عن أمية بن خالد، عن شعبة، عن أبي اسحاق، عن (وسمعت) البراء بن عازب، کی سند سے ذکر کیا ہے۔

## كث اللحية کی تعریف:

ابو عبید قاسم بن سلام نے کہا (١):

«قوله: كث اللحية أن تكون اللحية غير دقيقة ولا طويلة».

"ان (صحابی) کا قول: کث اللحیہ کا معنی ہے کہ داڑھی گھنی تھی لیکن طویل نہیں تھی"۔

---

(١) ألمعجم الكبير (٢٢/١٦٠)

ابو العباس القرطبیؒ[1] نے فرمایا:

«لايفهم من هذا- يعني قوله أنه كان طويلها؛ فإنه قد صح أنه كان كث اللحية، أي كثير شعرها غير طويلة».

"اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ ان کی داڑھی طویل تھی، بلکہ آپ ﷺ سے صحیح یہ ہے کہ آپ کث اللحیہ تھے، یعنی داڑھی کے بال زیادہ تھے لیکن طویل نہ تھے"۔

لغت میں بھی کثیث کا یہی معنی بیان ہوا ہے جیسے کہ ابن منظور[2] نے فرمایا:

«وفي صفته أنه كان كث اللحية، أراد كثرة أصولها وشعرها، وأنها ليست بدقيقة ولا طويلة».

"اور آپ ﷺ کی صفت کہ آپ کث اللحیہ تھے اس سے مراد بالوں کا کثیر ہونا ہے، اور اس سے مراد یہ ہے کہ بال گھنے تھے لیکن طویل نہ تھے"۔

یہی تعریف فیروز آبادی نے «القاموس المحيط» (١٧٤/١) اور ابن اثیر نے «النهاية» (١٥٢/٤) میں کی ہے۔

## ٢- حديث جابر بن سمرة

عن جابر بن سمرة رضي الله عنه، قال:

---

(١) ألمفهم (١٣٥/٦)

(٢) لسان العرب (٣٨٢٧/٤٣)

«كان رسول الله ﷺ كثير شعر اللحية».

جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا:

''رسول اللہ ﷺ کی داڑھی کے بال کثیر تھے''۔

حديث ضعيف.

یہ حدیث ابو بکر بن ابی شیبہ نے «مصنفه» (١١/٥١٤) اور مسلم نے «الصحيح» (رقم: ٢٣٤٤) میں: عبيد الله بن موسي، عن إسرائيل، عن سماك بن حرب، أنه سمع جابر بن سمرة، کی سند سے بیان کی ہے۔

اس سند میں سماك بن حرب[1] ضعیف راوی ہے جو تلقین قبول کرتا تھا۔ اس کے بارے میں شعبہ[2] نے فرمایا:

«وكان الناس ربما لقنوه، قالوا: عن ابن عباس، فيقول نعم. وأما أنا فلم أكن ألقنه».

''بعض اوقات لوگ اسے تلقین کرتے اور کہتے کہ (یہ روایت فلاں راوی سے نہیں بلکہ) ابن عباس سے ہے تو وہ کہتا کہ ٹھیک ہے۔ اور میں نے اسے کبھی تلقین نہیں کی''۔

نسائیؒ[3] نے فرمایا:

---

(١) تهذيب الكمال (١٢/١١٥)

(٢) المعرفة ليعقوب بن سفيان (٣/٢٠٩)

(٣) السنن الكبرٰي (رقم: ٣٢٩٥)

«ليس ممن يعتمد عليه إذا انفرد بالحديث؛ لأنه كان يقبل التلقين».

''یہ ان راویوں میں سے نہیں ہے کہ جب وہ کسی حدیث کو بیان کرنے میں منفرد ہوں تو اس پر اعتماد کیا جائے اس لیے کہ یہ تلقین قبول کرتا ہے''۔

پس اگر سماک بن حرب پر یہی ایک جرح ہوتی تو بھی اس کی روایت کو رد کرنے کرنے کے لیے کافی تھی اس لیے کہ ابن حبان (۱) نے تلقین قبول کرنے والوں کے بارے میں فرمایا:

«فهذا وأضرابه لايحتج بهم، لأنهم يكذبون من حيث لايعلمون».

''یہ (تلقین قبول کرنے والے) اور ان کے مثل سے دلیل نہیں لی جاسکتی اس لیے کہ یہ لوگ جھوٹ بول دیتے ہیں اور انہیں معلوم بھی نہیں ہوتا''۔

**العراقی (۲) نے کہا:**

«ردوا رواية من عرف بقبول التلقين في الحديث».

''جس کے بارے میں یہ معلوم ہوا کہ وہ حدیث میں تلقین قبول کرتا ہے اس کی روایت کو رد کر دیا گیا''۔

---

(۱) المجروحين (۱/۶۸)

(۲) علوم الحديث (۱۱۹)

## ٣۔ حديث علي بن أبي طالب

عن نافع بن جبير بن مطعم، عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه، قال:

«كان النبي صلى الله عليه وسلم عظيم اللحية».

علی بن ابی طالبؓ سے روایت ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑی داڑھی والے تھے''۔

حديث ضعيف.

نافع بن جبیر سے یہ روایت تین طرق سے مروی ہے:

ألطريق الأول: پہلا طریق احمد بن حنبل نے « مسند » (١/١١٦) میں: شريك، عن عبدالملك بن عمير، عن نافع بن جبير بن مطعم، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس سند میں عبدالملك بن عمير[١] ضعیف و مدلس اور شريك بن عبدالله النخعي[٢] سخت ضعیف و مختلط راوی ہے۔

ألطريق الثاني: دوسرا طریق احمد بن حنبل نے « مسند » (١/١١٦) میں: ابن جريج، عن صالح بن سعيد، عن نافع، کی سند سے بیان کیا ہے۔

---

(١) تهذيب التهذيب (٦/٤١١)

(٢) تهذيب التهذيب (٤/٣٣٣)

اس سند میں ابن جریج[1] مدلس اور صالح بن سعید مجہول ہے۔

ألطريق الثالث: تیسرا طریق احمد بن حنبل نے «مسند» (١/٩٦) میں:

عثمان بن عبدالله بن هرمز، عن نافع بن جبير، کی سند سے ذکر کیا ہے۔

اس سند میں عثمان بن عبدالله بن هرمز مجہول ہے۔

## ٤ ـ حديث أنس بن مالك

عن أنس بن مالك رضي الله عنه، قال:

«كانت لحيته صلى الله عليه وسلم قد ملأت من هاهنا إلي هاهنا» وأرانا علي بن عاصم، وأمر بيديه على عارضيه.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی یہاں سے یہاں تک بھری ہوئی تھی"، اور علی بن عاصم (راوی حدیث) نے اپنے رخساروں پر ہاتھ پھیر کر دکھایا۔

إسناده موضوع.

یہ حدیث ابن عساکر نے «تاريخ دمشق» (٣/٢٧٨) میں: علي بن عاصم، أنبأنا حميد الطويل، سمعت أنس بن مالك، کی سند سے بیان کی ہے۔

---

(١) طبقات المدلسين لإبن حجر (٨٣/٣)

اس سند کا راوی علي بن عاصم[1] متروک الحدیث، منکر الحدیث اور کذاب

ہے۔

## ٥۔ حديث عبد الله بن عباس

عن عوف بن أبي جميلة، عن يزيد الفارسي، قال:

رأيت النبي ﷺ في المنام في زمن ابن عباس، فقلت لابن عباس: إني رأيت رسول الله ﷺ في النوم، قال ابن عباس: فإن رسول الله ﷺ كان يقول: «إن الشيطان لايستطيع أن يتشبه بي، فمن رآني في النوم فقد رآني» ،فهل تستطيع أن تنعت لناهذا الرجل الذي رأيت؟ قال: قلت: نعم، أنعت لك رجلا **قد ملأت لحيته من هذه إلي هذه(وأشار بيده إلي صدغيه)حتي كادت تملأ نحره**، فقال ابن عباس: لو رأيته في اليقَظة ما استطعت أن تنعته فوق هذا.

عوف بن ابی جمیلہ نے روایت کیا کہ یزید الفارسی نے کہا:

میں نے ابن عباسؓ کے زمانے میں رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا تو میں نے ابن عباسؓ سے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے، ابن عباسؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کہتے تھے: ”بے شک شیطان میں یہ طاقت نہیں کہ

(١) ميزان الإعتدال (١٣٥/٣)

وہ میری مشابہت اختیار کر سکے، پس جس نے مجھے خواب میں دیکھا یقیناً اس نے مجھے ہی دیکھا"، تو کیا تم اس شخص کی صفات بیان کر سکتے ہو جسے تم نے خواب میں دیکھا؟ اس نے کہا ہاں، میں آپ کو ایک شخص کی صفات بیان کرتا ہوں **جس کی داڑھی یہاں سے یہاں تک بھری ہوئی تھی،** (اور اس نے اپنے ہاتھ سے اپنی دونوں کنپٹیوں کی طرف اشارہ کیا) **حتی کہ قریب تھا کہ ان کی گردن بھر جائے۔** ابن عباس نے فرمایا: اگر تو نے انہیں جاگتے ہوئے دیکھا ہوتا تب بھی اس سے زیادہ ان کی صفات بیان نہ کر پاتا۔

إسناده موضوع.

یہ روایت ابن ابی شیبہ نے «مصنفه» (۵۱۵/۱۱)، احمد بن حنبل نے «مسند» (۳۶۱/۱) اور ترمذی نے «الشمائل» (۳۶۱/۱) میں: عوف بن أبي جميلة، عن يزيد الفارسي، کی سند سے بیان کی ہے۔

اس روایت میں دو علتیں ہیں:

۱۔ عوف بن أبي جميلة[۱] رافضی ہے اور رافضیوں کے بارے میں ابن تیمیہ[۲] نے فرمایا:

«وقد اتفق أهل العلم بالنقل والرواية والإسناد علي أن الرافضة أكذب الطوائف، والكذب فيهم قديم».

---

(۱) ألضعفاء للعقيلي (رقم: ۱٤۷۷)

(۲) منهاج السنة (۵۹/۱)

''اہل علم کا نقل اور روایت واسناد کے ساتھ اس پر اتفاق ہے کہ رافضی سب سے جھوٹی جماعت ہے، اور جھوٹ ان میں قدیم ہے''۔

۲۔ يزيد الفارسي مجہول الحال ہے۔

## ٦ـ حديث أبي هريرة

عن أبي هريرة ﵁، قال:

«كان رسول الله ﷺ حسن اللحية».

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ:

''رسول اللہ ﷺ کی داڑھی حسین تھی''۔

إسناده موضوع.

اس روایت کو ابن سعد نے «طبقات» (۱/٤١٥) میں: محمد بن عمر الواقدي، حدثني عبدالملك، عن سعيد بن عبيد بن السباق، عن أبي هريرة، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس روایت کی علت محمد بن عمر الواقدي[1] ہے جو متروک الحدیث و کذاب ہے۔

(۱) ميزان الإعتدال (٣/٦٦٢)

## ٧۔ حديث العداء بن خالد بن هوذة

عن جهضم بن الضحاك، قال:

مررت بالزجيح، فرأيت به شيخا؛ قالوا: هذا العداء بن خالد بن هوذة، فقال: رأيت رسول الله ﷺ، فقلت: صفه لي، قال: كان حسن السبلة. وكانت العرب تسمي اللحية السبلة.

جہضم بن ضحاک سے روایت ہے کہ اس نے کہا:

میں زجیح کے مقام سے گزرا تو وہاں ایک شیخ کو دیکھا، لوگوں نے کہا کہ یہ عداء بن خالد بن ہوذۃ ہیں۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے، پھر انہوں نے آپ ﷺ کی صفت مجھے بیان کی کہ آپ ﷺ حسین سبلہ والے تھے، اور عرب داڑھی کو سبلہ کہتے تھے۔

إسناده ضعيف.

اس روایت کو طبرانی نے « الكبير » (١٨/١٤-١٥) میں: سليم بن الحارث، حدثنا جهضم، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس حدیث کا راوی جهضم بن الضحاك مجهول الحال ہے۔

## رسول اللہ ﷺ سے داڑھی کے بارے میں وہ احادیث جن میں کیفیت مذکور نہیں

## ٨۔ حديث عائشة أم المؤمنين

عائشہؓ سے تین طرق سے روایت مروی ہے:

الطريق الأول: عن علقمة بن وقاص، قال : أخبرتني عائشة رضي الله عنها، قالت:

«كانت عينه ﷺ لاتدمع علي أحد، ولكنه كان إذا وجد فإنما هو آخذ لحيته».

علقمہ بن وقاص سے روایت ہے کہ عائشہؓ نے انہیں خبر دی، کہا:

''رسول اللہ ﷺ کی آنکھ کسی ایک کے لیے آنسو نہیں بہاتی تھی لیکن جب بھی آپ غمگیں ہوتے تو اپنی داڑھی کو پکڑ لیتے تھے''۔

إسناده ضعيف.

اس روایت کو ابن ابی شیبہ نے «مصنفہ» (٤١١-٤٠٨/١٤) اور احمد بن حنبل نے «مسند» (١٤٢-١٤١/٦) میں: يزيد بن هارون، قال: أخبرنا محمد بن عمرو، عن أبيه، عن جده، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس سند میں محمد بن عمرو[1] ضعیف اور عمرو بن علقمة[2] مجہول ہے۔

الطريق الثاني: عن أبي سلمة، عن عائشة رضي الله عنها:

«أن النبي ﷺ كان إذا اهتم قبض علي لحيته».

ابو سلمہ نے عائشہؓ سے روایت کیا کہ:

"رسول اللہ ﷺ جب بھی پریشان ہوتے تو اپنی داڑھی کو مٹھی میں لے لیا کرتے تھے"۔

إسناده ضعيف جدا.

اس روایت کو تمام الرازی نے «فوائد» (رقم: ۱۲۲۳ – الروض البسام) میں: أبو عبدالله جعفر بن محمد بن جعفر بن هشام الكندي ابن بنت عدبس، نا أبو زيد الحوطي، نا محمد بن مصعب، نا الأوزاعي، عن الزهري، عن أبي سلمة، عن عائشة، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس سند میں أبو زيد الحوطي مجہول اور محمد بن مصعب القرقساني[3] سخت ضعیف ہے۔

الطريق الثالث: عن سدرة مولاة ابن عامر، قالت: سمعت عائشة رضي الله عنها، تقول:

---

(۱) تهذيب التهذيب (۳۷۵/۹)

(۲) تقريب التهذيب (۷۵/۲)

(۳) ميزان الإعتدال (۴۲/۴)

«كان النبي ﷺ إذا اشتد غمه مسح بيده علي رأسه ولحيته وتنفس صعداء، وقال: حسبي الله ونعم الوكيل، فيعرف بذلك شدة غمه».

سدرة مولاة ابن عامر نے کہا کہ میں نے عائشہؓ کو کہتے سنا:

"رسول اللہ ﷺ کو جب کوئی غم لاحق ہوتا تو آپ اپنے ہاتھ کو اپنے سر اور داڑھی پر پھیرتے اور لمبی سانسیں لیتے اور کہتے: مجھے اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہترین وکیل ہے، پس اس سے آپ کے غم کی شدت کا اندازہ ہو جاتا تھا"۔

إسناده ضعيف جدا.

اس روایت کو ابو بکر الکلاباذی نے «مفتاح المعاني» (۲/۲۵۸) میں:

أحمد بن الحارث، حدثتني أمي أم الأزهر، عن سدرة مولاة ابن عامر، سمعت عائشة، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس سند میں أحمد بن الحارث[1] **متروک الحدیث** اور أم الأزهر، سدرة مولاة ابن عامر **مجهول الحال** ہیں۔

## ۹۔ حديث أبي هريرة

ابوہریرہؓ سے دو طرق سے روایت مروی ہے:

**الطريق الأول: عن أبي سلمة، عن أبي هريرة ﷺ:**

(۱) ميزان الإعتدال (۱/۸۸)

«أن رسول الله ﷺ كان إذا اهتم أدخل يده في لحيته فما أدري أيمدها أم يخللها أو يحكها».

ابوسلمہ نے ابوہریرہؓ سے روایت کیا کہ.

"رسول اللہ ﷺ کو جب بھی کوئی پریشانی لاحق ہوتی تو وہ اپنا ہاتھ اپنی داڑھی میں داخل کرتے، پس میرے علم میں نہیں کہ آپ داڑھی کو کھینچتے یا خلال کرتے یا اسے رگڑتے تھے"۔

إسناده منكر.

اس روایت کو ابن عدی نے «ألكامل» (۱۲۸۱/۳) میں: أبو حريز سهل، حدثني ابن شهاب، عن أبي سلمة، عن أبي هريرة، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس روایت میں أبو حريزسهل[1] سخت ضعیف راوی ہے اور اس کی روایت سے احتجاج جائز نہیں ہے۔

الطريق الثاني: عن أبي سلمة، عن أبي هريرة رضي الله عنه:

«أنه كان رسول الله ﷺ إذا اهتم أكثر من مس لحيته».

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ:

"رسول اللہ ﷺ کو جب بھی کوئی پریشانی لاحق ہوتی توآپ کثرت سے

(۱) ميزان الإعتدال (۲۴۱/۲)

داڑھی کو چھوتے"۔

إسناده ضعيف.

اس حدیث کو بزار نے «كشف الأستار» (رقم: ١٦٥) میں: رِشدِين بن سعد، عن عقيل، عن الزهري، عن أبي سلمة، عن أبي هريرة، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس روایت میں رِشدِين بن سعد(١) منکر الحدیث ہے۔

## ١٠۔ حديث خباب بن الأرت

عن أبي معمر عبدالله بن سخبَرَة الأزدي، قال:

سألنا خبابا: أكان النبي ﷺ يقرأ في الظهر والعصر؟ قال: نعم، قال: قلت: بأي شئ كنتم تعلمون قراءته؟ قال: باضطراب لحيته.

ابو معمر عبداللہ بن سخبرہ سے روایت ہے کہ ہم نے خباب بن الارتؓ سے سوال کیا:

کیا نبی ﷺ ظہر اور عصر میں قرات کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں، میں نے کہا: آپ کو ان کی قرات کا کیسے علم ہوتا تھا؟ انہوں نے کہا: آپ ﷺ کی داڑھی کے ہلنے سے۔

حديث صحيح.

---

(١) تهذيب التهذيب (٢٧٧/٣)

اس حدیث کو احمد بن حنبل نے « مسند » (١٠٩/٥) اور بخاری نے « ألصحيح » (رقم: ٧٦٠) میں: الأعمش، عن عمارة بن عمير، عن أبي معمر، کی سند سے بیان کیا ہے۔

## ١١ـ حديث عثمان بن عفان

عن عثمان بن عفان رضي الله عنه:

«أن النبي صلى الله عليه وسلم توضأ فخلل لحيته».

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا تو اپنی داڑھی کا خلال کیا"۔

إسناده ضعيف.

اس حدیث کو ترمذی نے « ألسنن » (رقم: ٣١) میں: إسرائيل، عن عامر بن شقيق الأسدي، عن أبي وائل شقيق بن سلمة، عن عثمان، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس سند میں عامر بن شقيق الأسدي[١] ضعیف ہے۔

---

(١) تهذيب التهذيب (٦٩/٥)

یہ حدیث چند اور اسناد سے بھی مروی ہے لیکن وہ اس سے بھی زیادہ ضعیف و منکر ہیں۔اس لیے ہم نے صرف اسی سند کے بیان پر ہی اکتفاء کیا ہے۔

## ١٢ـ حديث أنس بن مالك وسهل بن سعد

عن أنس بن مالك رضي الله عنه، قال:

«كان رسول الله ﷺ يكثر دهن رأسه، وتسريح لحيته، ويكثر القناع، كأن ثوبه ثوب زيّات».

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سر میں کثرت سے تیل ڈالا کرتے تھے،اور داڑھی میں کنگھی کیا کرتے تھے،اور اکثر ٹوپی پہنا کرتے،اور ان کے کپڑے ایسے ہوتے جیسے کہ تیل فروش کے ہوتے ہیں"۔

إسناده مُنكَر.

اس حدیث کو ترمذی نے «شمائل» (رقم: ٣٢) میں: يوسف بن عيسى، أخبرنا وكيع، أخبرنا الربيع بن صبيح، عن يزيد بن أبان الرقاشي، عن أنس، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس روایت میں يزيد بن أبان الرقاشي [١] منکر الحدیث ہے۔

---

(١) ميزان الإعتدال(٤/٤١٨)

اس حدیث کا ایک شاہد ابن اعرابی نے «المعجم» (رقم: ٦١٦) میں: محمد بن هارون، نا مسلم بن إبراهيم، نا مبشر بن مكسر، عن أبي حازم، عن سهل بن سعد، کی سند سے بیان کیا ہے۔

یہ شاہد بھی قابل التفات و حجت نہیں اس لیے کہ اس کی سند میں محمد بن هارون أبو بكر الأزدي[1] ضعیف ہے۔

## خلاصة الفصل الثاني

۱۔ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی کی کیفیت کے بارے میں سب سے صحیح وثابت روایت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی ہے باقی روایات ضعیف اور کچھ ضعیف جدا ہیں۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی کثیث یعنی گھنی اور چھوٹی تھی اور اس کے اضطراب سے صحابہ کو ظہر و عصر میں رسول اللہ ﷺ کی قرات کا علم ہوتا تھا۔

۳۔ قاضی عیاض[2] کا قول کہ: ''رسول اللہ ﷺ کا سینہ داڑھی سے بھرا ہوا تھا''، بلا دلیل و بے سند ہے۔

---

(١) سوالات الحاكم للدارقطني (رقم: ٢١٠)

(٢) الشفاء بتعريف حقوق المصطفي (ص: ٨٣)

# الفصل الثالث

## بعض صحابہ کی داڑھی
## کی کیفیت

## ١ـ أبوبكر صديق

عن عائشة رضي الله عنها، قالت:

«أبوبكر رجل أبيض، نحيف، خفيف العارضين».

عائشہؓ سے روایت ہے، فرماتی ہیں:

"ابو بکرؓ سفید اور کمزور آدمی تھے اور ان کے چہرے پر کم بال تھے"۔

إسناده ضعيف جدا.

اس روایت کو ابن عساکر نے «تاريخ دمشق» (٢٩/٣٠) میں: محمد بن عمر الواقدي، ثنا شعيب بن طلحة، عن أبيه، عن عائشة، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس سند میں محمد بن عمر الواقدي[١] کذاب ہے۔

## ٢ـ عمر بن الخطاب

عن أبي رجاء العطاردي، قال:

«كان عمر بن الخطاب رجلا طويلا جسيما، أصلع شديد الصلع، أبيض شديد الحمرة، في عارضيه خفة، سبلته كبيرة».

---

(١) ميزان الإعتدال (٦٦٢/٣)

ابو رجاء العطاردی سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

''عمر بن الخطاب طویل جسم والے آدمی تھے، سر کے کافی بال گرے ہوئے تھے، سفید اور بہت سرخ تھے، ان کے چہرے اور رخساروں پر تھوڑے سے بال تھے، ان کی بڑی بڑی مونچھیں تھیں''۔

إسناده صحيح.

اس روایت کو ابن عساکر نے « تاريخ دمشق » (١٧/٤٤) میں: إبراهيم بن سعيد الجوهري، نا حسين بن محمد، نا جرير بن حازم، عن أبي رجاء، کی صحیح سند سے بیان کیا ہے۔

## ٣۔ عثمان بن عفان

عثمان بن عفانؓ کے بارے میں چار طرق سے روایات مروی ہیں:

الطريق الأول: عن عبدالله بن شداد بن الهاد، قال:

« رأيت عثمان بن عفان ﷺ يوم الجمعة ، ضرب اللحم طويل اللحية ».

عبد اللہ بن شداد بن الہاد سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا:

''میں نے عثمان بن عفانؓ کو جمعہ کے دن دیکھا، وہ کم گوشت والے اور لمبی داڑھی والے تھے''۔

إسناده ضعيف.

یہ طریق طبرانی نے «المعجم الكبير» (٧٥/١) میں: أسد بن موسي، ثنا ابن لهيعة، ثنا أبو الأسود، عن عبدالله بن شداد، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس سند میں ابن لهيعة [١] سخت ضعیف ہے۔

الطريق الثاني: عن عمرو بن عثمان، قال:

«كان عثمان أبيض، كثير اللحية».

عمرو بن عثمان سے روایت ہے کہ:

''عثمان بن عفانؓ سفید تھے اور ان کی داڑھی کثیر تھی''۔

إسناده ضعيف جدا.

یہ طریق ابو نعیم نے «معرفة الصحابة» (٥٩/١) میں: مُحَمَّد بن عمر الواقدي، عن أسامة بن زيد، عن مُحَمَّد بن عبدالله، عن عبدالله بن عمرو، عن عمرو بن عثمان، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس روایت میں مُحَمَّد بن عمر الواقدي کذاب ہے۔

الطريق الثالث: عن ربيعة بن سيف:

«أنه عظيم الكراديس عظيم اللحية».

ربیعہ بن سیف سے روایت ہے:

---

(١) تهذيب التهذيب (٣٧٣/٥)

"عثمانؓ بڑے کاندھے والے بڑی داڑھی والے تھے"۔
إسناده منقطع منكر.

یہ طریق ابن ابی عاصم نے «الآحاد والمعاني» (١٢٢/١) میں: الليث، حدثني خالد بن يزيد، عن سعيد بن أبي هلال، عن ربيعة بن سيف، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس روایت کا راوی ربيعة بن سيف[1] منکر الحدیث ہے اور عثمان بن عفان سے اس کی رویت وسماع ثابت نہیں ہے۔

الطريق الرابع: عن أبي اليقظان، قال:

«لم يكن عثمان بالطويل، ولا بالقصير، وكان حسن الوجه، عظيم اللحية».

ابوالیقظان سے روایت ہے کہ اس نے کہا:

"عثمانؓ نہ زیادہ لمبے قد کے تھے نہ چھوٹے قد کے، خوب صورت چہرے والے اور بڑی داڑھی والے تھے"۔

إسناده منقطع منكَر.

یہ طریق ابن عساکر نے «تاريخ دمشق» (١٩/٣٩) میں: أحمد بن مروان، نا عبدالله بن مسلم بن قتيبة، قال: فحدثني البجلي، عن أبي اليقظان،

---

(١) تهذيب التهذيب (١١٣/٩)

کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس روایت کا راوی أبو اليقظان عثمان بن عمير [1] منکر الحدیث ہے اور اس کی رویت وسماع عثمانؓ سے ثابت نہیں ہے۔

## ٤ ـ علي بن ابي طالب

علیؓ کے بارے میں روایات تین طرق سے مروی ہیں:

الطريق الأول: عن الشعبي، قال:

«رأيت عليا وكان عريض اللحية وقد أخذت ما بين منكبيه، أصلع علي رأسه زغيبات».

شعبی سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

"میں نے علیؓ کو دیکھا، ان کی داڑھی کشادہ تھی جو دونوں کاندھوں کے درمیان بھری ہوئی تھی، ان کے سر کے بال اڑے ہوئے تھے بس بالوں کے روئیں رہ گئے تھے"۔

أثر صحيح.

اس طریق کو ابن سعد نے «الطبقات» (٢٣/٣) میں: يزيد بن هارون، أخبرنا إسماعيل بن أبي خالد، عن الشعبي، کی صحیح سند سے بیان کیا ہے۔

---

(١) تهذيب التهذيب (١٤٥/٧)

الطريق الثاني: عن سعيد الضبي، قال:

«كان على رجلا عظيما طويل اللحية».

سعید الضبی سے روایت ہے کہ اس نے کہا:

"علیؓ بڑے قد والے لمبی داڑھی والے تھے"۔

إسناده ضعيف.

اس طریق کو ابو نعیم نے «معرفة الصحابة» (١/ ٨٠) میں: أبو نعيم، ثنا رزام بن سعيد، سمعت أبي سعيد الضبي، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس سند میں سعيد الضبي مجہول ہے۔

الطريق الثالث: عن أبي إسحاق السبيعي، قال:

«رأيت عليا ضخم اللحية».

ابو اسحاق السبیعی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا:

"میں نے علیؓ کو دیکھا وہ ضخیم داڑھی والے تھے"۔

إسناده ضعيف.

یہ طریق ابن سعد نے «الطبقات» (٢٣/٣) میں: الفضل بن دكين، قال: أخبرنا يونس بن أبي إسحاق السبيعي، عن أبيه أبي إسحاق، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس سند میں أبو إسحاق السبيعي [1] مختلط ہے۔مزید برآں یونس بن أبي إسحاق السبيعي کی اپنے باپ أبو إسحاق السبيعي سے مروی روایات کو أحمد بن حنبل [2] نے ضعیف قرار دیا ہے۔

## ٥۔ زبير بن العوام

زبیر بن عوامؓ کے بارے میں روایات دو طرق سے مروی ہیں:

الطريق الأول: عن عروة بن الزبير، قال:

«كان زبير رجلا ليس بالطويل ولا بالقصير، خفيف اللحية».

عروہ بن زبیر سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

''زبیر بن عوامؓ چھوٹی داڑھی والے درمیانے قد کے آدمی تھے''۔

إسناده ضعيف.

اس طریق کو حاکم نے «المستدرك» (٣/٣٦٠) میں: عمرو بن عبدالحميد الأيلي، ثنا أبو أسامة، عن هشام ابن عروة، عن أبيه عروة بن زبير، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس طریق میں عمرو بن عبدالحميد الأيلي مجہول ہے۔

---

(١) نهاية الإغتباط (ترجمة: ٨٠)

(٢) ألضعفاء للعقيلي (ترجمة: ٢٠٨٨)

الطريق الثاني: عن عبدالله بن محمد، قال:

«كان زبير بن العوام أبيض طويلا محففا خفيف العارضين».

عبداللہ بن محمد سے روایت ہے:

""زبیر بن العوامؓ سفید اور طویل تھے اور ان کے چہرے اور رخساروں پر کم بال تھے""۔

إسناده موضوع.

اس طریق کو طبرانی نے «ألمعجم الكبير» (١/١١٨) میں: الزبير بن بكار، قال: سمعت عبدالله بن محمد بن يحيى بن عروة بن زبير، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس سند میں عبدالله بن محمد بن يحيى بن عروة بن زبير(1) کذاب ہے۔

## ٦۔ عبدالله بن زبير

عن عبدالله بن مصعب، قال:

«كان عارضا ابن الزبير خفيفين، فما اتصلت لحيته حتي بلغ ستين سنة».

عبداللہ بن مصعب سے روایت ہے:

---

(١) ألمجروحين لإبن حبان (ترجمة: ٥٣١)

''ابن زبیر کے رخساروں پر تھوڑے سے بال تھے، پس ان کی داڑھی ساٹھ سال تک اتنی ہی رہی''۔

إسناده منقطع وضعيف.

اس روایت کو ابن عساکر نے «تاريخ دمشق» (١٥٩/٢٨) میں: مُحمّد بن الحسين، نا ابن أبي خيثمة، نا مصعب بن عبدالله، نا أبيْ عبدالله بن مصعب، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس سند کا راوی عبدالله بن مصعب[1] ضعیف ہے اور اس کی رویت ابن الزبیر سے ثابت نہیں ہے۔

## ٧ـ أبو موسي الأشعري

عن عبدالله بن بريدة، قال:

«أبو موسي الأشعري رجل خفيف الجسم.قصير أثط».

عبداللہ بن بریدۃ سے روایت ہے:

''ابو موسی الاشعریؓ کمزور جسم والے چھوٹی داڑھی والے تھے''۔

إسناده صحيح.

اس روایت کو ابن سعد نے «ألطبقات» (١٠٨/٤) میں: روح بن عبادة،

(١) ميزان الإعتدال (٥٠٥/٢)

قال: حدثنا حسين المعلم، عن عبدالله بن بريدة، کی سند سے بیان کیا ہے۔

ان کے علاوہ محمد بن عمر الواقدی نے قدامة بن مظعون و عثمان بن مظعون[١] کے بارے میں روایت کیا کہ وہ بڑی اور چوڑی داڑھی والے تھے اور أبوعبیدة بن الجراح[٢]، بلال بن أبي رباح[٣] اورحاطب بن أبي بلتعة[٤] کے بارے میں روایت کیا کہ وہ چھوٹی داڑھی والے تھے۔ لیکن محمد بن عمر الواقدی کذاب ہےاوراس کی کسی روایت سے دلیل لینا جائز نہیں ہے۔

## خلاصة الفصل الثالث

اس فصل کا خلاصہ یہ ہے کہ اصحاب رسول ﷺ میں سے کسی سے داڑھی کا طویل ہونا ثابت نہیں ہے۔

---

(١) طبقات ابن سعد (٣/٣٧١)

(٢) طبقات ابن سعد (٣/٣٨٣)، المستدرك (٣/٢٦٤)

(٣) طبقات ابن سعد (٣/٢٢٠)

(٤) ألمستدرك (٣/٣٠٠)

# الفصل الرابع

## داڑھی معاف کرنے کے بارے
## میں احادیث کی تخریج

## ١ ـ حديث عبدالله بن عمر

ابن عمر کی حدیث کے چار طرق ہیں:

الطريق الأول: یہ طریق نافع سے ہے جسے درج ذیل راویوں نے ان سے روایت کیا ہے:

١ ـ عمر بن مُحَمَّد بن زيد، عن نافع، عن ابن عمر، عن النبي ﷺ قال:

«خالفوا المشركين، وفروا اللحي، وأحفوا الشوارب»

وكان ابن عمر إذا حج أو اعتمر قبض علي لحيته فما فضل أخذه.

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مشرکین کی مخالفت کرو، داڑھی بڑھاؤ، اور مونچھیں صاف کرو''۔ اور ابن عمر جب حج یا عمرہ کرتے تو اپنی داڑھی مٹھی میں لیتے پھر جو بال زیادہ ہوتے انہیں کاٹ دیتے۔

حديث صحيح.

اس حدیث کو بخاری نے «ألصحيح» (رقم: ٥٨٩٢) اور مسلم نے «ألصحيح» (رقم: ٢٥٩) میں: عن يزيد بن زريع، حدثنا عمر بن مُحَمَّد، کی سند سے بیان کیا ہے۔

# داڑھی

٢ـ عبيدالله بن عمر، عن نافع، عن ابن عمر، قال: قال رسول الله ﷺ:

«أنهكوا (وفي لفظ: أحفوا) الشوارب، وأعفوا اللحي».

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''مونچھوں کو خوب کاٹو اور داڑھیوں کو معاف کرو''۔

حديث صحيح.

اس حدیث کو احمد نے «مسنده» (رقم: ٤٦٥٤)، بخاری نے «ألصحيح» (رقم: ٥٨٩٣) اور مسلم نے «ألصحيح» (رقم: ٢٥٩) میں: عبيدالله بن عمر، کی سند سے بیان کیا ہے۔

٣ـ عبدالله بن عمر العمري، عن نافع، عن ابن عمر، عن النبي ﷺ قال:

«أعفوا اللحي، وأحفوا الشوارب».

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''داڑھیوں کو معاف کرو اور مونچھوں کو کاٹو''۔

إسناده ضعيف.

اس روایت کو ابن عدی نے «ألكامل» (٤/١٤٦٠) میں: محمد بن يحيي المروزي، حدثنا عاصم بن علي، حدثنا عبدالله بن عمر، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس سند میں عبدالله بن عمر العمري[1] ضعیف راوی ہے۔

---

(١) تهذيب التهذيب (٥/٣٢٦)

٤ـ عبد العزيز بن أبي روّاد، عن نافع، عن ابن عمر، قال: قال رسول الله ﷺ:
«حفوا شواربكم، وأعفوا لحاكم».

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
''اپنی مونچھوں کو کاٹو اور داڑھیوں کو معاف کرو''۔

إسناده ضعيف.

اس روایت کو ابو علی الہروی نے «الأول الثاني من الفوائد» (رقم: ٧٠) میں: عبدالله بن عبدالعزيز، حدثني أبي عبدالعزيز بن أبي روّاد، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس سند میں عبدالعزيز بن أبي روّاد[١] ضعیف اور عبدالله بن عبدالعزيز[٢] منکر الحدیث ہے۔

٥ـ أبو بكر بن نافع، عن نافع، عن ابن عمر:
«أن رسول الله ﷺ أمر (وفي لفظ: أمرنا) بإحفاء الشوارب، وإعفاء اللحي».

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ:
''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مونچھیں کاٹنے اور داڑھی معاف کرنے کا حکم

(١) تهذيب التهذيب (٣٣٩/٦)
(٢) ميزان الإعتدال (٤٥٥/٢)

دیا''۔

حديث صحيح.

اس روایت کو مالک بن انس نے « موطأ » (٩٤٧/٢) میں اور مسلم بن الحجاج نے« ألصحيح » (رقم: ٢٥٩) میں: أبو بكر بن نافع، کی سند سے بیان کیا ہے۔

٦ـ أبو معشر نجيح السندي، عن نافع، عن ابن عمر، قال:

«أُمرنا أن نأخذ من الشواب، ونعفي اللحي».

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا:

''ہمیں مونچھیں کاٹنے اور داڑھی معاف کرنے کا حکم دیا گیا ہے''۔

إسناده ضعيف.

اس روایت کو ابن عدی نے « ألكامل » (٢٥١٧/٧) میں: أحمد بن عبدالرحمان بن وهب، حدثنا عمي، أخبرني حفص بن عمر، عن أبي معشر، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس سند میں أبو معشر نجيح السندي[١] ضعیف اور منکر الحدیث ہے۔

الطريق الثاني: رواية عبد الرحمان بن علقمة، عن ابن عمر رضي الله عنه، عن النبي ﷺ، قال:

---

(١) ميزان الإعتدال (٢٤٦/٤)

«أحفوا الشوارب، وأعفوا اللحي».

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مونچھوں کو خوب کاٹو اور داڑھیوں کو معاف کرو''۔

حديث صحيح.

اس حدیث کو احمد نے «مسند» (رقم: ٥١٣٥) اور نسائی نے «ألسنن» (رقم: ٩٢٤٦) میں: عبدالرحمان بن مهدي، حدثنا سفيان، سمعت عبدالرحمان بن علقمة، کی سند سے بیان کیا ہے۔

الطريق الثالث: رواية ميمون بن مهران، عن ابن عمر رضي الله عنه، قال:

ذُكر لرسول الله ﷺ المجوس، فقال: «إنهم يوفون سبالهم، ويحلقون لحاهم، فخالفوهم».

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مجوسیوں کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا:

''بے شک وہ لوگ اپنی مونچھوں کو بڑھاتے ہیں اور داڑھیاں مونڈتے ہیں، پس تم لوگ ان کی مخالفت کرو''۔

إسناده ضعيف.

اس روایت کو بیہقی نے «ألسنن» (١٥١/١) میں: معقل بن عبدالله، عن ميمون بن مهران، عن عبدالله بن عمر، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس سند میں معقل بن عبداللہ الجزري(1) ضعیف ہے۔

الطريق الرابع: رواية مجاهد، عن ابن عمر رضي الله عنه، قال: قال رسول الله ﷺ:

«خذوا من هذا، ودعوا هذا» يعني يأخذ من عنفقته ويدع لحيته.

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اسے کاٹو اور اسے چھوڑ دو''۔ یعنی عنفقہ کے بال کاٹو اور داڑھی کے بال چھوڑ دو۔

إسناده منكر.

یہ روایت طبرانی نے «الكبير» (۱۲/۴۰۰) میں: عبيدة بن حميد، حدثنا ثوير بن أبي فاختة، عن مجاهد، کی سند سے بیان کی ہے۔

اس سند میں ثوير بن أبي فاختة(2) کذاب ہے۔

## ۲۔ حديث أبي هريرة

ابو ہریرہؓ کی حدیث کے تین طرق ہیں:

الطريق الأول: رواية عبد الرحمان بن يعقوب مولى الحرقة، عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله ﷺ:

---

(۱) تهذيب التهذيب (۴۲۷/۱۰)

(۲) ميزان الإعتدال (۳۷۵/۱)

«جزّوا الشوارب، وأعفوا(وفي لفظ: وأرخوا)اللحي، وخالفوا المجوس».

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مونچھوں کو خوب کاٹو اور داڑھیوں کو معاف کرو''۔

إسناده ضعيف.

اس روایت کو احمد نے «مسند» (رقم: ۸۷۷۸) اور مسلم نے «ألصحيح» (رقم: ۲٦۰) میں: العلاء بن عبدالرحمان، عن أبيه عبدالرحمان بن يعقوب، عن أبي هريرة، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس سند میں العلاء بن عبدالرحمان[1] ضعیف ہے۔

الطريق الثاني: یہ طریق ابو سلمہ بن عبد الرحمان سے ہے جس کی تین اسناد ہیں:

١۔ عمر بن أبي سلمة، عن أبيه، عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله ﷺ:

«إن اهل الشرك يعفون شواربهم، ويحلقون لحاهم، فخالفوهم، فأعفوا اللحي، وأحفوا الشوارب، وغيّروا شيبكم، ولا تشبهوا باليهود والنصاري».

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بے شک اہل شرک اپنی مونچھوں کو معاف کرتے ہیں اور داڑھیوں کو مونڈتے ہیں، پس تم ان کی مخالفت کرو، اپنی داڑھیوں کو معاف کرو اور مونچھوں کو صاف

(١) ميزان الإعتدال (١٠٢/٣)

صاف کرو، اور اپنے بڑھاپے کو متغیر کرو، اور یہود و نصاری کی مشابہت نہ کرو"۔
إسناده ضعيف.

اس حدیث کو احمد نے «مسنده» (رقم: ٨٦٧٢) اور بزار نے «مسند» (رقم: ٢٩٧١ –كشف الأستار) میں: عمر بن أبي سلمة، عن أبي سلمة، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس روایت کا راوی عمر بن أبي سلمة [1] ضعیف اور واہی الحدیث ہے۔

٢۔ محمد بن عبدالله بن أبي مريم، عن أبي سلمة، عن أبي هريرة، عن النبي ﷺ قال:

« كان المجوس تعفي شواربها، وتحفي لحاها، فخالفوهم؛ فجزوا شواربكم، وأعفوا لحاكم».

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

"مجوسی اپنی مونچھوں کو معاف کرتے ہیں اور داڑھیوں کو مونڈتے ہیں، پس تم ان کی مخالفت کرو، اپنی مونچھوں کو صاف کرو اور داڑھیوں کو معاف کرو"۔
إسناده ضعيف.

اس حدیث کو بخاری نے «تاريخ الكبير» (١/ ١٤٠) میں: إسماعيل بن أبي أويس، حدثني أخي، عن سليمان، عن محمد بن أبي مريم، کی سند سے بیان کیا ہے۔

---

(١) تهذيب التهذيب (٧/ ٤٥٦)

اس روایت میں إسماعيل بن أبي أويس [1] ضعیف ہے۔

ابن ابی اویس کی متابعت عبداللہ بن مسلمہ بن قعنب سے آئی ہے جس کی تخریج ابوامیہ طرطوسی نے «مسند أبي هريرة» (رقم: ٥٩) میں کی ہے۔ انہوں نے فرمایا:

حدثنا مُحَمَّد بن عبدالمؤمن المصري، حدثنا عبدالله بن قعنب وابن أبي أويس، عن سليمان بن بلال، عن مُحَمَّد بن عبدالله بن أبي مريم، عن أبي سلمة، عن أبي هريرة، أن رسول الله ﷺ قال:

«من فطرة الإسلام: الغسل يوم الجمعة، والاستنان، وأخذ الشارب، وإعفاء اللحية، فإن المجوس تعفي شواربها وتحفي لحاها، فخالفوهم، فخذوا شواربكم، وأعفوا لحاكم».

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جمعہ کے دن غسل کرنا، دانتوں میں مسواک کرنا، مونچھیں کاٹنا اور داڑھی کو معاف کرنا اسلام کی فطرت میں سے ہے، بے شک مجوس مونچھوں کو معاف کرتے ہیں اور داڑھیوں کو کاٹتے ہیں، پس تم ان کی مخالفت کرو، مونچھیں کاٹو اور داڑھیوں کو معاف کرو"۔

إسناده ضعيف.

---

(١) ألكامل لابن عدي (٣١٧/١)

اس روایت میں مُحمّد بن عبدالمؤمن المصري مجھول ہے۔ مزید برآں أبو أمية الطرطوسي کے بارے میں امام حاکم[1] نے فرمایا:

«صدوق كثير الوهم».

''صدوق ہے لیکن بہت وہمی ہے''۔

اور اس سند میں ابن ابی اویس کے ساتھ عبداللہ بن قعنب کا ذکر ابوامیہ کا وہم ہے۔

٣۔ يحيى بن أبي كثير، عن أبي سلمة، عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله ﷺ:

«وفروا اللحي، وخذوا من الشوارب، وانتفوا الآباط، واحدوا القلفتين».

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''داڑھیوں کو پورا کرو، مونچھوں سے بال کاٹو، بغلوں کے بال اکھاڑو اور ختنہ کرو''۔

إسناده ضعيف ومنكر.

اس حدیث کو ابن عدی نے «ألكامل» (١١٢٥/٣) میں: بشر بن الوليد، قال: حدثنا سليمان بن داود اليمامي، عن يحيى بن أبي كثير، کی سند سے بیان کیا ہے۔

---

(١) سوالات السجزي (رقم: ١٦٩)

اس روایت کا راوی سلیمان بن داود اليمامي[1] منکر الحدیث اور متروک الحدیث ہے۔

الطريق الثالث: رواية الوليد بن رباح، عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله ﷺ:

« إن اهل الشرك يعفون شواربهم، ويحفون لحاهم، فخالفوهم؛ فأعفوا اللحي، وأحفوا الشوارب ».

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اہل شرک اپنی مونچھوں کو معاف کرتے ہیں اور داڑھیوں کو کاٹتے ہیں، پس تم ان کی مخالفت کرو، داڑھیوں کو معاف کرو اور مونچھوں کو کاٹو''۔

إسناده ضعيف جدا.

اس روایت کی تخریج بزار نے « مسنده » (رقم: ٢٩٧٠- كشف الأستار) میں: زريق بن السخت، حدثنا محمد بن عمر بن واقد، كثير بن زيد، عن الوليد، کے طریق سے کی ہے۔

اس سند کا راوی محمد بن عمر الواقدي کذاب ہے۔

(١) ميزان الإعتدال (٢٠٢/٢)

## ٣ـ حديث أبي أمامة الباهلي

عن أبي أمامة ﷺ، قال:
خرج رسول الله ﷺ علي مشيخة من الأنصار بيض لحاهم، فقال: «يا معشر الأنصار، حمروا وصفروا؛ وخالفوا أهل الكتاب»، فقلنا: يا رسول الله، إن اهل الكتاب يتسرولون ولا يأتزرون؟ فقال رسول الله ﷺ: «تسرولوا وائتزروا؛ وخالفوا أهل الكتاب»،قال: فقلنا: يا رسول الله، إن أهل الكتاب يتخففون ولا ينتعلون؟ فقال النبي ﷺ: «فتخففوا وانتعلوا؛ وخالفوا أهل الكتاب»، قال: فقلنا: يا رسول الله، إن أهل الكتاب يقصون عثانينهم، ويوفرون سبالهم؟ قال: فقال النبي ﷺ: «قصوا سبالكم، ووفروا عثانينكم؛ وخالفوا أهل الكتاب».

ابوامامہ الباہلی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا:

رسول اللہ ﷺ انصار کے مشائخ کی ایک جماعت کی طرف نکلے جن کی داڑھیاں سفید تھیں آپ نے انہیں فرمایا: ”اے انصار کی جماعت! اسے سرخ یا زرد کرو اور اہل کتاب کی مخالفت کرو“۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول: اہل کتاب قمیض پہنتے ہیں لیکن ازار نہیں باندھتے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم قمیض بھی پہنو اور ازار بھی باندھو اور اہل کتاب کی مخالفت کرو“۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول: اہل کتاب موزے پہنتے ہیں جوتے نہیں پہنتے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم جوتے بھی پہنو اور

موزے بھی پہنو''۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول: اہل کتاب اپنی داڑھیوں کو کترتے ہیں اور مونچھوں کو پورا کرتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنی مونچھوں کو کترو اور داڑھیوں کو پورا کرو اور اہل کتاب کی مخالفت کرو''۔

إسناده ضعيف۔

اس روایت کی تخریج احمد نے «مسنده» (٥/٢٦٤) میں: زيد بن يحيى، حدثنا عبدالله بن العلاء بن زبر، حدثني القاسم، قال: سمعت أبا أمامة، کے طریق سے کی ہے۔

اس سند میں القاسم بن عبدالرحمان الشامي[1] ضعیف ہے۔

## ٤ـ حديث عبدالله بن عباس

ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے تین طرق ہیں:

الطريق الأول: رواية عطاء بن أبي رباح، عن ابن عباس، قال: لما افتتح رسول الله ﷺ مكة قال:

«إن الله ورسوله حرم عليكم شرب الخمر وثمنها، وحرم عليكم أكل الميتة وثمنها، وقصوا الشوارب، وأعفوا اللحي، ولا تمشوا في الأسواق إلا وعليكم الأزر، إنه ليس منا من عمل سنة غيرنا».

(١) تهذيب التهذيب (٣٢٢/٨)

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا تو فرمایا:
"بے شک اللہ اور اس کے رسول نے تم پر شراب اور اس کی کمائی کو حرام کر دیا، اور تم پر مردار اور اس کی کمائی حرام کر دی، پس مونچھیں کاٹو اور داڑھی کو معاف کرو، اور بازار میں ازار پہن کر چلو، بے شک جس نے ہمارے غیروں کی سنت پر عمل کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے"۔

إسناده منكَر.

اس روایت کو طبرانی نے «الأوسط» (رقم: ٩٤٢٢) میں: الحسن بن حماد الورّاق، قال: حدثنا أبو يحيى الحماني، عن يوسف بن ميمون، عن عطاء، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس حدیث کی سند میں يوسف بن ميمون الصباغ(١) **منکر الحدیث** اور أبو يحيى الحماني(٢) **ضعیف** ہے۔

الطريق الثاني: رواية عكرمة مولي ابن عباس، عن ابن عباس، قال: قال رسول الله ﷺ:

«أوفوا اللحي، وقصوا الشوارب، وكان إبراهيم ﷺ خليل الرحمان يوفي لحيته ويقص شاربه».

---

(١) تاريخ الكبير للبخاري (٨/٣٤٠٩)

(٢) ألكامل لإبن عدي (٥/١٩٥٨)

إسناده موضوع.

اس روایت کی تخریج ابن عدی نے «ألکامل» (٢١٢٩/٦) میں: زكريا بن نافع الأرسوفي، قال: حدثنا عبدالعزيز، عن روح بن القاسم، عن محمّد بن السائب الكلبي، عن أبي صالح، کی سند سے کی ہے۔

اس سند میں محمّد بن السائب الكلبي[1] کذاب اور ابن عباسؓ سے موضوع روایات گھڑنے میں مشہور ہے۔

## ٥ـ حديث أنس بن مالك

عن عبدالله بن عبدالله بن أبي طلحة، عن أنس، أن النبي ﷺ قال:

«خالفوا علي المجوس: جزوا الشوارب، وأوفوا اللحي».

انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مجوسیوں کی مخالفت کرو: مونچھوں کو تراشو اور داڑھیوں کو پورا کرو"۔

إسناده منكر.

اس روایت کی تخریج بزار نے «كشف الأستار» (رقم: ٢٩٧٢) میں: السكن بن سعيد، حدثنا مسلم بن إبراهيم، حدثنا الحسن بن أبي جعفر، عن عبدالله، کی سند سے کی ہے۔

---

(١) تهذيب التهذيب (١٧٨/٩)

اس سند میں الحسن بن أبي جعفر [1] منکر الحدیث ہے۔

اس کی متابعت أبو جعفر عبدالله بن جعفر المديني نے کی ہے جسے طحاوی نے « شرح المعاني » (٤/ ٢٣٠) میں نکالا ہے لیکن أبوجعفر المديني [2] متروک الحدیث ہے لہذا اس کی متابعت لائق التفات نہیں ہے۔

## ٦۔ حديث عبدالله بن عمرو بن العاص

عن عبدالله بن عمرو بن العاص، أن رسول الله ﷺ:

« أحفوا الشوارب، وأعفوا اللحي، وانتفوا الشعر الذي في الآناف ».

عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”مونچھیں کترو اور داڑھیوں کو معاف کرو، اور ناک کے بال اکھیڑو“۔

إسناده منكر.

اس روایت کی تخریج ابن عدی نے « ألكامل » (٢/ ٧٩٠) میں: حفص بن واقد اليربوعي، حدثنا إسماعيل بن مسلم، عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده، کی سند سے کی ہے۔

---

(١) تاريخ الكبير للبخاري (٢/ ٢٨٨)، ألضعفاء للعقيلي (ترجمة: ٢٧٠)

(٢) ميزان الإعتدال (٢/ ٤٠١)

اس سند میں حفص بن واقد[1] اورإسماعیل بن مسلم[2] منکر الحدیث راوی ہیں۔

عمرو بن شعیب سے ایک طریق ابن حبان نے «المجروحين» (٧٤/٢) میں نقل کرتے ہوئے فرمایا:

أخبرنا أحمد بن على بن المثني، قال: حدثنا كامل بن طلحة الجحدري، قال: حدثنا ابن لهيعة، قال: حدثنا عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده، أن رسول الله ﷺ قال:

« تسليم اليهود إشارة بالأصابع، وتسليم النصارى إشارة بالكف، لاتتشبهوا بأهل الكتاب، قصوا الشوارب، ووفروا اللحى، ولا تقصوا النواصي، ولا تمشوا في المساجد، وعليكم بالقميص وتحته الإزار ».

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"یہود کا سلام انگلیوں کا اشارہ ہے، اور نصاری کا سلام ہاتھ کا اشارہ ہے، تم اہل کتاب کی مشابہت اختیار نہ کرو، مونچھیں کتراؤ، اور داڑھیوں کو وافر کرو، اور پیشانی کے بال نہ کاٹو، مساجد میں مت چلا کرو، اور تم پر قمیض اور اس کے نیچے ازار پہننا لازم ہے"۔

إسناده ضعيف.

(١) ميزان الإعتدال (٥٦٩/١)

(٢) ميزان الإعتدال (٢٤٨/١)

یہ سند ابن لهيعة [1] کے ضعف کے باعث ضعیف ہے۔مزید برآں اس حدیث کا مدار عمرو بن شعیب، عن أبيه [2] کے سلسلہ پر ہے اور اس سلسلہ سند کو یحیٰ بن سعید، احمد بن حنبل، ابن معین وغیرہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔

## ٧۔ حديث عائشة

يُروي عن عائشة رضي الله عنها، عن النبي ﷺ أنه قال:

«أعفوا اللحي، وأحفوا الشوارب».

عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”داڑھیوں کو معاف کرو اور مونچھیں کترو“۔

إسناده ضعيف.

اس روایت کی تخریج ابن ابی حاتم نے «الجرح والتعديل» (٢١٨/٣) میں: عبدالواحد بن حمزة، عن حمزة مولي عروة، عن عروة بن زبير، عن عائشة، کی سند سے کی ہے۔

اس روایت میں عبدالواحد بن حمزة اور حمزة مولي عروة مجہول راوی ہیں۔

---

(١) ميزان الإعتدال (٤٧٥/٢)

(٢) تهذيب التهذيب (٤٨/٨)

## ۸۔ کسی انصاری کی حدیث

عن رجل من الأنصار، عن النبي ﷺ:

«أعفوا لحاكم، ولا تشبهوا باليهود».

انصار کے کسی آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا:

''داڑھیوں کو معاف کرو اور مونچھیں کترو''۔

إسناده ضعيف.

یہ روایت بخاری نے «ألتاريخ الكبير» (١٤٥/٤) میں: سوید بن حیان، أن أبا أسامة بن عبدالله حدثه، عن رجل من الأنصار، کی سند سے بیان کی ہے۔

اس سند میں سوید بن حیان اور أبو أسامة بن عبدالله مجہول ہیں۔

## ۹۔ کسریٰ کے درباریوں کا قصہ

محمد بن اسحاق نے ایک طویل خبر ذکر کرتے ہوئے کہا:

كتب كسرى إلي باذان وهو علي اليمن: ابعث إلي هذا الرجل الذي بالحجاز من عندك رجلين جلدين فليأتياني به، (فذكر قصة وفيها بعث رجلين إلي النبي ﷺ) حتي قال في الخبر:

وقد دخلا علي رسول الله ﷺ وقد حلقا لحاهما وأعفيا شواربهما، فكره النظر إليهما، وقال: « ويلكما، من أمركما بهذا؟ » قالا: أمرنا بهذا ربنا(يعنيان كسري)، فقال رسول الله ﷺ: «**لكن ربي قد أمرني بإعفاء لحيتي، وقص شاربي**».

کسریٰ نے باذان کو جو یمن پر حاکم تھا، لکھا: اپنے علاقے سے دو آدمیوں کو حجاز کے اس شخص کے پاس روانہ کرو تاکہ وہ اس کی خبر میرے پاس لے کر آئیں، (پھر انہوں نے ایک قصہ ذکر کیا جس میں ان دو آدمیوں کو آپ ﷺ کے پاس بھیجنے کا ذکر ہے)، یہاں تک کہ اس قصہ میں کہا:

اور وہ دونوں رسول اللہ ﷺ پر داخل ہوئے اور انہوں نے اپنی داڑھیوں کو مونڈا ہوا تھا اور اپنی مونچھیں معاف کی ہوئی تھیں، آپ ﷺ نے ان دونوں کی طرف کراہت سے دیکھا اور کہا: ”تمہاری خرابی ہو، کس نے تمہیں اس کا حکم دیا ہے؟“۔ ان دونوں نے کہا: ہمیں ہمارے رب نے اس کا حکم دیا ہے (یعنی کسریٰ نے)، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”**لیکن میرے رب نے مجھے میری داڑھی معاف کرنے اور مونچھیں کترنے کا حکم دیا ہے**“۔

إسناده منكَر و مُعضَل.

**اس روایت کو ابن جریر نے** « تاریخه » (٢/٦٥٥-٦٥٦) **میں اور ابو نعیم نے** « دلائل النبوة » (رقم: ٢٤١) **میں**: مُحمّد بن إسحاق، **سے بیان کیا ہے**۔

یہ حدیث مُعضَل ہے یعنی ابن اسحاق نے اسے بلا سند ذکر کیا ہے، اور سیرت میں اس نے کئی ایسی خبریں بیان کی ہیں جن کی تم کوئی متصل سند نہیں پاؤ گے جس سے وہ ثابت ہو۔ مزید برآں محمّد بن إسحاق[1] سخت ضعیف اور منکر الحدیث راوی ہے۔

ابن اسحاق کے علاوہ یہ قصہ درج ذیل پانچ طرق سے مروی ہے:

١ ـ عن أبي هريرة، قال:

دخل على رسول الله ﷺ مجوسي قد حلق لحيته وأعفى شاربه، فقال رسول الله ﷺ: «ويحك، من أمرك بهذا؟» فقال أمرني به كسري، فقال رسول الله ﷺ: «**لكني أمرني ربي أن أعفي لحيتي، وأن أحفي شاربي**».

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا:

رسول اللہ ﷺ پر ایک مجوسی داخل ہوا جس نے اپنی داڑھی منڈی ہوئی تھی اور مونچھیں معاف کی ہوئی تھیں، رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''تیری خرابی، کس نے تجھے اس کا حکم دیا ہے؟'' اس نے کہا: مجھے کسری نے اس کا حکم دیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''**لیکن میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنی داڑھی کو معاف کروں اور اپنی مونچھیں صاف کروں**''۔

إسناده موضوع.

اس روایت کو ابن بشران نے «الأمالي» (المجلس الخامس والأربعون

---

(١) تهذيب التهذيب (٩/٣٨)

والستمائة) میں: عصمة بن محمّد، عن يحيى بن سعيد، عن سعيد بن المسيب، عن أبي هريرة، کے طریق سے بیان کیا ہے۔

اس روایت کے راوی عصمة بن محمّد کے بارے میں ابن معین[1] نے فرمایا:

«كذاب، يضع الحديث».

''بہت بڑا جھوٹا ہے، حدیثیں خود بناتا ہے''۔

٢۔ عن أبي يعقوب الخطابي، قال:

كنا بين المهدي فقال: حدثني أبي، عن أبيه، عن جده، عن آبائه، قال: قدم علي رسول الله ﷺ وفد من العجم، قد حلقوا لحاهم، وحفوا شواربهم، فقال رسول الله ﷺ:

«خالفوا عليهم، فحفوا الشوارب، وأعفوا اللحي».

**ابو یعقوب الخطابی سے روایت ہے کہ اس نے کہا:**

ہم مہدی کے ساتھ تھے، اس نے کہا: مجھے میرے باپ نے، اپنے باپ سے، انہوں نے اپنے دادا سے، انہوں نے اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے کہا: رسول اللہ ﷺ پر عجمیوں میں سے ایک وفد داخل ہوا جنہوں نے اپنی داڑھی منڈی ہوئی تھی اور مونچھیں معاف کی ہوئی تھیں، پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

(١) ألضعفاء للعقيلي (ترجمة: ١٣٧٢)

"ان کا خلاف کرو، مونچھوں کو صاف کرو اور داڑھیوں کو معاف کرو"۔

إسناده موضوع.

اس روایت کو ابن نجار نے « ذیل تاریخ بغداد » (۸۹/۲) میں
الخطابي، کی مذکورہ سند سے بیان کیا ہے۔

یہ روایت درج ذیل علتوں کے باعث موضوع ہے:

اول: خطابی سے اوپر کی سند کے راوی مجہول ہیں۔

دوئم: خطابی کا نام ابراہیم بن اسحاق ہے، لیکن میں اس کے بارے میں کسی جرح و
تعدیل سے واقف نہیں ہوں۔

سوئم: مہدی کا نام محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس ہے، یہ عباسی
خلیفہ ہے لیکن روایت حدیث میں اس کا کوئی اعتبار نہیں۔

۳۔ عن عبدالله بن شداد، قال:

أرسل باذام إلى رسول الله رجلين حالقي لحاهما، مرسلي شواربهما،
فقال رسول الله ﷺ:

« ما يحملكما على هذا؟ » قال: فقالا له: يأمرنا به اللذي يزعمون أنه
ربهم، قال: فقال رسول الله ﷺ: « لكنا نخالف سنتكم؛ نجز هذا، ونرسل هذا ».

عبداللہ بن شداد سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا:

باذام نے رسول اللہ ﷺ کی طرف دو آدمیوں کو بھیجا جنہوں نے اپنی داڑھیاں

منڈی ہوئی تھیں اور اپنی مونچھیں بڑھائی ہوئی تھیں۔پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہیں اس کام پر کس نے محمول کیا ہے؟“۔ان دونوں نے کہا: ہمیں اس کا حکم اس نے دیا ہے جسے وہ اپنا رب گمان کرتے ہیں، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لیکن ہم تو تمہاری سنت کی مخالفت کرتے ہیں، ہم اسے کاٹتے ہیں اور اسے چھوڑتے ہیں“۔
إسناده مرسل.

اس روایت کو ابن ابی شیبہ نے «المصنف» (۳۳۶/۱٤) میں: محمد بن فضیل، عن حصین، عن عبدالله بن شداد، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس روایت کی علت ارسال ہے۔ عبد اللہ بن شداد تابعین میں سے ہیں جو اس روایت کو بلا سند بیان کر رہے ہیں اور بلا سند روایت حجت نہیں ہے۔

٤۔ عن عبيدالله بن عبدالله بن عتبة، قال:

جاء رجل من المجوس إلى رسول الله وحلق لحيته، وأطال شاربه، فقال له النبي ﷺ: «ما هذا؟» قال: هذا في ديننا، فقال رسول الله ﷺ: «في ديننا أن نجز الشارب، وأن نعفي اللحية».

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا:

رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک مجوسی آیا جس نے اپنی داڑھی مونڈی ہوئی تھی اور اپنی مونچھیں بڑھا رکھی تھیں، پس رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ”یہ کیا

ہے؟""۔اس نے کہا:یہ ہمارے دین میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
""ہمارے دین میں ہے کہ ہم اپنی مونچھیں کاٹتے ہیں اور داڑھی معاف کرتے ہیں""۔

إسناده مُرسَل.

اس روایت کو ابن ابی شیبہ نے « ألمصنف » (٥٦٧/٨) میں: أبو العميس، عن عبدالمجيد بن سهيل، عن عبيدالله، کی سند سے بیان کیا ہے۔

یہ روایت بھی سابقہ روایت کی طرح مرسل ہے،اور مرسل روایت حجت نہیں ہے۔

٥ـ عن يحيى بن أبي كثير، قال:

أتي رجل من العجم المسجدَ وقد وفر شاربه، وجز لحيته، فقال له رسول الله ﷺ: « ما حملك على هذا؟ » قال: إن الله عزوجل أمرنا بهذا، فقال رسول الله ﷺ: « إن الله أمرني أن أوفر لحيتي واحفي شاربي ».

یحیٰ بن ابی کثیر سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا:

عجم میں سے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا جس نے اپنی مونچھیں بڑھارکھی تھیں اور داڑھی کتری ہوئی تھی،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا: ""تجھے اس کام پر کس نے محمول کیا ہے؟""۔اس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کا حکم دیا ہے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ""بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنی داڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں کتروں""۔

إسناده مرسل و موضوع.

اس روایت کو حارث بن محمد نے «مسنده» (رقم: ۵۹۲۔ بغية الباحث) میں: عبدالعزيز بن أبان، ثنا هشام، عن يحيى بن أبي كثير، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس سند میں عبدالعزيز بن أبان[۱] کذاب ومتروک ہے۔اور یحیٰ بن ابی کثیر کثیر تابعین میں سے ہیں۔

## خلاصة الفصل الرابع

اس فصل کی تحقیق کا حاصل یہ ہے کہ:

۱۔ رسول اللہ ﷺ سے جتنی روایات داڑھی کے امر پر آئی ہیں ان سب میں داڑھی معاف کرنے کے ساتھ مونچھیں صاف کرنے کا ذکر بھی شامل ہے۔

۲۔ اس فصل میں جتنی روایات مروی ہیں ان میں سے صرف عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہی صحیح وثابت ہے باقی ابوہریرہ، ابوامامۃ الباہلی، عبداللہ بن عباس، انس بن مالک، عبداللہ بن عمرو بن العاص، عائشہ رضوان اللہ علیہم اجمعین، انصاری کی حدیث اور کسری کے درباریوں کے قصہ کی روایات میں سے بعض ضعیف اور بعض سخت ضعیف ہیں۔

---

(۱) ميزان الإعتدال (۲/۶۲۲)

## داڑھی

۳۔ رسول اللہ ﷺ سے داڑھی کے امر میں ''وفرو، اعفوا'' اور مونچھوں کے بارے میں ''احفوا، انہکوا'' کے الفاظ صحیح وثابت ہیں۔

# الفصل الخامس

## ان احادیث کی تخریج جن میں داڑھی کو فطرت قرار دیا گیا ہے

## ١۔ حديث عائشة

عن عائشة رضي الله عنها، قالت: قال رسول الله ﷺ:

« عشر من الفطرة: قص الشارب، وإعفاء اللحية، والسواك، واستنشاق الماء، وقص الأظفار، وغسل البراجم، ونتف الإبط، وحلق العانة، وانتقاص الماء».

عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''دس کام فطرت میں سے ہیں: مونچھیں کترنا، داڑھی معاف کرنا، مسواک کرنا، ناک میں پانی چڑھانا، ناخن کاٹنا، جوڑوں کا دھونا، بغلوں کے بال اکھیڑنا، زیر ناف کے بال مونڈنا، اور پانی سے استنجا کرنا''۔

إسناده منكَر معلول.

اس روایت کی تخریج احمد نے « مسنده » (١٣٧/٦) میں اور مسلم نے «ألصحيح» (رقم: ٢٦١) میں: زكريا بن أبي زائدة، عن مصعب بن شيبة، عن طلق بن حبيب، عن عبدالله بن زبير، عن عائشة، کی سند سے کی ہے۔

اس روایت کو اگرچہ مسلم نے بیان کیا ہے لیکن جمہور ائمہ نے اسے معلل قرار دیا ہے اور اس کی جملہ علت دو امور کے باعث ہے:

**اول:** مصعب بن شیبہ سخت ضعیف و منکر الحدیث راوی ہے جس کی روایات کو ائمہ حدیث و نقاد نے منکر قرار دیا ہے۔ مثلاً:

قال أبو بكر الأثرم[(١)]:

ذكرت لأبي عبدالله (يعني أحمد بن حنبل) الوضوء من الحجامة ؟ فقال: «ذاك حديث منكَر، رواه مصعب بن شيبة، أحاديثه مناكير، منها هذا الحديث وعشر من الفطرة، وخرج رسول الله ﷺ وعليه مرط مرحل».

ابو بکر اثرم فرماتے ہیں:

میں نے ابو عبداللہ (یعنی احمد بن حنبل) سے حجامہ سے وضو کے بارے میں ذکر کیا؟ انہوں نے فرمایا: ''وہ حدیث منکر ہے، اسے مصعب بن شیبہ نے روایت کیا ہے، اس کی احادیث منکر ہیں، ان میں سے یہ حدیث، دس کام فطرت کی حدیث، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے تو ان پر ایک منقش چادر والی حدیث شامل ہے''۔

نسائی[(٢)] نے اس حدیث کی تخریج کے بعد فرمایا:

«مصعب منكَر الحديث».

''مصعب منکر الحدیث ہے''۔

ابو حاتم رازی[(٣)] نے فرمایا:

---

(١) الضعفاء للعقيلي (ترجمة: ١٧٨٢)، الجرح والتعديل (١٤٠٩/٨)

(٢) سنن المجتبى (رقم: ٥٠٨٦)

(٣) الجرح والتعديل (١٤٠٩/٨)

«لایحمدونهم، وليس بقوي».

"محدثین اس کی تعریف نہیں کرتے، اور یہ قوی نہیں ہے"۔

دارقطنی[1] نے فرمایا:

«ليس بالقوي، ولا بالحافظ، منكَر الحديث».

"نہ تو یہ حافظ ہے نہ قوی ہے، منکر الحدیث ہے"۔

دوم: مصعب بن شیبہ نے طلق بن حبیب سے روایت کرنے میں دو ثقہ راویوں کی مخالفت کی ہے جنہوں نے یہ روایت طلق بن حبیب سے مقطوعا نقل کی ہے۔ نسائی نے «المجتبى» (رقم: ٥٠٨٥، ٥٠٨٦) میں یہ روایت سلیمان التیمی اور جعفر بن ایاس سے بعض الفاظ کے ردوبدل کے ساتھ طلق بن حبیب سے مقطوعا نقل کی اور فرمایا:

« حديث سليمان التيمي و جعفر بن إياس أشبه بالصواب من حديث مصعب بن شيبة، ومصعب منكَر الحديث».

"سلیمان التیمی اور جعفر بن ایاس کی حدیث مصعب بن شیبہ کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے، اور مصعب منکر الحدیث ہے"۔

اسی طرح الدارقطنی[2] نے مسلم کے اس روایت کو اپنی "صحیح" میں لانے پر تعقب کرتے ہوئے فرمایا:

---

(١) سنن الدارقطني (١١٣/١)، الإلزامات والتتبع (رقم: ١٨٢)

(٢) الإلزامات والتتبع (رقم: ٥٠٧)

« خالفه رجلانِ حافظانِ: سليمان و أبو بشر، روياه عن طلق بن حبيب من قوله».

''اس (مصعب) نے دو حافظ حدیث سلیمان اور ابو بشر کی مخالفت کی ہے، جنہوں نے اسے طلق بن حبیب کا قول روایت کیا ہے''۔

پس اگر مصعب بن شیبہ ثقہ بھی ہوتا تو بھی اس کی یہ روایت ثقہ راویوں کی مخالفت کے باعث شاذ اور منکر ہے۔

## ٢۔ حديث عطاء بن أبي رباح مرسلا

عن عطاء، قال: قال رسول الله ﷺ:

«عشر فُطر عليهن أبوكم إبراهيم: خمس في الرأس، وخمس في الجسد، فأما التي في الرأس: فالمضمضة، والاستنشاق، والسواك، وقص الشارب، وابقاء اللحية، وأما التي في الجسد: فنتف الإبط، وقص الأظافر، والختان، والاستحداد، والإستنجاء بالحجارة».

عطاء سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''دس کام فطرت میں سے ہیں جن پر تمہارے باپ ابراہیم تھے: پانچ سر سے متعلق ہیں اور پانچ جسم سے، جو سر سے متعلق ہیں وہ: کلی کرنا، ناک میں پانی چڑھانا، مسواک کرنا، مونچھیں کترنا، اور داڑھی کو باقی رکھنا ہے، اور جو کام جسم سے متعلق ہیں

وہ: بغل کے بال اکھیڑنا، ناخن کاٹنا، ختنہ کرنا، زیر ناف کے بال لینا، اور پتھر سے استنجا کرنا ہے"۔

إسناده ضعيف ومُرسَل.

اس روایت کی تخریج ابو عبید نے «الخُطبِ والمواعظ» (رقم: ۲۸) میں: أبو معاوية و يزيد، عن حجاج، عن عطاء، کی سند سے کی ہے۔

اس سند میں حجاج بن أرطاة[1] سخت ضعیف ہے جس نے یہ روایت عطاء بن أبي رباح سے مرسل بیان کی ہے۔

## ٣۔ حديث أبي هريرة

عن أبي هريرة رضي الله عنه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:

«من فطرة الإسلام: الغسل يوم الجمعة، والاستنان، وأخذ الشارب، وإعفاء اللحية، فإن المجوس تعفي شواربها، وتحفي لحاها، فخالفوهم، فخذوا شواربكم، وأعفوا لحاكم».

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جمعہ کے دن غسل کرنا، دانت صاف کرنا، مونچھیں کاٹنا اور داڑھی معاف

(١) ميزان الإعتدال (١/٤٥٨)

کرنا اسلام کی فطرت میں سے ہے، بے شک مجوس اپنی مونچھیں معاف کرتے ہیں اور داڑھی صاف کرتے ہیں، پس تم ان کا خلاف کرو، مونچھیں کاٹو اور داڑھیاں معاف کرو"۔

إسناده ضعيف.

اس روایت کی تخریج ابو امیہ طرطوسی نے «مسند أبي هريرة» (رقم: ٥٩) میں: محمد بن عبدالمؤمن المصري، حدثنا عبدالله بن قعنب، وابن أبي أويس، عن سليمان بن بلال، عن محمد بن عبدالله بن أبي مريم، عن أبي سلمة، عن أبي هريرة، کی سند سے کی ہے۔

یہ روایت ضعیف ہے جس کا مفصل بیان الفصل الرابع میں بیان ہوا ہے۔

پھر میں عبدالمومن کی متابعت پر واقف ہوا جس کی تخریج محاملی نے «الأمالي» (رقم: ٤٠٢ـ رواية ابن مهدي) میں: عبدالله بن شبيب، قال: حدثني ابن ابي اويس، قال: حدثني أخي، عن سليمان بن بلال، کی سند سے کی ہے۔

لیکن یہ متابعت بھی لائق التفات نہیں کیوں کہ اس کی سند میں عبدالله بن شبيب[1] کذاب اور حدیثیں چرانے والا ہے۔

---

(١) ميزان الإعتدال (٤٣٨/٢)

## ٤ ـ عائشہ اور ابو ہریرہ کی ایک اور حدیث

١ ـ عن عائشة ﵂، مرفوعا:

« ملائكة السماء يستغفرون لذوائب النساء ولحي الرجال؛ يقولون : سبحان الذي زين الرجال باللحي، والنساء بالذوائب ».

عائشہؓ سے مرفوعا مروی ہے کہ:

"آسمان کے فرشتے زلفوں والی عورتوں اور داڑھی والے مردوں کے لیے استغفار کرتے ہیں اور کہتے ہیں: پاک ہے وہ جس نے مردوں کو داڑھی سے اور عورتوں کو زلفوں سے مزین فرمایا"۔

إسناده موضوع.

اس روایت کی تخریج دیلمی نے « مسند الفردوس » (٦٦/٣) میں: عن الحاكم، أخبرنا ابن عصمة، حدثنا الحسين بن داود بن معاذ، حدثنا النضر بن شميل، حدثنا عوف، عن الحسن، عن عائشة، کی سند سے کی ہے۔

اس سند کے راوی الحسين بن داود بن معاذ البلخي کے بارے میں الخطيب البغدادي[1] نے فرمایا:

«ليس بثقة، حديثه موضوع».

(١) تاريخ بغداد (٥٧٦/٨)

"ثقہ نہیں ہے، اس کی حدیث موضوع ہے"۔

٢۔ عن أبي هريرة موقوفا، قال:

« إنَ يمين ملائكة السماء: والذي زين الرجال باللحي، والنساء بالذوائب ».

ابوہریرہؓ سے موقوفا مروی ہے، فرماتے ہیں:

"بے شک آسمان کے فرشتوں کی قسم یہ ہے: اور قسم ہے اس کی جس نے مردوں کو داڑھی سے اور عورتوں کو زلفوں سے مزین فرمایا"۔

إسناده منكر.

اس روایت کی تخریج ابن عساکر نے « تاريخ دمشق » (٣٦/٣٤٣) میں: أبو عبدالله محمد بن معاذ بن فهد النهاوندي، حدثنا محمد بن المنهال الضرير، نا يزيد بن زريع، نا روح بن القاسم، عن سهيل بن أبي صالح، عن أبيه، عن أبي هريرة، کی سند سے کی ہے۔

اس روایت کے عقب میں ابن عساکر نے فرمایا:

« هذا حديث منكر جدا، وإن كان موقوفا، وليت النهاوندي نسيه فيما نسي، فإنه لا أصل له من حديث محمد بن منهال ».

"یہ حدیث اگرچہ موقوف ہے، لیکن سخت منکر ہے، اور کاش یہ نہاوندی کی ان روایات میں سے ہوتی جنہیں وہ بھول چکا ہے، بے شک محمد بن منہال سے اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے"۔

نہاوندی کے بارے میں علامہ ذہبی[1] نے فرمایا:

«واه، وله أوهام».

""ضعیف ہے، اور اس کے اوہام ہیں""۔

## خلاصة الفصل الخامس

داڑھی کے فطرت ہونے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث ثابت نہیں ہے، جس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

۱۔ حديث عائشة: منكر

۲۔ حديث أبي هريرة: ضعيف

۳۔ حديث عطاء بن أبي رباح: مرسل ضعيف

۴۔ **عائشہ اور ابوہریرہ کی ایک اور حدیث**: موضوع و منكَر

فطرت کی سنتوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے جو حدیث ثابت ہے اس میں: ختنہ، زیر ناف کے بال لینا، مونچھیں کترنا، ناخن کاٹنا، اور بغلوں کے بال اکھاڑنا شامل ہیں[2]۔

---

(۱) سير أعلام النبلاء (۳۸۷/۱۵)

(۲) مسند أحمد (رقم: ۷۱۳۹)، البخاري (رقم: ۵۵۵۰)، مسلم (رقم: ۲۵۷)

# الفصل السادس

## ان احادیث کی تخریج

## جن میں داڑھی کاٹنے

## کا ذکر ہے

## ١ ـ حديث عبدالله بن عمرو بن العاص

عن عبدالله بن عمرو بن العاص رضي الله عنه:

«أن النبي ﷺ كان يأخذ من لحيته من عرضها و طولها».

عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی داڑھی کے بال لمبائی اور چوڑائی سے کاٹا کرتے تھے“۔

إسناده موضوع.

اس روایت کی تخریج ترمذی نے «ألسنن» (رقم: ٢٧٦٣) میں اور عقیلی نے «ألضعفاء» (ترجمة: ١١٩٧) میں: عمر بن هارون البلخي، عن أسامة بن زيد، عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده، کی سند سے کی ہے۔

اس روایت میں عمر بن هارون البلخي [١] کذاب اور متروک ہے۔

## ٢ ـ حديث عائشة

عن عائشة رضي الله عنها، أن النبي ﷺ قال:

(١) ألجرح والتعديل (٦/٧٦٥)، ألضعفاء للنسائي (ترجمة: ٤٩٩)

«خذوا من عرض لحاكم، وأعفوا طولها».

عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''داڑھی کی چوڑائی سے بال کاٹ لو اور لمبائی سے چھوڑ دو''۔

إسناده موضوع.

اس روایت کی تخریج محمد بن مخلد دوری نے « جزء أبي عبدالله العطار » (رقم: ٨٢) میں: حميد بن هلال، عن مطرف، أخبرني عمرو بن قيس، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة، کی سند سے کی ہے۔

اس سند میں مطرف مجہول، اور عمرو بن قیس اگر عمر بن قیس بسندل[1] ہے جیسے کہ ہشام بن عروہ کے ترجمے میں ہے تو متروک الحدیث وذاہب الحدیث ہے، ورنہ مجہول ہے۔

## ٣۔ حديث معاوية بن سفيان

عن مكحول، قال:

لما حضرت معاوية الوفاة جمع أهل بيته، وبنو عمه حوله، ثم قال لأم ولده: هلمي الوديعة التي استودعتك، فجاءت بسفط مختوم علي قفل، قال: فظننا أن فيه جوهرا، قال: إنما ادخرت هذا لهذا اليوم، ثم قال: افتحوه،

(١) تهذيب التهذيب (٧/ ٤٩٠)

فإذا فيه منديل فيه ثلاثة أثواب، ثم قال: هذا قميص رسول الله ﷺ كسانيه، وهذا إزار رسول الله ﷺ كسانيه لما رجع من حجة الوداع، فقلت: يارسول الله، هب لي هذا الإزار الذي عليك. قال: « إذا مضيت منزل وجهت به إليك »، فلما مضي المنزل وجه به إليّ، **ثم إن رسول الله ﷺ دعا بالحجام فأخذ من شعره و لحيته**، فقلت: يا رسول الله، هب لي هذا الشعر، قال: « خذه يا معاوية » فأخذته، فهو هذا مصرور في هذا الثوب، فإذا أنا مت فغسلوني، وحنطوني، وكفنوني في قميص رسول الله ﷺ، وزوروني بإزار رسول الله ﷺ، ولفوني في رداء رسول الله ﷺ، وخذوا شعر رسول الله ﷺ فاحشوه بشدقيّ ومنحريّ، وذروه علي وجهي وصدري وسائر جسدي، ثم خلوا بيني وبين أرحم الراحمين.

مکحول تابعی سے روایت ہے کہ:

جب معاویہؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو ان کے تمام گھر والے اور ان کے چچا کے بیٹے ان کے اطراف جمع ہو گئے۔ انہوں نے اپنی ام ولد سے کہا: جو امانت میں نے تمہیں رکھوائی تھی وہ لے آؤ، پس وہ ایک ٹوکری لے آئی جس میں تالا لگا ہوا تھا، ہم سمجھے کہ اس میں جواہرات ہوں گے، معاویہؓ نے فرمایا: میں نے آج کے لیے اس کو محفوظ کیا تھا، اسے کھولو، اس میں ایک رومال تھا جس میں تین کپڑے تھے، پھر انہوں نے فرمایا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قمیض ہے جو آپ نے مجھے پہننے کے لیے دی تھی، اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازار ہے جو آپ نے مجھے پہننے کے لیے دی تھی، جب وہ حجۃ الوداع سے

واپس لوٹے تھے، میں نے آپ سے کہا تھا: یارسول اللہ، یہ ازار جو آپ پر ہے یہ مجھے عنایت فرمایئے، آپ نے کہا: "جب میں منزل پر پہنچ جاؤں گا تو تمہیں دے دوں گا"، جب آپ منزل پر پہنچے تو وہ مجھے دے دی، پھر آپ نے ایک حجام بلایا جس نے آپ کے بال اور داڑھی کاٹی، میں نے رسول اللہ ﷺ سے وہ بال مانگ لیے، آپ نے فرمایا: "اے معاویہ: یہ لے لو"، میں نے وہ بال لے لیے اور اس کپڑے میں وہی بال بندھے ہیں۔ پس جب میں مر جاؤں تو مجھے غسل دینا، خوشبو لگانا اور رسول اللہ ﷺ کی قمیض میں کفنانا، اور مجھے رسول اللہ ﷺ کی ازار پہنانا، اور مجھے رسول اللہ ﷺ کی چادر میں لپیٹ دینا، اور رسول اللہ ﷺ کے بال میرے منہ اور گردن سے باندھ دینا، اور اسے میرے سینے، چہرے اور تمام جسم پر پھیلا دینا، پھر میرے اور ارحم الراحمین کے درمیان سے الگ ہو جانا۔

إسناده منكَر و مرسَل.

اس روایت کی تخریج ابو بکر قطیعی نے «حديث أبي شعيب الحراني وأحمد بن محمد المنقري» (ق: ۸۷/ب - ۸۸/أ) میں: الحسن بن حماد الكوفي، حدثنا أحمد بن بشر مولي لعمرو بن حريث، عن سلّام بن سُليم، عن خالد بن أبي عثمان، عن مكحول، کی سند سے کی ہے۔

اس روایت میں سلّام بن سُلیم الطویل[1] متروک الحدیث ہے، اور مکحول شامی تابعی کا سماع معاویہ بن سفیان ؓ سے ثابت نہیں ہے اس لیے یہ روایت مرسل ہے۔

اس حدیث کو إسحاق بن بشر الکاهلي[2] کذاب اور وضع حدیث میں معروف نے بھی مکحول سے مرسل روایت کیا ہے جس کی تخریج ابن عساکر نے «تاریخ دمشق» (٢٢٩/٥٦) میں کی ہے۔

## ٤ ـ حديث أبي جعفر الباقر مرسلا

عن أبي جعفر مُحَمَّد بن علي، قال:

«كان رسول الله ﷺ يأخذ اللحية، فما طلع علي الكف جزه».

ابو جعفر محمد بن علی سے روایت ہے کہ:

"رسول اللہ ﷺ اپنی داڑھی کے وہ بال جو آپ کی مٹھی سے باہر نکلتے انہیں کاٹ دیتے تھے"۔

إسناده منكَر و مرسَل.

اس روایت کو ابن بطّال نے «شرح البخاري» (١٤٧/٩) میں: مروان بن معاوية، عن سعيد بن أبي راشد، عن أبي جعفر، کی سند سے بیان کیا ہے۔

---

(١) ميزان الإعتدال (١٧٥/٢)

(٢) ميزان الإعتدال (١٨٦/١)

اس روایت کے راوی سعید بن أبي راشد کے بارے میں ابن حبان[1] نے فرمایا:

«إن لم يكن سعيد السماك فلا أدري من هو، فإن ذاك فهو ضعيف»

"اگر یہ سعید السماک نہیں تو میں نہیں جانتا کہ یہ کون ہے، پس اگر یہ وہی ہے تو ضعیف ہے"۔

لہذا اگر یہ سعید السماک نہیں تو مجہول ہے، اور اگر وہی ہے تو ضعیف نہیں بلکہ منکر الحدیث ہے۔

مزید برآں سعید نے یہ حدیث ابو جعفر الباقر سے مرسل روایت کی ہے۔

## ٥ ـ حديث أبي سعيد الخدري

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

«لا يأخذ أحدكم من طول لحيته، ولكن من الصدغين».

ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"تم میں سے کوئی بھی اپنی داڑھی لمبائی سے نہ کاٹے، لیکن کنپٹی کی طرف سے کاٹ سکتا ہے"۔

إسناده منكر.

(١) الثقات (٦/٣٧٢)

اس روایت کو ابن عدی نے «ألكامل» (٢٠١٨-٢٠١٧/٥) میں اور ابن جوزی نے «ألموضوعات» (٥٢/٣) میں: أبو اليمان الحكم بن نافع، حدثنا عفير بن معدان، عن عطاء، عن أبي سعيد، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس روایت میں عفير بن معدان[1] سخت ضعیف اور منکر الحدیث ہے۔

## ٦ـ حديث جابر بن عبدالله

عن جابر بن عبدالله ﷺ، قال:

رأى النبي ﷺ رجلا مجفل الرأس واللحية، فقال: «على ما يشوه أحدكم نفسه ؟» قال: وأشار النبي ﷺ إلي لحيته ورأسه، يقول: «**خذ من لحيتك ورأسك**».

جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جس کی داڑھی اور بال بڑھے ہوئے اور بکھرے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ""تم میں سے کوئی ایک خود کو کیوں بد شکل بنا کر رکھتا ہے؟""۔ پھر آپ نے اس کی داڑھی اور سر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ""**اپنی داڑھی اور سر کے بال کاٹو**""۔

إسناده منكر.

(١) ميزان الإعتدال (٨٣/٣)

اس روایت کو بیہقی نے «شعب» (رقم: ٦٠٢٠) اور ابو نعیم نے «أخبار أصبهان» (٢٧٤/٢) میں: أبو مالك النخعي، عن مُحَمّد بن المنكدر، عن جابر بن عبدالله، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس سند میں أبو مالك النخعي[1] متروک الحدیث ہے۔

## ٧ـ حديث أبي قحافة

عن أبي قحافة رضي الله عنه:

أنه أتى به النبي ﷺ ولحيته قد انتشرت، فقال: «**لو أخذتم، وأشار بيده إلى نواحي لحيته**».

ابو قحافہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

انہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا اور ان کی داڑھی بکھری ہوئی تھی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "**کاش تم اسے کاٹ لو، اور آپ نے اپنے ہاتھ سے داڑھی کے اطراف کی طرف اشارہ کیا**"۔

إسناده منكر.

اس روایت کو ابو یوسف نے «الآثار» (رقم: ١٠٣٨) میں: عن أبي حنيفة،

---

(١) الجرح والتعديل (١٦٤١/٥)، أحوال الرجال (ترجمة: ٥٦)

عن الهيثم، عن أبي قحافة، کی سند سے بیان کیا ہے۔

یہ سند درج ذیل علتوں کے باعث معلل ہے:

۱۔ ابو حنیفہ نعمان بن ثابت[1] ضعیف ہیں۔

۲۔ ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم[2] ضعیف ہیں۔

۳۔ ابو یوسف سے کتاب «الآثار» روایت کرنے والا یوسف بن ابی یوسف مجہول ہے۔ محمد بن خلف بن حیان نے «أخبار القضاة» (٦٥٢/٤) میں یوسف بن ابی یوسف کے بارے میں ابو عبد اللہ الحواری سے «عفيفا مامونا صدوقا» کے الفاظ نقل کیے ہیں لیکن یہ ابو عبد اللہ الحواری اور اس سے روایت کرنے والا ابراہیم بن ابی عثمان دونوں ہی مجہول ہیں۔ لہذا یہ توثیق مردود ہے۔

۴۔ یوسف بن ابی یوسف سے اس کتاب کو کس نے نقل کیا وہ بھی نامعلوم ہے۔ لہذا یہ کتاب ہی غیر ثابت ہے۔

## ٨۔ حديث عطاء بن يسار مرسلا

عن عطاء بن يسار، قال:

---

(١) الكامل لابن عدی (٢٤٧٢/٧)، المجروحين لابن حبان (٤٠٥/٢)

(٢) ميزان الإعتدال (٤٤٧/٤)

كان رسول الله ﷺ في المسجد؛ فدخل رجل ثائر الرأس واللحية، فأشار إليه رسول الله ﷺ بيده أن أخرج، كأنه يعني إصلاح شعر رأسه ولحيته، ففعل الرجل، ثم رجع، فقال رسول الله ﷺ: «أليس هذا خيرا من أن يأتي أحدكم ثائر الرأس كأنه شيطان».

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا:

رسول اللہ ﷺ مسجد میں تھے کہ ایک شخص جس کی داڑھی اور بال بکھرے ہوئے تھے مسجد میں داخل ہوا، آپ ﷺ نے اسے ہاتھ سے نکل جانے کا اشارہ کیا، اس لیے کہ وہ اپنے بال اور داڑھی کو درست کرے، پھر اس شخص نے ایسا ہی کیا اور واپس آگیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا یہ اس سے بہتر نہیں ہے کہ تم میں سے کوئی اپنے بکھرے بالوں کے ساتھ آئے گویا کہ کوئی شیطان ہو"۔

إسناده مرسَل.

اس روایت کو مالک نے «الموطأ» (٢/٩٤٩) میں: زيد بن أسلم، عن عطاء، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس روایت کی سند عطاء بن یسار تک صحیح ہے البتہ عطاء نے اسے مرسَل بیان کیا ہے۔

## ٩_ حديث ابن عباس و أبي هريرة

اولا: ابن عباسؓ کی حدیث کے تین طرق ہیں:

الطريق الأول: رواية المغيرة بن سويد، عن ابن عباس، قال: قال رسول الله ﷺ:

«من سعادة المرء خفة لِحيته».

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''داڑھی کا ہلکا اور کم ہونا مرد کی سعادت میں سے ہے''۔

إسناده موضوع.

اس روایت کو خطیب بغدادی نے «تاريخ بغداد» (١٦/٤٣٦) اور ابن حبان نے «أمجروحين» (١/٣٦٠) میں: يوسف بن الغرق، عن سكين بن أبي سراج، عن المغيرة، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس روایت کے تعقب میں خطیب البغدادی نے صالح بن محمد سے نقل کیا:

«قال بعض الناس: إنما هذا تصحيف، إنما هو«من سعادة المرء خفة لَحيبه بذكر الله»وسكين مجهول منكَر الحديث، والمغيرة بن سويد أيضا مجهول، ولا يصح هذا الحديث، ويوسف بن الغرق منكَر الحديث، ولا تصح لِحيته ولا لَحيبه».

''بعض لوگوں نے کہا: یہ تصحیف ہے، یہ حدیث یوں ہے: اللہ کے ذکر سے داڑھوں کو مستعد ہونا مرد کی سعادت میں سے ہے۔ اور سکین مجہول منکر الحدیث ہے، اور مغیرہ بن سوید بھی مجہول ہے، اور یہ حدیث صحیح نہیں ہے، اور یوسف بن الغرق منکر الحدیث ہے، اور یہ حدیث نہ تو داڑھی کے لفظ کے ساتھ صحیح ہے اور نہ داڑھوں کے''۔

الطريق الثاني: رواية أبي الجويرية، عن ابن عباس، قال: قال رسول الله ﷺ:

«رأس العقل بعد الإيمان بالله مداراة الناس، ومن سعادة المرء خفة لحيته».

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ پر ایمان کے بعد عقل کی چوٹی لوگوں کے ساتھ مروت سے پیش آنا ہے، اور داڑھی کا ہلکا اور کم ہونا مرد کی سعادت میں سے ہے''۔

إسناده موضوع.

اس روایت کو ابن عدی نے «ألكامل» (٣/١٠٩٩) میں: أبوداود النخعي، عن حطان بن خفاف أبي الجويرية، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس سند میں أبوداود النخعي [1] کذاب ہے۔

الطريق الثالث: رواية مكحول، عن ابن عباس، قال: قال رسول الله ﷺ:

---

(١) ميزان الإعتدال (٢/٢١٦)

«من سعادة المرء خفة لحيته».

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''داڑھی کا ہلکا اور کم ہونا مرد کی سعادت میں سے ہے''۔

إسناده موضوع.

اس روایت کو ابن جوزی نے «ألموضوعات» (رقم: ٣٤٥) میں: سوید بن سعيد، قال: حدثني بقية بن الوليد، عن أبي الفضل، عن مكحول، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس روایت کے راوی ابو الفضل کو ابو حاتم الرازی (١) نے مجہول قرار دیتے ہوئے فرمایا:

«هذا حديث موضوع باطل».

''یہ حدیث موضوع اور باطل ہے''۔

**ثانیا:** عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي ﷺ قال:

«إن رأس العقل التحبب إلي الناس، وإن من سعادة المرء خفة لِحيته»

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''بے شک لوگوں کے نزدیک محبوب ہونا عقل کی چوٹی ہے، اور داڑھی کا کم ہونا مرد کی سعادت ہے''۔

(١) ألعلل (رقم: ٢٢٨٦)

إسناده موضوع.

**اس روایت کو ابن عدی نے** « ألكامل » (٧٧٤/٢) **میں:** عمر بن سنان، ثنا الحسينبن المبارك، ثنا بقية، ثنا ورقاء بن عمر، عن أبي الزناد، عن الأعرج، عن أبي هريرة، **کی سند سے بیان کیا ہے۔**

**ابن عدی نے اس روایت کے عقب میں فرمایا:**

« هذا أيضا مُنكَر بهذا الإسناد، والحسين بن المبارك لاأعرف له من الحديث غير ما ذكرته ».

**"یہ حدیث بھی ان اسناد کے ساتھ منکر ہے، اور حسین بن مبارک کو میں ان بیان کردہ احادیث کے علاوہ نہیں جانتا"۔**

## خلاصة الفصل السادس

**رسول اللہ ﷺ سے داڑھی کاٹنے کے بارے میں جتنی روایات مروی ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی ثابت نہیں ہے، یہ تمام مرویات موضوع اور منکر ہیں۔**

# الفصل السابع

## داڑھی معاف کرنے
## کی بابت صحابہ کے آثار

## ١۔ پانچ صحابہ کی بابت روایت

عن شُرَحْبيل بن مسلم الخولاني، قال:

رأيت خمسة من أصحاب رسول الله ﷺ يقصون شواربهم، ويعفون لحاهم، ويصفرونها: أبو أمامة الباهلي، وعبدالله بن بسر، وعتبة بن عبد السلمي، والحجاج بن عامر الثمالي، والمقدام بن معدي كرب الكندي، كانوا يقصون شواربهم مع طرف الشفة.

شرحبیل بن مسلم سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا:

میں نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے پانچ صحابہ کو دیکھا وہ اپنی مونچھیں کترتے اور داڑھیاں معاف کرتے اور انہیں زرد کرتے تھے: ابو امامہ الباہلی، عبداللہ بن بسر، عتبہ بن عبد السلمی، حجاج بن عامر الثمالی، اور مقدام بن معدیکرب، یہ سب اپنی مونچھیں ہونٹ کے اطراف سے کاٹتے تھے۔

إسناده صحيح.

اس روایت کو طبرانی نے « الکبیر » (٢٥٥/٣) اور بیہقی نے « ألسنن » (١٥١/١) میں: عبد الوهاب بن نجدة الحوطي، قال: حدثنا إسماعيل بن عياش، حدثنا شرَحْبيل بن مسلم، کی سند سے بیان کیا ہے۔

## ۲۔ سات صحابہ کی بابت روایت

عن عثمان بن عبيدالله بن رافع، أنه:
رأى أبا سعيد الخدري، وجابر بن عبدالله، وعبدالله بن عمر، وسلمة بن الأكوع، وأبا أُسَيد البدرى، ورافع بن خُدَيج، وأنس بن مالك، رضي الله عنهم، يأخذون من الشوارب كأخذ الحلق، ويعفون اللِحى، وينتفون الآباط.

عثمان بن عبید اللہ بن رافع سے روایت ہے کہ انہوں نے:
ابو سعید الخدری، جابر بن عبداللہ، عبد اللہ بن عمر، سلمہ بن اکوع، ابو اسید بدری، رافع بن خدیج، اور انس بن مالک، رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ وہ اپنی مونچھوں کو ایسے کاٹتے تھے گویا کہ اسے مونڈ لیا ہو، اور اپنی داڑھیوں کو معاف کرتے، اور بغلوں کے بال اکھیڑتے تھے۔

إسناده ضعيف.

اس روایت کو طبرانی نے «الکبیر» (۲۱۲/۱) میں: يحيى بن أيوب العلّاف المصري، حدثنا سعيد بن أبي مريم، حدثنا إبراهيم بن سويد، حدثني عثمان بن عبيدالله بن رافع، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس سند میں عثمان بن عبيدالله بن رافع مجہول الحال ہے۔

## ۳۔ انس بن مالک اور واثلہ بن الاسقع کی بابت روایت

عن إسماعيل بن أبي خالد، قال:

رأيت أنس بن مالك وواثلة بن الأسقع يُحفيانِ شواربهما، ويُعفيانِ لحاهما، ويصفرانها.

اسماعیل بن خالد سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا:

میں نے انس بن مالک اور واثلہ بن اسقع کو دیکھا، وہ دونوں اپنی مونچھیں کاٹتے اور داڑھیوں کو معاف کرتے اور اسے رنگتے تھے۔

إسناده ضعيف.

اس روایت کو طحاوی نے «شرح المعاني» (٢٣١/٤) اور بیہقی نے «شعب» (رقم: ٦٤٥١) میں: عبدالله بن وهب، أخبره إسماعيل بن عياش، قال: حدثني إسماعيل بن أبي خالد، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس روایت کے راوی إسماعيل بن عياش کے بارے میں احمد بن حنبل [1] نے فرمایا:

«إسماعيل بن عيّاش ما روى عن الشاميين فهو صحيح، وما روى

(١) ألكامل لابن عدي (٤٧١/١)

عن أهل المدينة وأهل العراق ففيه ضعف يغلط ».

"اسماعیل بن عیاش کی شام والوں سے روایت صحیح ہے لیکن جو روایات اس نے اہل مدینہ اور اہل عراق سے نقل کی ہیں وہ ضعیف اور غلط ہیں"۔

اس روایت کو اس نے اسماعیل بن خالد سے روایت کیا ہے جو کوفی ہے لہذا یہ روایت ضعیف اور غلط ہے۔

## خلاصة الفصل السابع

۱۔ پانچ صحابہ کے بارے میں روایت صحیح ہے جسے اسماعیل بن عیاش شامی نے شرحبیل بن مسلم شامی سے نقل کیا ہے۔

۲۔ سات صحابہ کے بارے میں روایت عثمان بن عبید اللہ کے احوال سے جہالت کے باعث ضعیف ہے۔

۳۔ انس بن مالک اور واثلہ بن اسقع کی روایت اسماعیل بن عیاش کے کوفی راوی سے روایت کرنے کے باعث ضعیف ہے۔

# الفصل الثامن

## داڑھی کاٹنے کے بارے
## میں صحابہ کے آثار

## ۱۔ جابر بن عبداللہ کا اثر

عن جابر بن عبدالله، قال:

«كنا نعفي السبال إلا في حج أو عمرة».

جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا:

”ہم اپنی داڑھی کو حج اور عمرے کے علاوہ معاف کر دیا کرتے تھے“۔

إسناده ضعيف.

اس روایت کو ابو داود نے « سننه » (رقم: ٤٢٠١) میں: زهير بن معاوية، قال: قرأت على عبدالملك بن أبي سليمان، وقرأه عبدالملك على أبي زبير، ورواه أبو الزبير عن جابر، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس سند میں أبو الزبير محمد بن مسلم بن تدرس[1] ضعیف اور مدلس ہے۔

ہے۔

ابوزبیر کی متابعت قتادہ نے کی ہے جس کی تخریج ابن أبي شيبة نے «مصنفه» (٥٦٣/٨) میں: وكيع، عن أبي هلال، عن قتادة، عن جابر، کی سند سے کی ہے۔

---

(١) ألجرح والتعديل (٣١٩/٨)

یہ متابعت بھی قوی نہیں ہے کیوں کہ قتادة[1] کا سماع جابر بن عبداللہ سے ثابت نہیں ہے اور أبو هلال الراسبي[2] ضعیف ہے۔

## ۲۔ عبداللہ بن عمر کا اثر

عبداللہ بن عمرؓ سے داڑھی کاٹنے کی روایت تین طرق سے مروی ہے:

الطريق الأول: نافع سے سات الفاظ سے روایات مروی ہیں:

١۔ أن عبدالله بن عمر كان إذا أفطر من رمضان وهو يريد الحج، لم يأخذ من رأسه ولا من لحيته شيئا حتي يحج.

عبداللہ بن عمرؓ جب رمضان کا افطار کر لیتے اور ان کا ارادہ حج کا ہوتا تو وہ اپنے سر اور داڑھی کے بال نہیں کاٹتے تھے یہاں تک کہ حج کر لیں۔

إسناده صحيح جدا.

ان الفاظ کو مالک بن انس نے « الموطأ » (١/٣٩٦، رقم: ١٨٦) میں: نافع، سے روایت کیا ہے۔

یہ سند صحت کے اعلی مرتبہ پر ہے۔

---

(١) ألمراسيل لابن أبي حاتم (رقم: ١٦٨)

(٢) ميزان الإعتدال (٣/٥٧٤)

۲۔ أن عبدالله بن عمر كان إذا حلق في حج أو عمرة أخذ من لحيته وشاربه.

عبداللہ بن عمرؓ جب حج اور عمرہ میں بال منڈواتے تو اپنی داڑھی اور مونچھوں میں سے بھی کچھ بال کاٹ لیتے تھے۔

إسناده صحيح جدا.

یہ الفاظ بھی مالک بن انس نے «الموطأ» (۳۹٦/۱، رقم: ۱۸۷) میں: نافع، سے روایت کیے ہیں۔

یہ سند بھی صحت کے اعلی مرتبہ پر ہے۔

۳۔ أنه كان إذا حلق في الحج أو العمرة قبض على لحيته، ثم أمر فسوّي أطراف لحيته.

ابن عمرؓ جب حج اور عمرہ میں بال حلق کرواتے تو اپنی داڑھی کو مٹھی میں لیتے، پھر حکم دیتے تو وہ (حجام) آپ کی داڑھی کے اطراف برابر کر دیتا۔

إسناده ضعيف.

یہ الفاظ بیہقی نے «الشعب» (رقم: ٦٤٣٥) میں: عبدالله بن مبارك، عن عبدالعزيز بن أبي روّاد، عن نافع، کی سند سے روایت کیے ہیں۔

اس سند میں عبدالعزيز بن أبي روّاد ضعیف اور مرجیہ ہے جس کے بارے میں:

ابن حبان[1] نے فرمایا:

«فروى عن نافع أشياء لايشك مَن الحديث صناعته إذا سمعها أنها موضوعة».

"اس نے نافع سے کچھ ایسی چیزیں روایت کی ہیں جنہیں کوئی ایسا شخص سنے جس کی صنعت حدیث ہو تو اسے اس روایت کے موضوع ہونے میں کوئی شک نہ ہو"۔

اس معنی کی ایک متابعت ہے جس کی تخریج ابن سعد نے « الطبقات » (١٦٩/٤) میں: ابن جريج، عن نافع، کی سند سے کی ہے کہ نافع نے کہا:

ترك ابن عمر الحلق مرة أو مرتين، فقصّر نواحِيَ مؤخر رأسه، قال: وكان أصلع، قال: فقلت لنافع: أفمن اللحية ؟ قال: كان يأخذ من أطرافها.

ایک یا دو مرتبہ ابن عمر نے حلق ترک کر دیا، اور سر کے پچھلے حصے کے بال تراش لیے، انہوں نے کہا: ابن عمر گنجے تھے، ابن جریج نے کہا: میں نے نافع سے پوچھا: کیا داڑھی کے بال بھی کاٹے تھے، انہوں نے کہا: داڑھی کے اطراف کاٹ لیتے تھے۔

اس متابعت کی سند ابن جريج[2] کی تدلیس کے باعث ضعیف ہے۔

٤۔ كان ابن عمر إذا حج أو اعتمر قبض على لحيته فما فضل أخذه.

---

(١) المجروحين (١٣٦/٢-١٣٧)

(٢) التدليس للدميني (١٧١/٤)

ابن عمرؓ جب حج یا عمرہ کرتے تو اپنی داڑھی کو مٹھی میں لے لیتے، پھر جو بال زیادہ ہوتے انہیں کاٹ لیتے۔

إسناده صحيح.

یہ الفاظ بخاری نے «الصحيح» (رقم: ٥٨٩٢) میں: عمر بن محمد بن زيد، عن نافع، کی سند سے روایت کیے ہیں۔

٥۔ كان ابن عمر يعفي لحيته إلا في حج أو عمرة.

ابن عمرؓ حج اور عمرہ کے سوا اپنی داڑھی نہیں کاٹتے تھے۔

إسناده مضطرب.

یہ الفاظ ابن سعد نے «الطبقات» (١٦٩/٤) میں: محمد بن عجلان، عن نافع، کی سند سے روایت کیے ہیں۔

محمد بن عجلان کے بارے میں یحیی بن سعید القطان[1] نے فرمایا:

«كان ابن عجلان مضطربا في حديث نافع».

"ابن عجلان نافع سے حدیث بیان کرنے میں مضطرب ہے"۔

٦۔ أن عبدالله بن عمر كان يأخذ من شاربه من فوق ومن تحت، ويترك ما بين ذلك مثل الطرّة، وأنه لم يكن يأخذ من لحيته إلا لحلّ.

ابن عمرؓ اپنی مونچھوں کے بال اوپر اور نیچے سے کاٹتے اور درمیان میں کنارے

---

(١) العلل لأحمد بن حنبل (رقم: ٤٩٤٥)

کے مانند بال چھوڑ دیتے، اور داڑھی صرف حج کے موقع پر حلت کے لیے کاٹتے تھے۔
إسناده ضعيف.

یہ الفاظ بیہقی نے «الشعب» (رقم: ٦٤٥٠) میں: عبدالله بن عمر العمري، عن نافع، کی سند سے روایت کیے ہیں۔

اس کی سند میں عبدالله بن عمر العمري[١] ضعیف ہے۔

٧۔ أنه كان يأخذ ما فوق القبضة.

ابن عمرؓ کی مٹھی سے جو بال باہر نکلتے تھے آپ انہیں کاٹ دیتے تھے۔
إسناده ضعيف.

یہ الفاظ ابن ابی شیبہ نے «المصنف» (٥٦٣/٨) میں: محمد بن عبد الرحمان بن أبي ليلى، عن نافع، کی سند سے روایت کیے ہیں۔

اس سند میں محمد بن عبدالرحمان بن أبي ليلى[٢] ضعیف جدا ہے۔

الطريق الثاني: عن مجاهد بن جبير، قال:

رأيت ابن عمر قبض على لحيته يوم النحر، ثم قال للحجّام: خذ ما تحت القبضة.

مجاہد بن جبیر سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا:

---

(١) ميزان الإعتدال (٤٦٥/٢)

(٢) ميزان الإعتدال (٦١٣/٣)

## داڑھی

میں نے نحر کے دن ابن عمرؓ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنی داڑھی کو مٹھی میں لیا پھر حجام سے کہا: جو بھی اس مٹھی سے نیچے ہے اسے کاٹ دو۔

إسناده صحيح.

یہ طریق ابو بکر خلال نے «الترجّل» (رقم: ۹۵) اور ابن عبد البر نے «الإستذکار» (۱۷۷/۱۳) میں: مُحَمَّد بن أبي عمر العدني، قال: حدثني سفيان، قال: حدثني ابن أبي نجيح، عن مجاهد، کی سند سے روایت کیا ہے۔

الطريق الثالث: عن مروان بن سالم المقفّع، قال:

رأيت ابن عمر يقبض على لحيته فيقطع ما زاد على الكف.

مروان بن سالم المقفع سے روایت ہے کہ اس نے کہا:

میں نے ابن عمرؓ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنی داڑھی کو مٹھی میں لیا پھر جو مٹھی سے زیادہ تھا اسے کاٹ دیا۔

إسناده ضعيف.

یہ طریق ابوداود نے «السنن» (رقم: ۲۳۵۷) میں: علي بن الحسين، أخبرني الحسين بن واقد، حدثنا مروان، کی سند سے روایت کیا ہے۔

اس روایت کا راوی مروان بن سالم المقفّع[1] مجهول الحال ہے۔

---

(۱) تحرير تقريب التهذيب (۳۶۲/۳)

## ۳۔ ابوہریرہ کا اثر

ابوہریرہؓ سے داڑھی کاٹنے کی روایت دو طرق سے مروی ہے:

الطريق الأول: عن أبي زرعة بن عمرو بن جرير، قال:

كان أبوهريرة يقبض علي لحيته ثم يأخذ ما فضل عن القبضة.

ابوزرعہ بن عمرو بن جریر نے کہا:

ابوہریرہؓ اپنی داڑھی کو مٹھی میں لیتے پھر جو بال مٹھی سے زائد ہوتے انہیں کاٹ دیتے تھے۔

إسناده ضعيف.

یہ طریق ابن ابی شیبہ نے «المصنف» (٥٦٢/٨) میں: أبو أسامة، عن شعبة، عن عمرو بن أيوب، عن أبي زرعة، کی سند سے روایت کیا ہے۔

اس سند میں عمرو بن أيوب مجہول الحال ہے۔

الطريق الثاني: عن شيخ من أهل المدينة، قال:

رأيت أبي هريرة يحفي عارضيه يأخذ منهما.

مدینہ کے کسی شیخ سے روایت ہے کہ:

میں نے ابوہریرہؓ کو دیکھا وہ اپنے رخساروں کے بال تراشا کرتے تھے۔

إسناده ضعيف.

یہ طریق ابن سعد نے «الطبقات» (٤/٣٣٤) میں: أبو هلال الراسي، قال: حدثنا شيخ من أهل المدينة، کی سند سے روایت کیا ہے۔

اس روایت میں ابوہلال الراسبی ضعیف ہے جیسے کہ اسی فصل میں جابرؓ کی روایت میں بیان ہوا ہے، اور جس شیخ سے اس نے یہ روایت بیان کی ہے وہ مجہول ہے۔

## ۴۔ علی بن ابی طالب کا اثر

عن سماك بن يزيد، قال:

كان علي يأخذ من لحيته مما يلي وجهه.

سماک بن یزید نے کہا:

علیؓ اپنی داڑھی کے وہ بال جو ان کے چہرے کے قریب ہوتے انہیں کاٹ دیتے تھے۔

إسناده ضعيف.

یہ روایت ابن ابی شیبہ نے «المصنف» (٨/٥٦٢) میں: عبدالرحمان بن مهدي، عن زمعة، عن ابن طاوس، عن سماك، کی سند سے بیان کی ہے۔

اس روایت میں زمعة بن صالح[1] ضعیف اور سماك بن يزيد مجہول ہے۔

(١) ميزان الإعتدال (٢/٨١)

## ۵۔ عمر بن خطاب کا اثر

عن الحسن البصري، قال:

كان رجل لايزال يأخذ من لحيته عمر بن الخطاب شيء؛ قال: فأخذ يوما من لحيته، فقبض عمر علي يده، فإذا ليس في يده شيء، فقال عمر: إن الملق من الكذب، فمن أخذ من لحية أخيه شيئا فليره إياه.

حسن البصری نے کہا:

ایک شخص عمر بن الخطاب کی داڑھی کے بال کاٹا کرتا تھا، حسن نے کہا: پھر ایک دن اس نے ان کی داڑھی میں سے کچھ بال کاٹے تو عمر نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا، تو اس کے ہاتھ میں کچھ نہ تھا، عمر نے کہا: بے شک چاپلوسی جھوٹ میں سے ہے، جو شخص بھی اپنے بھائی کی داڑھی کاٹے اس کا ایسا ہی جائزہ لیا جائے۔

إسناده ضعيف ومنقطع.

یہ روایت دارقطنی نے «المؤتلف والمختلف» (۱۲۴۴/۳) میں: محمد بن صبيح بن السمّاك، حدثنا المبارك بن فضالة، عن الحسن، کی سند سے بیان کی ہے۔

یہ روایت منقطع ہے اس لیے کہ الحسن البصري[1] کا سماع عمر بن الخطاب

---

(۱) تهذيب الكمال (۹۸/۶)

سے ثابت نہیں ہے، اور ضعیف ہے اس لیے کہ مبارك بن فضالة[1] مدلس ہے۔

## ٦۔ عبداللہ بن عباس کا اثر

ابن عباسؓ سے اللہ تعالی کے فرمان ﴿ثُمَّ الْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ﴾ {الحج: ٢٩} کی تفسیر میں دو قول مروی ہیں:

١۔ عن عطاء، عن ابن عباس رضي الله عنه، قال:

التفث: حلق الرأس، وأخذ من الشاربَينِ، ونتف الإبط، وحلق العانة، وقص الأظفار، والأخذ من العارضَينِ، ورمي الجمار، والموقِف بعَرَفَة والمزدَلِفَة.

عطاء سے روایت ہے کہ ابن عباسؓ نے فرمایا:

تفث: بال مونڈنا، مونچھیں کاٹنا، بغلوں کے بال اکھیڑنا، زیر ناف کے بال مونڈنا، ناخن تراشنا، رخساروں کے بال کاٹنا، جمرہ کو کنکریاں مارنا، عرفہ اور مزدلفہ میں ٹھہرنا ہے۔

إسناده صحيح.

یہ روایت ابن جریر نے «جامع البيان» (١٤٩/١٧) میں: هشيم، قال: أخبرنا عبدالملك، عن عطاء، عن ابن عباس، کی سند سے بیان کی ہے۔

٢۔ عن عطاء، عن ابن عباس رضي الله عنه، قال:

---

(١) طبقات المدلسين (٩٣/٣)

التفث: الرَميُ، والذبح، والحلق، والتقصير، والأخذ من الشارب والأظفار واللحية.

عطاء سے روایت ہے کہ ابن عباسؓ نے فرمایا:

تفث: رمی، ذبح، بال مونڈنا اور تراشنا، مونچھیں، ناخن اور داڑھی کاٹنا ہے۔

إسناده صحيح.

یہ روایت ابن ابی شیبہ نے «ألمصنف» (٨٥/٤) میں: ابن نمير، عن عبدالملك، عن عطاء، عن ابن عباس، کی سند سے بیان کی ہے۔

یہ دونوں طریق ابن عباسؓ سے صحیح وثابت ہیں۔

## ۷۔ روایت عطاء بن ابی رباح

عن عطاء بن أبي رباح، قال:

كانوا يحبون أن يُعفوا اللِحية إلا في حج أو عمرة.

عطاء بن ابی رباح نے فرمایا:

وہ لوگ حج اور عمرہ کے سوا داڑھی معاف کرنے کو محبوب سمجھتے تھے۔

اسناده صحيح.

یہ روایت ابن ابی شیبہ نے « ألمصنف » (٥٦٢/٨) میں: غندر، عن شعبة، عن منصور، قال: سمعت عطاء بن أبي رباح، کی سند سے بیان کی ہے۔

عطاء بن ابی رباح نے اصحاب رسول ﷺ میں سے کئی صحابہ کا ادراک کیا ہے، ان جیسا فقیہ اور عالم جب كانوا يحبون کہے تو اس سے مراد یقینا وہ طبقہ ہے جو ان سے علم میں مقدم ہے، جن کی اقتدی کی جاتی ہے اور علم نقل کیا جاتا ہے، اور وہ صحابہ یا کبار تابعین ہیں۔

## ٨۔ روایت حسن بصری

عن الحسن البصري، قال:

كانوا يُرخِّصون فيما زاد على القبضة من اللحية أن يؤخذ منها.

حسن البصری سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا:

وہ لوگ مٹھی سے زیادہ داڑھی کاٹنے کی رخصت دیتے تھے۔

إسناده ضعيف.

یہ روایت ابن ابی شیبہ نے « ألمصنف » (٥٦٢/٨) میں: عائذ بن حبيب، عن أشعث، عن الحسن، کی سند سے بیان کی ہے۔

یہ روایت أشعث بن سوّار [1] کے ضعف کے باعث ضعیف ہے۔

(١) ميزان الإعتدال (٢٦٣/١)

## ۹۔ روایت ابراہیم نخعی

عن إبراهيم النخعي، قال:

كانوا يُطَيِّبون لحاهم ويأخذون من عوارضهما.

ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا:

وہ لوگ اپنی داڑھیوں کو خوشبو لگاتے تھے اور دونوں رخساروں کے بال کاٹتے تھے۔

إسناده ضعيف.

یہ روایت ابن ابی شیبہ نے «ألمصنف» (٥٦٣/٨) میں: وکیع، عن سفیان، عن منصور، عن إبراهيم، کی سند سے بیان کی ہے۔

اس روایت میں سفیان الثوري[1] مدلس ہیں۔

## خلاصة الفصل الثامن

۱۔ اصحاب رسول میں سے کسی صحابی سے داڑھی مونڈنا ثابت نہیں اور نہ داڑھی مونڈنے یا کاٹنے کو حرام کہنا ثابت ہے۔

(۱) التدليس للدميني (٢/٩١)

۲۔ عبداللہ بن عباسؓ اور وہ صحابہ جنہیں عطاء بن ابی رباح نے پایا ہے ان سے مناسک میں داڑھی کاٹنے کا جواز ثابت ہے البتہ ابن عمرؓ سے مناسک و غیر مناسک میں داڑھی کاٹنا ثابت ہے۔

# الفصل التاسع

## داڑھی کاٹنے کے بارے
## میں تابعین کے آثار

## ۱۔ حسن بصری وابن سیرین کے بارے میں روایت

عن أبي هِلال الراسبي، قال:

سألت الحسن وابن سيرين؟ فقالا: لابأس أن تأخذ من طول لحيتك.

ابو ہلال الراسبی نے کہا:

میں نے حسن بصری اور ابن سیرین سے سوال کیا؟ ان دونوں نے کہا: اگر تم اپنی داڑھی کی لمبائی سے بال کاٹتے ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

إسناده ضعيف.

اس روایت کی تخریج ابن ابی شیبہ نے «المصنف» (۸/٥٦٤) میں: عن وكيع، عن أبي هلال، کی سند سے کی ہے۔

أبو هلال الراسبي ضعیف ہے جس کا بیان سابقہ باب میں جابر بن عبداللہؓ کی روایت میں گذر چکا ہے۔

## ۲۔ قاسم بن محمد کے بارے میں روایت

عن أفلح بن حُمَيد، قال:

كان القاسم إذا حلق رأسه أخذ من لحيته وشاربه.

افلح بن حمید فرماتے ہیں:

قاسم جب بھی اپنا سر منڈاتے تو اپنی داڑھی اور مونچھوں کے بال بھی کاٹتے تھے۔

إسناده صحيح:

اس روایت کی تخریج ابن ابی شیبہ نے «المصنف» (٥٦٣/٨) میں: عن أبي عامر العقدي، عن أفلح، کی سند سے کی ہے۔

## ۳۔ سالم بن عبداللہ کے بارے میں روایت

عن سالم بن عبدالله:

أنه كان إذا أراد أن يحرم دعا بالجَلَمَينِ، فقص شاربه وأخذ من لحيته قبل أن يركب، وقبل أن يهل محرما.

سالم بن عبداللہ کے بارے میں روایت ہے کہ:

جب ان کا احرام باندھنے کا ارادہ ہوتا تو وہ قینچی منگواتے اور اپنی سواری پر سوار ہونے اور تہلیل سے پہلے اپنی مونچھیں اور داڑھی کترتے تھے۔

إسناده ضعيف.

اس روایت کو مالک بن انس نے «الموطأ» (٣٩٧/١) میں: سالم، سے بلاسند بیان کیا ہے۔

## ۴۔ طاوس بن کیسان کے بارے میں روایت

عن طاوس:

أنه كان يأخذ من لحيته، ولا يوجبه.

طاوس کے بارے میں روایت ہے کہ:

وہ اپنی داڑھی کاٹتے تھے اور اس عمل کو واجب قرار نہیں دیتے تھے۔

إسناده ضعيف.

اس روایت کی تخریج ابن ابی شیبہ نے «المصنف» (٥٦٣/٨) میں: عن أبي خالد الأحمر، عن ابن جريج، عن ابن طاوس، عن طاوس، کی سند سے کی ہے۔

اس روایت میں ابن جریج[1] مدلس ہے اور سماع کی تصریح ثابت نہیں ہے۔

البتہ طاوس بن کیسان سے صحیح طریق سے ثابت ہے کہ وہ داڑھی کاٹنے کا حکم دیتے تھے جسے ابو بکر الخلاّل نے «الترجل» (رقم: ٩٦) میں بیان کیا ہے، فرماتے ہیں:

أخبرني هارون بن زياد(الشطوي)، حدثنا ابن أبي عمر، حدثنا سفيان، حدثنا ابن طاوس، قال: كان أبي يأمرني أن آخذ من هذا وأشار إلي باطن لحيته.

---

(١) طبقات المدلسين (٣/٨٣)

ابن طاوس نے کہا: مجھے میرے باپ (یعنی طاوس) حکم کرتے تھے کہ میں یہاں سے بال کاٹوں، اور انہوں نے اپنی داڑھی کے باطنی حصہ کی طرف اشارہ کیا۔

إسناده صحيح.

## ۵۔ مجاہد بن جبیر کے بارے میں روایت

مجاہد سے اللہ تعالی کے فرمان ﴿ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ﴾ {الحج: ٢٩} کی تفسیر میں مروی ہے:

حلق الرأس، وحلق العانة، وقص الأظفار، وقص الشارب، ورَميُ الجِمار، وقص اللحية.

سر کے بال مونڈنا، زیر ناف کے بال مونڈنا، ناخن تراشنا، مونچھیں کاٹنا، جمرہ کو کنکریاں مارنا، اور داڑھی کاٹنا ہے۔

إسناده ضعيف.

یہ روایت ابن جریر نے « جامع البيان » (١٧/١٥٠) میں: ابن أبي نجيح، عن مجاهد، کی سند سے بیان کی ہے۔

اس روایت کے راوی عبداللہ بن أبي نجيح[١] کا سماع مجاہد بن جبیر سے ثابت نہیں ہے یوں یہ روایت منقطع ہے۔ مزید برآں ابن أبي نجيح مدلس بھی ہے۔

---

(١) سوالات ابن الجنيد (ترجمة: ٢٩٢)، التاريخ الكبير للبخاري (٥/٢٣٣)

## ٦۔ محمد بن کعب القرظی کے بارے میں روایت

محمد بن کعب سے اللہ تعالی کے فرمان ﴿ثُمَّ الْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ﴾ {الحج: ٢٩} کی تفسیر میں مروی ہے:

رَميُ الجِمار، وذبح الذبيحة، وأخذ من الشاربَينِ واللِحية والأظفار.

جمرہ کو کنکریاں مارنا، ذبیحہ کو ذبح کرنا، اور مونچھیں داڑھی اور ناخن کاٹنا۔

إسناده ضعيف.

یہ روایت ابن جریر نے «جامع البیان» (١٤٩/١٧) میں: ابن وهب، قال: أخبرني أبو صخر حُمَيد بن زياد، عن مُحَمَّد بن كعب، کی سند سے بیان کی ہے۔

اس سند میں أبو صخر حُمَيد بن زياد[1] ضعیف ہے۔

## ٧۔ ابراہیم نخعی کے بارے میں روایت

عن منصور، قال:

كان أبراهيم يأخذ من عارض لحيته.

---

(١) الجرح والتعديل (٩٧٥/٣)، الضعفاء للنسائی (ترجمة: ١٤٣)

منصور سے روایت ہے کہ:

ابراہیم اپنی داڑھی کے اطراف کاٹتے تھے۔

إسناده صحيح.

اس روایت کی تخریج ابن ابی شیبہ نے «ألمصنف» (٨/٥٦٢) میں: غندر، عن شعبة، عن منصور، کی سند سے کی ہے۔

## خلاصة الفصل التاسع

تابعین سے داڑھی بلاحد و وقت کاٹنا ثابت ہے اور ان کے زمانے میں اس پر کوئی اختلاف معروف نہیں ہے۔

# خلاصة الباب الأول

۱۔ انبیاء علیہم السلام میں سے کسی ایک کی داڑھی طویل ہونا ثابت نہیں ہے۔
۲۔ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی کثیث یعنی چھوٹی اور گھنی تھی۔
۳۔ صحابہ کا طویل اللحیہ ہونا ثابت نہیں ہے۔
۴۔ داڑھی معاف کرنے کے امر پر صحیح حدیث ابن عمرؓ کی ہے اور داڑھی کے امر میں "وفرو، اعفوا" اور مونچھوں کے بارے میں "احفوا، انھکوا" کے الفاظ صحیح وثابت ہیں۔
۵۔ داڑھی کا فطرت کی خصلتوں میں سے ہونے کے بارے میں کوئی روایت صحیح نہیں ہے۔
۶۔ رسول اللہ ﷺ سے داڑھی کے بال کاٹنا ثابت نہیں ہیں، اس بارے میں مروی تمام روایات سخت ضعیف ہیں۔
۷۔ عبداللہ بن عمرؓ سے مناسک وغیر مناسک میں داڑھی کاٹنا ثابت ہے اور ابن عباسؓ سے مناسک میں داڑھی کاٹنے کا اذن منقول ہے۔
۸۔ تابعین میں سے ابراہیم النخعی و قاسم بن محمد سے داڑھی کاٹنا ثابت ہے اور طاوس بن کیسان سے اس کا اذن ثابت ہے۔

# الباب الثاني

## دراسة فقهية

## لحكم إعفاء اللحية

احادیث وآثار سے ماخوذ احکام،

فقہی مباحث وترجیح،

اور فقہاء کے مذاہب

# تمہید

داڑھی کے مسئلے پر احادیث و آثار کو ان کی تخریج کے ساتھ سابقہ باب میں بیان کیا جا چکا ہے۔ اس باب میں صحیح و ثابت نصوص سے داڑھی کا حکم بیان کیا جائے گا۔ جس کے لیے اس باب کو تین فصلوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

**الفصل الأول:** اس فصل میں داڑھی معاف کرنے کے حکم پر مخالفین کے دلائل کا مناقشہ کیا جائے گا۔

**الفصل الثانی:** اس فصل میں داڑھی مونڈھنے کے مسئلے پر فقہاء کے مذاہب بیان کیے جائیں گے۔

**الفصل الثالث:** اس فصل میں داڑھی کی تہذیب و آرائش پر فقہی مباحثہ کیا جائے گا۔

اسی طرح ہر فصل کے آخر میں اس فصل میں کی گئی بحث کا خلاصہ بھی بیان کروں گا، واللہ المستعان۔

## اصول فقہ کی بعض ضروری اصطلاحات

۱۔ **واجِب:** شریعت کسی مکلف سے کسی فعل کے کرنے کا مطالبہ اس طرح کرے کہ وہ لازمی اور حتمی ہو، چھوڑنے پر قابل مذمت اور سزا سنائی ہو اور وہ فعل بجالانے پر تعریف اور اجر و ثواب کا مستحق گردانا ہو، اصطلاح میں واجب کہلاتا ہے۔

۲۔ **نُدب:** شریعت مکلف سے کسی فعل کے کرنے کا مطالبہ کرے لیکن اسے لازمی قرار نہ دے، فاعل کی تعریف کرے اور تارک کی مذمت نہ کرے اور نہ ہی سزا کی وعید سنائے، اصطلاح میں ندب یا مندوب کہلاتا ہے اور اسے سنت یا مُستَحَب بھی کہتے ہیں۔

۳۔ **حرام:** شریعت مکلف سے کسی فعل سے رک جانے کا اس طرح مطالبہ کرے کہ وہ لازمی اور حتمی ہو، اس کا فاعل آثم اور گناہ گار اور تارک قابل اجر ٹھہرے، اصطلاح میں حرام کہلاتا ہے۔

۴۔ **مکروہ:** شریعت اگر مکلف سے کسی فعل سے رک جانے کا مطالبہ کرے کہ اس کا چھوڑنا قابل ترجیح ہو نہ کہ حتمی اور لازمی ہو تو ایسے فعل کو جس کو چھوڑنا مقصود ہو مکروہ کہلاتا ہے۔

۵۔ **مُباح:** شریعت مکلف سے کسی فعل کو کرنے یا چھوڑنے کا اختیار دے اور اس فعل کے کرنے یا چھوڑنے پر فاعل کی نہ تو مذمت کرے اور نہ تعریف، اصطلاح میں اس فعل کو مباح کہتے ہیں۔

۶۔ **نَص:** لغت میں نص سے مراد مصرح، مفصل اور متعین کلام کے ہیں اور اصطلاح میں اس سے مراد لفظ کی اپنے معنی پر وہ دلالت ہے جو اپنے لفظ اور صیغہ کی وجہ سے ہو اور یہ معنی سیاق کلام کا مقصود اصلی ہو۔ نص کی جمع نُصوص ہے اور جس فعل کی شریعت میں کوئی نص موجود ہو اس فعل کو منصوص کہتے ہیں۔

۷۔ **مُطلَق:** اصطلاح میں مطلق سے مراد وہ حکم ہے جس کا اطلاق عموم پر ہوتا ہے۔

۸۔ **مُقیَّد:** اس سے مراد وہ حکم ہے جو اپنی جنس میں تو عام ہو لیکن اوصاف میں سے کسی وصف کے ساتھ خاص ہو۔

۹۔ **عِلَّت:** علت کا لغوی معنی وجہ یا سبب کے ہیں۔ اصطلاح میں اس سے مراد وہ وجہ یا سبب ہے جس کی باعث شریعت کوئی حکم صادر کرتی ہے۔ جس حکم میں کوئی علت موجود ہو اسے مُعَلَّل کہا جاتا ہے۔

۱۰۔ **اجماع:** فقہاء کی اصطلاح میں رسول اللہ ﷺ کے بعد آپ کی امت کے اہل حل وعقد کے کسی معاملہ میں اتفاق کا نام اجماع ہے۔ اجماع اختلاف کی ضد ہے، پس اگر کسی مسئلے میں کسی ایک معتبر عالم کا بھی اختلاف موجود ہو تو اس مسئلے پر اجماع کا دعوی باطل ہے۔ فقہاء کے نزدیک اجماع کی تین اقسام ہیں:

▪ اجماع قولی: امت کے تمام فقہاء اگر اپنے قول سے کسی دینی مسئلہ پر اپنا اتفاق ظاہر کریں تو اصول میں اسے اجماع قولی کہتے ہیں۔

▪ اجماع عملی: امت کے تمام فقہاء اگر اپنے عمل سے کسی دینی مسئلہ پر اپنا اتفاق ظاہر کریں تو اصول میں اسے اجماع عملی کہتے ہیں۔

▪ اجماع سکوتی: اجماع کی اہلیت رکھنے والوں میں سے کچھ حضرات کوئی متفقہ فیصلہ زبانی یا عملی طور پر کریں جس کی اس زمانہ میں خوب شہرت ہو جائے یہاں تک کہ اس زمانہ کے باقی سب مجتہدین کو بھی اس فیصلہ کی خبر ہو جائے مگر وہ غور و فکر اور اظہار رائے کا موقع ملنے کے باوجود سکوت اختیار کریں اور ان میں سے کسی ایک سے اس بارے میں اختلاف منقول نہ ہو تو اصول میں اسے اجماع سکوتی کہتے ہیں۔

۱۱۔ قیاس: لغت میں قیاس کا معنی اندازہ کرنا یا کسی چیز کو کسی دوسری چیز کے مثل قرار دینا ہے۔ اصولیوں کی اصطلاح میں قیاس سے مراد کسی حکم میں کسی جامع علت کے باعث فرع کا اصل سے الحاق ہے۔ قیاس کے چار ارکان ہیں:

▪ فرع: جس کو قیاس کیا گیا ہو۔

▪ اصل: جس پر قیاس کیا گیا ہو۔

▪ حکم: قیاس کا محل ہے۔

▪ جامع علت: یہ وہ وصف ہے جو فرع اور اصل میں جامع ہو۔

# الفصل الأول

## داڑھی معاف کرنے کے حکم
## پر مخالفین کے دلائل کا مناقشہ

داڑھی مونڈنے کے مسئلے پر اکثر علماء کا موقف نہایت شدید ہے۔ دیگر کتب میں جو فتاویٰ موجود ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ فقط داڑھی کا مونڈنا کئی گناہوں کا ارتکاب ہے۔ لہذا ان کے نزدیک داڑھی مونڈنے والا:

۱۔ حرام کا مرتکب ہے، اس لیے کہ اس نے اس ''امر'' کی مخالفت کی ہے جو داڑھی کو معاف کرنے کے بارے میں آیا ہے۔

۲۔ مشرکین کی مشابہت کرتا ہے اور ان کے نزدیک کفار کی مشابہت حرام ہے۔

۳۔ عورتوں سے مشابہت کرتا ہے، اور عورتوں کی مشابہت کرنے والا حدیث کی رو سے ملعون ہے۔

۴۔ متنمص (بال اکھیڑنے والا) ہے اور متنمص حدیث کی رو سے ملعون ہے۔

۵۔ چہرہ کا مثلہ (بگاڑ) کرتا ہے جس کی نہی شارع سے وارد ہوئی ہے۔

۶۔ قرآن کی آیت ﴿وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ﴾ {النساء: ۱۱۹} کے حساب سے ابلیس لعین کی اطاعت کرنے والوں میں شامل ہے اس لیے کہ ان کے مطابق داڑھی مونڈنا اللہ کی تخلیق میں تغیر کرنا ہے۔

۷۔ فطرت کے کاموں کی مخالفت کرتا ہے جس کی وجہ سے وہ انبیاء و مرسلین کے راستے سے ہٹ جاتا ہے۔

۸۔ مومنین کے راستے سے الگ ہو گیا ہے اور اس پر ان کی دلیل رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کا عدم فعل ہے۔

یہ کل آٹھ معاصی ہیں جن کا بیک وقت حکم داڑھی مونڈنے والے شخص پر لگایا جاتا ہے اور اس پر جو دلائل پیش کیے جاتے ہیں ان کا ہم یہاں تفصیل سے جائزہ لیں گے اور اصول و نقول سے اس کا رد کریں گے۔ واللہ المستعان

## ۱۔ صیغہ امر

**مبالغین کہتے ہیں:** صیغہ امر میں اصل وجوب ہے اور داڑھی معاف کرنے کی احادیث صیغہ امر کے ساتھ وارد ہوئی ہیں جس سے اس کا واجب ہونا ثابت ہوتا ہے۔

**میں کہتا ہوں:** بے شک رسول ﷺ کی حدیث میں صیغہ امر ہے لیکن معاملات میں صیغہ امر مطلقاً وجوب کے لیے نہیں آتا اِلاّ یہ کہ کوئی قرینہ موجود ہو۔

اس کے علاوہ رسول ﷺ سے جو احادیث داڑھی معاف کرنے کے بارے میں وارد ہوئی ہیں ان میں مونچھیں کترنے کے لیے بھی "امر" کا صیغہ آیا ہے۔ جب کہ مونچھیں کترنا بالاتفاق علماء سنت ہے جیسے کہ علامہ نووی[1] نے فرمایا:

«وأما قص الشارب فمتفق على أنه من السنة».

"جہاں تک مونچھیں کترنے کا معاملہ ہے تو اس کے سنت ہونے پر اتفاق ہے"۔

(۱) المجموع (۱/۳٤۰)

پس جب حکم کی نوعیت یکساں ہے تو ایک کو سنت اور دوسرے کو واجب قرار دینا عقلاء کے نزدیک باطل ہے۔

مزید برآں امیر المومنین عمر بن الخطابؓ اپنی مونچھوں کو بڑھاتے اور انہیں بل دیتے تھے جیسے کہ احمد بن حنبل [1] نے اسحاق بن عیسی الطباع سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا:

رأيت مالك بن أنس وافر الشارب، لشاربه ذنبتان، فسأله عن ذلك، فقال: حدثني زيد بن أسلم، عن عامر بن عبدالله بن زبير، عن أبيه: «أن عمر بن الخطاب كان إذا كربه أمر فتل شاربه ونفخ» فأفتاني بالحديث.

میں نے مالک بن انس کو دیکھا ہے کہ انہوں نے مونچھوں کو خوب بڑھا رکھا تھا، ان کی مونچھوں کی دو دمیں تھیں (یعنی مونچھوں کے دونوں کنارے لٹکے ہوئے تھے) میں نے ان سے اس کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے فرمایا: مجھے زید بن اسلم نے حدیث بیان کی عامر بن عبد اللہ سے، انھوں نے اپنے باپ (عبد اللہ بن زبیر) سے کہ: "عمر بن الخطاب کو جب کوئی معاملہ پریشان کرتا تو وہ اپنی مونچھوں کو بل دیتے اور تیز تیز سانسیں لیتے"، پھر انھوں نے مجھے اس حدیث سے فتوی دیا۔

عمرؓ کا مونچھیں ترک کرنا ایک ایسا عمل تھا جو کسی پر مخفی نہ تھا، لیکن کسی ایک صحابی سے منقول نہیں کہ انہوں نے عمرؓ کے اس فعل پر انکار کیا ہو یا سوال ہی کیا ہو۔ اس

---

(۱) العلل ومعرفة الرجال (۲/۷۳)

سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کے درمیان داڑھی معاف کرنے اور مونچھیں کاٹنے کا امر (حکم) اجماعی طور پر غیر واجب تھا۔

## ۲۔ کفار سے مشابہت

**مبالغین کہتے ہیں:** داڑھی مونڈنے والا مشرکین کی مشابہت کرتا ہے جن کی مخالفت کرنے کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا ہے اور مشابہت کرنے والے کے بارے میں فرمایا: « مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ »، اس لیے مشرکین کی مخالفت واجب اور ان کی مشابہت حرام ہے۔

**میں کہتا ہوں:** جو علت داڑھی معاف کرنے کی ہے بعینہ وہی علت مونچھیں کاٹنے کی بھی ہے (یعنی کفار کی مخالفت)، اب ایک مخالفت پر وجوب کا اصرار اور دوسری پر سنت کا اقرار قواعد کی رو سے باطل ہے۔

اسی طرح صحابہ اور ان کے بعد ائمہ نے قولا و فعلا کفار کی مشابہت کو حرام یا ان کی مخالفت کو واجب نہیں سمجھا جس کی کئی مثالیں احادیث و فقہ کی کتب میں میسر ہیں، مثلا:

۱۔ **بالوں میں خضاب کرنا:** رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

«إن اليهود والنصاري لايصبغون، فخالفوهم» (۱)

---

(۱) البخاري (رقم: ٣٤٦٢)، مسلم (رقم: ٢١٠٣)

"بے شک یہود و نصاری خضاب (بالوں میں کلر) نہیں کرتے، لھذا تم ان کا خلاف کرو"۔

کبار صحابہ میں سے کئی صحابی خضاب نہیں کرتے تھے[1] لیکن خضاب کرنے والے صحابہ نے ان پر کوئی اعتراض نہیں کیا کہ وہ لوگ خضاب ترک کر کے یہود و نصاری کی مشابہت کر رہے ہیں جس کے باعث وہ حرام کے مرتکب اور لعنت کے مستحق ہو رہے ہیں، لھذا اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ کفار کی مخالفت واجب نہ ہونے کا مسئلہ صحابہ کے درمیان اجماعی تھا اور نہ صحابہ کی یہ شان نہ تھی کہ وہ کسی ناجائز کام کو دیکھیں اور اس پر خاموشی اختیار فرمالیں۔

صحابہ کے بعد امت کے تمام فقہاء و علماء کا بھی خضاب کے سنت ہونے پر اجماع ہوا جیسے کہ علامہ نووی[2] نے ابن جریر الطبری سے نقل کیا:

«إن الأمر والنهي في ذلك ليس للوجوب بالإجماع، ولهذا لم ينكر بعضهم علي بعض».

"اس بارے میں جو حکم اور ممانعت آئی ہے یہ بالجماع وجوب کے لیے نہیں ہے، اسی لیے ان میں سے بعض نے بعض پر قدح نہیں کی"۔

---

(١) ان میں عمر بن الخطاب، علی بن ابی طالب، ابی بن کعب، سائب بن یزید وغیرہ شامل تھے، دیکھیے: المصنف ابن أبي شيبة (٨/٤٤٤)، تهذيب الآثار (٥١٨ - الجزء المفقود)

(٢) المنهاج (١٤/٨٠)

۲۔ **بالوں میں فرق کرنا:** عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:

«كان النبي ﷺ يحب موافقة أهل الكتاب فيما لم يؤمر به، وكان أهل الكتاب يسدلون أشعارهم، وكان المشركون يفرقون رءوسهم، فسدل النبي ﷺ ناصيته، ثم فرق بعد»(۱).

"رسول اللہ ﷺ کو جن امور میں کوئی حکم نہیں دیا جاتا تھا آپ ان میں اہل کتاب کی موافقت کرنا پسند کرتے تھے، اہل کتاب اپنے بالوں (کے کناروں) کو لٹکتا ہوا چھوڑتے تھے اور مشرکین اپنے سروں پر مانگ نکالا کرتے تھے، پس (پہلے) رسول اللہ ﷺ نے سدل کیا پھر بعد میں آپ نے مانگ نکالی"۔

اس معاملے میں رسول اللہ ﷺ کا اہل کتاب کی مخالفت کرنا مامور بہ تھا ورنہ آپ ﷺ اہل کتاب کی موافقت کو ہی محبوب رکھتے تھے، اور اہل علم فقہاء کے نزدیک آپ ﷺ کا اہل کتاب کی مخالفت کرنا استحباب کے لیے تھا اس لیے وہ اس کے وجوب کے قائل نہیں ہیں۔

۳۔ **سحری کھانا:** رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إن فصل ما بين صيامنا وصيام أهل الكتاب، أكلة السحر»(۲).

"بے شک ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں کے مابین سحری کھانے کا فرق ہے"۔

---

(۱) مسند أحمد (رقم: ۲۲۰۹)، البخاري (رقم: ۵۹۱۷)، مسلم (رقم: ۲۳۳۶)
(۲) مسلم (رقم: ۱۰۹۶)، مسند أحمد (۱۹۷/٤)

فقہاء میں سے کسی نے اہل کتاب کی مخالفت کے باعث سحری کو واجب قرار نہیں دیا بلکہ ابن منذر نے فرمایا:

«وأجمعوا على أن السحور مندوب إليه»(۱).

''اہل علم کا اجماع ہے کہ سحری کرنا مستحب ہے''۔

ان دلائل سے پتا چلتا ہے کہ یہود و نصاری کی مشابہت مطلقا حرام نہیں ہے، اور جہاں تک حدیث: «مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ» کی بات ہے تو یہ روایت رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے جسکی تفصیل یہ ہے:

## حدیث: مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ

### ۱۔ حدیث عبداللہ بن عمر

عن ابن عمر رضي الله عنه، قال: قال رسول الله ﷺ:

«بُعِثْتُ بِالسَّيْفِ حَتَى يُعْبَدَ اللهُ لاشَرِيْكَ لَهُ، وَجُعِلَ رِزْقِي تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِي، وَجُعِلَ الذِّلَّةُ وَالصِّغارُ عَلَى مَنْ خالَفَ أَمْرِيْ، وَمَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ».

---

(۱) الإجماع (رقم: ١٠٤٧)

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مجھے تلوار کے ساتھ بھیجا گیا ہے یہاں تک کہ اللہ کی عبادت کی جائے، اور میرا رزق میرے نیزے کے سائے میں رکھا گیا ہے، اور میرے حکم کا خلاف کرنے والے پر ذلت اور پستگی رکھ دی گئی ہے، اور جس نے کسی قوم کی مشابہت کی تو وہ ان میں سے ہی ہے''۔

إسناده ضعيف.

اس روایت کو احمد بن حنبل نے «مسند» (رقم: ٥١١٤) اور ابوداود نے «السنن» (رقم: ٤٠٣١) میں: عبدالرحمان بن ثابت، عن حسان بن عطية، عن أبي منيب الجرشي، عن ابن عمر، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس حدیث میں عبدالرحمان بن ثابت[1] ضعیف اور أبو منيب الجرشي مجہول ہے۔

عبدالرحمان بن ثابت کی متابعت الاوزاعی کے طریق سے آئی ہے جسے طحاوی نے «شرح المشكل» (رقم: ٢٣١) میں: أبو أمية، حدثنا مُحَمَّد بن وهب بن عطية، حدثنا الوليد بن مسلم، حدثنا الأوزاعي، عن حسان بن عطية، عن أبى منيب الجرشى، عن ابن عمر، کی سند سے ذکر کیا ہے۔

(١) الجرح والتعديل (١٠٣١/٥)

اس سند میں أبو أمية الطرطوسي(۱) ضعیف اور الوليد بن مسلم(۲) کثیر الخطاء اور تدلیس تسویہ کا مرتکب ہے جس کے باعث یہ متابعت قوی نہیں ہے۔

## ۲۔ حديث أبي هريرة

عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

«بُعِثْتُ بَيْنَ يَدَيْ السَّاعَةِ بِالسَّيفِ، وَجُعِلَ رِزْقِيْ تَحْتَ ظِلّ رُمْحِي، وَجُعِلَ الذِّلُّ وَالصِّغارُ عَلَى مَنْ خالَفَنِيْ، وَمَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ».

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''مجھے قیامت کے قریب تلوار کے ساتھ بھیجا گیا ہے، اور میرا رزق میرے نیزے کے سائے تلے رکھا گیا ہے اور میرے مخالف پر ذلت اور پستگی رکھ دی گئی ہے، اور جس نے کسی قوم کی مشابہت کی وہ ان میں سے ہی ہے''۔

إسناده ضعيف.

اس روایت کو ابو اسماعیل ہروی نے «ذم الكلام» (رقم: ٤٧٤) میں:
عمرو بن سلمة، ثنا صدقة، عن الأوزاعي، عن يحيى بن أبي كثير، عن أبي سلمة، عن أبي هريرة، کی سند سے بیان کیا ہے۔

---

(۱) تهذيب التهذيب (١٦/٩)

(۲) العلل لأبن أبي حاتم (رقم: ٩٧٧)، التدليس للدميني (٤/١٨٠)

اس سند میں صدقة بن عبدالله السمين[1] ضعيف اور يحيى بن أبي كثير[2] مدلس ہے، اسی لیے دُحیم[3] نے اس سند کے بارے میں فرمایا:

«هذا الحديث ليس بشيء».

"یہ حدیث کچھ نہیں ہے"۔

## ۳۔ حديث حذيفة بن اليمان

حذیفہ بن یمان کی روایت دو طرق سے مروی ہے:

الطريق الأول: عن حذيفة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم:

«مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ».

حذیفہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا:

"جس نے کسی قوم کی مشابہت کی وہ ان میں سے ہی ہے"۔

إسناده ضعيف.

اس روایت کو بزار نے « مسنده » (رقم: ٢٩٦٦) اور طبرانی نے « الأوسط » (١٧٩/٨) میں: محمد بن مرزوق، قال: أخبرنا عبدالعزيز بن

---

(١) ميزان الإعتدال (٢/ ٣١٠)

(٢) طبقات المدلسين (٢/٦٣)

(٣) العلل لابن أبي حاتم (رقم: ٩٥٦)

الخطاب، قال: أخبرنا على بن غراب، قال: أخبرنا هشام بن حسان، عن محمد بن سيرين، عن أبي عبيدة بن حذيفة، عن أبيه حذيفة، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس روایت میں محمد بن مرزوق[1]، علی بن غراب[2] ضعیف اور أبو عبيدة بن حذيفة مجہول ہے۔

أبو عبيدة نے اس روایت کو حذیفہؓ سے موقوفاً[3] بھی نقل کیا ہے۔

الطريق الثاني: عن حذيفة رضي الله عنه، كان يرده إلي رسول الله ﷺ، قال: «مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ».

حذیفہؓ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹاتے تھے کہ آپ نے فرمایا:

''جس نے کسی قوم کی مشابہت کی وہ ان میں سے ہی ہے''۔

إسناده ضعيف مرسل.

یہ طریق طبرانی نے «مسند الشاميين» (رقم: ١٨٦٢) میں: عمرو بن إسحاق، ثنا أبي، ثنا عمرو بن الحارث، ثنا عبدالله بن سالم، عن الزبيدي، ثنا نمير بن أوس، عن حذيفة، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس سند میں إسحاق بن إبراهيم بن زبريق[4] ضعیف اور عمرو بن الحارث

---

(١) الكامل لابن عدي (٢٢٩٣/٦)

(٢) تهذيب التهذيب (٣٧١/٧)

(٣) الورع للمروذي (رقم: ٥٨٦)

(٤) ميزان الإعتدال (١٨١/١)

مجهول ہے۔ اس کے علاوہ یہ روایت مرسل بھی ہے، کیوں کہ نمیر بن أوس[1] کا سماع حذیفہؓ سے ثابت نہیں ہے۔

## ۴۔ حديث أنس بن مالك

عن أنس بن مالك رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

«وَجُعِلَ رِزْقِيْ تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِي، وَجُعِلَ الذِّلُّ وَالصَّغارُ عَلَى مَنْ خالَفَ أَمْرِيْ، وَمَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ».

انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میرا رزق میرے نیزے کے سائے میں رکھا گیا ہے، اور میرے حکم کا خلاف کرنے والے پر ذلت اور پستگی رکھ دی گئی ہے، اور جس نے کسی قوم کی مشابہت کی تو وہ ان میں سے ہی ہے''۔

إسناده موضوع.

اس روایت کو ابو نعیم اصبہانی نے «أخبار اصبهان» (١/١٢٩) اور ابو اسماعیل ہروی نے «ذم الكلام» (رقم: ٤٧٥) میں: بِشر بن الحسين الاصبهاني، عن الزبير بن عدي، عن أنس بن مالك، کی سند سے بیان کیا ہے۔

---

(١) تهذيب الكمال (٢١/٣٠).

اس سند کے راوی بِشر بن الحسين الاصبهاني کذاب کے بارے میں ابو حاتم رازی[1] نے فرمایا:

«يكذب على الزبير».

"یہ زبیر بن عدی پر جھوٹ گھڑتا ہے"۔

## ۵۔ حديث طاوس مرسلا

عن طاوس اليماني، أن رسول الله ﷺ قال:

« إِنَّ اللهَ بَعَثَنِيْ بِالسَّيْفِ بَيْنَ يَدَيْ السَّاعَةِ، وَجُعِلَ رِزْقِيْ تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِي، وَجُعِلَ الذِلُّ وَالصِّغارُ عَلَى مَنْ خالَفَنِيْ، وَمَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ».

طاوس یمانی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ نے مجھے قیامت کے نزدیک تلوار کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، اور میرا رزق میرے نیزے کے سائے میں رکھا گیا ہے، اور میرے حکم کا خلاف کرنے والے پر ذلت اور پستگی رکھ دی گئی ہے، اور جس نے کسی قوم کی مشابہت کی تو وہ ان میں سے ہی ہے"۔

إسناده مرسل ضعيف.

اس روایت کو ابن ابی شیبہ نے «المصنف» (۵/۳۲۱) اور عبد اللہ بن مبارک

(۱) ميزان الإعتدال (۱/۳۱۵)

نے «الجهاد» (رقم: ١٠٥) میں: الأوزاعي، قال: حدثنا سعيد بن جبلة، قال: حدثني طاوس اليماني، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس سند میں سعيد بن جبلة[1] مجہول ہے جس نے طاوس بن کیسان تابعی سے یہ روایت مرسل بیان کی ہے۔

## ٦۔ حديث حسن البصرى مرسلا

عن الحسن البصري، قال: قال رسول الله ﷺ:

«إِنَّ اللهَ بَعَثَنِيْ بِسَيْفٍ يَبَيْنَ يَدَيْ السَّاعَةِ، وَجُعِلَ رِزْقِيْ تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِي، وَجُعِلَ الذِّلُّ وَالصِّغارُ عَلَى مَنْ خالَفَنِيْ، وَمَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ».

حسن بصری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ نے مجھے قیامت کے نزدیک میری تلوار کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، اور میرا رزق میرے نیزے کے سائے میں رکھا گیا ہے، اور میرے حکم کا خلاف کرنے والے پر ذلت اور پستگی رکھ دی گئی ہے، اور جس نے کسی قوم کی مشابہت کی تو وہ ان میں سے ہی ہے"۔

إسناده مرسل ضعيف.

---

(١) ذيل ميزان الإعتدال (١١٥/٨)

اس روایت کو سعید بن منصور نے « السنن » (رقم: ٢٣٧٠) میں:
إسماعيل بن عياش، عن أبي عمير الصوري، عن الحسن، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس سند میں أبو عمير الصوري مجہول ہے جس نے اس روایت کو حسن بصری سے مرسل بیان کیا ہے۔

## ٧۔ حديث عمر بن الخطاب موقوفا

عن قتادة، قال:

«أن عمر بن الخطاب رأى رجلا قد حلق قفاه ولبس حريراً، فقال: **من تشبه بقوم فهو منهم**».

قتادہ سے روایت ہے:

”عمر بن خطاب نے ایک شخص کو دیکھا جس نے اپنی گدی منڈوائی ہوئی اور اور ریشم بھی پہنا ہوا تھا، آپ نے اسے فرمایا: **جس نے کسی قوم کی مشابہت کی وہ انہی میں سے ہے**“۔

إسناده منقطع ضعيف.

اس روایت کو عبدالرزاق نے « المصنف » (٤٥٣/١١) میں: عن معمر، عن قتادة، کی سند سے بیان کیا ہے۔

یہ سند ضعیف ہے کیونکہ:

۱۔ قتادة[۱] کا سماع عمرؓ سے ثابت نہیں ہے۔

۲۔ معمر بن راشد کے بارے میں امام دار قطنی[۲] نے فرمایا:

«معمر سيء الحفظ لحديث قتادة والأعمش».

””معمر کا حافظہ ان احادیث میں خراب ہے جو اس نے قتادۃ اور اعمش سے روایت کی ہیں“۔

۳۔ عبدالرزاق بن همام[۳] مدلس ہیں اور سند معنعن ہے۔

۴۔ «المصنف» کو عبدالرزاق سے نقل کرنے والا اسحاق بن ابراہیم دبری ہے جس کے بارے میں ابن عدی[٤] نے فرمایا:

«حدث عنه بأحاديث منكرة».

””اس نے عبدالرزاق سے منکر احادیث نقل کی ہیں“۔

## خلاصة التحرير

اس تحریر کا حاصل یہ ہے کہ:

---

(۱) الجرح والتعديل (۱۳۳/۷)

(۲) العلل (۲۲۱/۱۲)

(۳) طبقات المدلسين (۲/٥٨)

(٤) الكامل (۳۳۸/۱)

۱۔ کفار کی مخالفت کا حکم وجوب کے لیے نہیں ہے۔

۲۔ صحابہ اور فقہاء سلف بھی کفار کی مخالفت کے عدم حرمت کے قائل تھے۔

۳۔ حدیث: «مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ» اپنی تمام اسناد کے ساتھ ضعیف ہے اور رسول اللہ ﷺ یا کسی صحابی سے یہ الفاظ ثابت نہیں ہیں۔ بعض علماء نے تعدد طرق کے باعث اس روایت پر ''حسن'' کا حکم لگایا ہے جو اصول حدیث کے مطابق درست نہیں ہے بلکہ علامہ عینی (۱) نے فرمایا:

«وکم من حدیث کثرت رواته وتعددت طرقه وهو حدیث ضعیف، بل قد لایزید الحدیث کثرة الطرق إلا ضعف».

''اور کتنی ہی احادیث ایسی ہیں جن کے روایت کرنے والے کثیر اور اسناد بھی متعدد ہیں لیکن وہ احادیث ضعیف ہی ہیں، بلکہ کثرت طرق سے ان احادیث کے ضعف میں اضافہ ہوتا ہے''۔

## ۳۔ عورتوں سے مشابہت

**مبالغین کہتے ہیں:** داڑھی مردانگی کی علامت ہے جسے مونڈنا عورتوں سے مشابہت ہے اور رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کی مشابہت کرنے والے مردوں پر

(۱) نصب الرایة (۱/۳۵۹-۳۶۰)

لعنت کی ہے جیسے کہ روایت میں ہے: « لَعَنَ رَسُوْلَ اللهِ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجالِ بِالنِّساءِ ». لہٰذا داڑھی مونڈنے والا اس حدیث کی رو سے ملعون اور حرام کا مرتکب ہے۔

**میں کہتا ہوں:** یہ قول درست نہیں ورنہ لازم آئے گا کہ مردوں پر سر مونڈنا واجب قرار دیا جائے اس لیے کہ عورتیں اپنے سر پر بال رکھتی ہیں اور ایسا کوئی عالم نہیں کہے گا۔

بہر حال عورتوں سے مشابہت کے دعوے کا تفصیلی بطلان درج ذیل ہے:

**اولا:** داڑھی مونڈنا لغوی و عرفی اعتبار سے عورتوں سے مشابہت قرار نہیں دی جا سکتی، اس لیے کہ دو چیزوں کے درمیان مشابہت کا تقاضہ یہ ہے کہ دونوں میں کسی ایک چیز پر موافقت ہو جس سے اس چیز میں مشابہت لازم آئے۔ لیکن حس اور مشاہدہ سے ہم اس کا ادراک کر سکتے ہیں کہ عورت اور داڑھی منڈے مرد کے چہرے میں وسیع فرق ہے۔ عورت کا چہرہ صاف ہے جس پر بالوں کا کوئی اثر نہیں، اس کے برعکس مرد کے چہرے پر بالوں کا اثر رہتا ہے اگرچہ وہ اسے مونڈنے میں کتنا ہی مبالغہ کرے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان دونوں کے درمیان کسی مناسبت سے بھی مشابہت نہیں پائی جاتی اور علت کا اصول ہے کہ: "جب کسی چیز میں سے علت ساقط ہو جاتی ہے تو اس کی بنیاد پر لگایا گیا حکم بھی ساقط ہو جاتا ہے" [1]۔

---

(۱) منظومة أصول الفقه لابن عثيمين (ص: ۱۵۵)

لہٰذا جب یہ مشابہت ثابت نہیں ہے تو اس کی بنیاد پر لگایا گیا حکم بھی ساقط ہے۔

**ثانیا:** عورت کو محلوق (داڑھی منڈا) کہنا لغتاً و عرفاً صحیح نہیں، بر خلاف مرد کے، کہ اس پر اس کا اطلاق درست ہے۔ پس جب ایسا ہی ہے تو دو مختلف چیزوں میں مشابہت کا دعوی کیوں کر درست ہو سکتا ہے؟۔

**ثالثا:** اگر داڑھی مونڈنے سے عورتوں کی مشابہت تسلیم بھی کر لی جائے تب بھی حدیث: «لَعَنَ رَسُوْلَ اللهِ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجالِ بِالنِّساءِ» سے احتجاج کرنا جائز نہیں اس لیے کہ داڑھی معاف کرنے کی علت رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کی مخالفت بیان کی ہے۔ اور فقہ کا اصول ہے:

« الحكم الواحد يجوز أن يعلل أو أكثر بشرط أن تكون العلل منصوصا عليها، لامستنبطة »[1].

"ایک ہی حکم کو ایک سے زائد علتوں سے معلل کرنا اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ وہ علت منصوص علیہا (نص سے ثابت ہو)، نہ کہ اس علت سے جو استنباط (قیاس) کی گئی ہے"۔

پس داڑھی مونڈنے کو "عورتوں سے مشابہت"، "خلق اللہ میں تغیر" یا "مثلہ" وغیرہ استنباطی علتوں سے کیسے معلل کیا جا سکتا ہے جب کہ نص سے جو داڑھی معاف کرنے کی علت ثابت ہے وہ مشرکین کی مخالفت ہے۔

---

(١) البحر المحيط في أصول الفقه (١٧٦/٥)

**رابعا:** حدیث کا مخاطب "الْمُتَشَبِّهِينَ" لفظ "تَشَبَّهَ" کا فاعل ہے جو باب تَفَعُّل سے ہے اور یہ قصد وارادے سے خاص ہے۔ ابن تیمیہ[1] اس لفظ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

«يعم مَن فعل الشيء لأجل أنهم فعلوه».

''اس لفظ میں ہر وہ شخص شامل ہے جو کسی کام کو صرف اس لیے کرے کیوں کہ ان لوگوں نے (جن کی مشابہت کر رہا ہے) یہ کام کیا ہے''۔

یعنی اگر قصد وارادہ نہ ہو تو وہ "تَشَبَّهَ" نہیں ہے، اور یہ معروف ہے کہ مرد عورتوں کی مشابہت کے ارادے سے داڑھی نہیں منڈواتے لہذا وہ اس حدیث کے مخاطب نہیں ہیں۔

**خامسا:** حدیث: «لَعَنَ رَسُوْلَ اللهِ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجالِ بِالنِّساءِ» ان الفاظ کے ساتھ صحیح نہیں ہے جس کی تفصیل یہ ہے:

## حديث: لَعَنَ رَسُوْلُ اللهِ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجالِ بِالنِّساءِ

## ١ ـ حديث عبدالله بن عباس

عن ابن عباس رضي الله عنه، قال:

---

(١) إقتضاء الصراط المستقيم (١/٢٤٢)

«لَعَنَ رَسُوْلَ اللهِ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجالِ بِالنِّساءِ، وَالْمُتَشَبِّهاتِ مِنَ النِّساءِ بِالرِّجالِ» .

ابن عباسؓ سے روایت ہے:

"رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کی مشابہت کرنے والے مردوں اور مردوں کی مشابہت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے"۔

یہ روایت ابن عباسؓ سے تین طرق سے مروی ہے:

الطريق الأول: پہلا طریق بخاری نے «الصحيح» (رقم: ٥٨٨٥) اور احمد بن حنبل نے «مسنده» (١/٣٣٩) میں: شعبة، عن قتادة، عن عكرمة، عن ابن عباس، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس سند کی علت قتادہ[1] کی تدلیس اور سماع کی عدم صراحت ہے۔ قتادہ کی تدلیس کا جواب دو طریقے سے دیا جاتا ہے۔

۱۔ کہا جاتا ہے:

"مدلسین کی وہ روایات جو صحیحین (بخاری و مسلم) میں ہیں وہ سماع پر محمول ہیں اگرچہ سند میں صراحت موجود نہ ہو"۔

میں کہتا ہوں:

یہ اصول سخت ضعیف ہے اور محدثین کے منہج کے خلاف ہے۔

---

(١) التدليس للدميني (٣/١٤٠)

امام شافعی[1] فرماتے ہیں:

«ومن عرفناه دلس مرة، فقد أبان لنا عورته في روايته، وليست تلك العورة بكذب فنرد بها حديثه، ولا النصيحة فى الصدق فنقبل منه ما قبلنا أهل النصيحة في الصدق، فقلنا: لانقبل من مدلس حديثا، حتي يقول فيه: حدثني أو سمعت».

"جس شخص کے بارے میں ہمیں علم ہو جائے کہ اس نے صرف ایک دفعہ ہی تدلیس کی ہے تو اس کا باطن اس کی روایت پر ظاہر ہو گیا اور یہ اظہار جھوٹ نہیں ہے کہ ہم اس کی ہر حدیث کو رد کر دیں، اور نہ خیر خواہی ہے کہ ہم اس کی ہر روایت قبول کر لیں جس طرح سچے خیر خواہوں (غیر مدلسوں) کی روایت ہم مانتے ہیں۔ پس ہم نے کہا: ہم مدلسین کی صرف وہ حدیث قبول کریں گے جس میں وہ حدثنی یا سمعت کہے"۔

میرے علم کے مطابق مدلسین کے مسئلے پر متقدمین محدثین میں سے کسی نے بھی امام الشافعی کے اس کلام سے اختلاف نہیں کیا، بلکہ کئی علماء نے اس کی تائید کی ہے، مثلاً:

ابن حبان[2] نے فرمایا:

---

(١) الرسالة (رقم: ١٠٣٥)

(٢) المجروحين (٨٦/١)

«فما لم يقل المدلس؛ وإن كان ثقة، حدثني أو سمعت فلا يجوز الإحتجاج بخبره».

"پس مدلس اگرچہ ثقہ ہی ہو، جب تک حدثني یا سمعت نہ کہے اس کی حدیث سے دلیل لینا جائز نہیں ہے"۔

حافظ ابن الصلاح[1] نے کہا:

«والحكم بأنه لايقبل من المدلس حتى يبين، قد أجراه الشافعي رضي الله عنه فيمن عرفناه دلس مرة».

"اور فیصلہ اس پر ہے کہ مدلس جب تک (سماع کا) بیان نہ کرے تو اس سے (کسی روایت کو) قبول نہ کیا جائے، اسے امام شافعی نے اس کے بارے میں جاری فرمایا ہے جس کا صرف ایک دفعہ تدلیس کرنا ہمیں معلوم ہو جائے"۔

جہاں تک صحیحین میں مدلسین کی معنعن روایات ہیں تو اس مسئلے پر حافظ ابن حجر[2] نے ابن الصلاح پر تنقید کرتے ہوئے فرمایا:

وهو يوهم أن الذي فى الصحيحين وغيرِهما من الكتب المعتمدة من حديث المدلسين مصرح فى جميعه ولِيس كذلك، بل في الصحيحين جملة كثيرة من أحاديث المدلسين بالعنعنة، وقد جزم المصنف في موضع آخر وتبعه النووي وغيره بأن ماكان في الصحيحين وغيرهما من الكتب الصحيحة عن

(١) مقدمة ابن الصلاح (ص: ٧٥)

(٢) النكت على ابن الصلاح (٢/٦٣٥)

المدلسين، فهو محمول على ثبوت سماعه من جهة أخرى وتوقف فى ذلك من المتأخرين الإمام صدر الدين ابن المرحل، وقال في: "كتاب الانصاف": «إن في النفس من هذا الاستثناء غصة، لأنها دعوى لادليل عليها، ولا سيما أنا قد وجدنا كثيرا من الحفاظ يعللون أحاديث وقعت في الصحيحين أو أحدهما بتدليس رواتها»

وكذلك استشكل ذلك قبله العلامة ابن دقيق العيد فقال: «لابد من الثبات على طريقة واحدة، إما القبول مطلقا في كل كتاب أو الرد مطلقا في كل كتاب»

وفي أسئلة الإمام تقي الدين السبكي للحافظ أبي الحجاج المزي: «وسألته عن ما وقع في الصحيحين من حديث المدلس معنعناً، هل نقول: إنهما اطلعا على اتصالها؟ فقال: كذا يقولون، وما فيه إلا تحسين الظن بهما».

اور ان کا اس باب کو نقل کرنا وہم میں ڈالتا ہے کہ صحیحین اور ان کے سوا دوسری قابل اعتماد کتب میں مدلسین کی تمام احادیث میں صراحت ہے، لیکن ایسا نہیں ہے۔ صحیحین وغیرہما میں مدلسین کی معنعن روایات کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ اور مصنف نے کئی جگہ اسی پر یقین کا اظہار کیا ہے، اور ان کی اتباع نووی وغیرہ نے کی ہے کہ مدلسین کی جو روایات بھی صحیحین یا ان کے سوا دوسری کتب صحیحہ میں موجود ہیں وہ دوسرے طریق سے سماع پر محمول ہیں، اور اس پر امام صدر الدین ابن مرحل نے توقف کیا ہے اور [کتاب الانصاف] میں فرمایا ہے: ”بے شک اس استثناء سے نفس میں غصہ

ہے،اس لیے کہ اس دعوے کی کوئی دلیل نہیں ہے، خصوصا جب کہ ہم نے کثیر حفاظ کو پایاہے جو صحیحین یاان میں سے کسی ایک کی روایات کوتدلیس کے باعث معلل قرار دیتے ہیں''۔

ایساہی اشکال ان سے قبل ابن دقیق العید نے بھی بیان کیاہے،انھوں نے کہا: ''ایک ہی طریقے پر رہناضروری ہے، یاتواس اصول کو ہر کتاب میں مطلقا قبول کیاجائے یاہر کتاب میں مطلقارد کیاجائے''۔

اور تقی الدین سبکی کے مزی سے سوالات میں ہے کہ: ''میں نے مزی سے مدلسین کی ان احادیث کے بارے میں سوال کیاجو صحیحین میں معنعن واقع ہوئی ہیں کہ کیاہم یہ کہیں گے کہ: وہ دونوں (بخاری اور مسلم) ان روایات کے اتصال پر مطلع تھے؟ انھوں نے کہا: بعض لوگ ایساہی کہتے ہیں اور یہ صرف ان دونوں کے بارے میں حسن ظن ہے''۔

ابن حجر کے اس کلام سے واضح ہو جاتاہے کہ صحیحین میں مدلسین کی روایات کے بارے میں بعض متاخرین نے جو منہج اپنایاہے اس کی کوئی دلیل نہیں بلکہ اس کی بنیاد حسن ظن پر ہے اور عبدالرحمان بن مہدی[1] کا قول ہے:

«خصلتان لايستقيم فيهما حسن الظن: الحكم والحديث».

''دو خصلتیں ایسی ہیں جن میں حسن ظن درست نہیں: حکم اور حدیث''۔

---

(١) الجرح والتعديل (٢/٣٥)

۲۔ کہا جاتا ہے:

قتادہ کی وہ روایات جنہیں شعبہ نے نقل کیا ہے وہ سماع پر محمول ہیں، اور اس کی دلیل یہ ہے: ابوالفضل المقدسی[1] نے کہا:

أخبرنا أحمد بن علي الأديب، أخبرنا الحاكم أبو عبدالله إجازة، حدثنا مُحَمَّد بن صالح بن هاني، حدثنا رجاء الحافظ المروزي، حدثنا النضر بن شميل، قال: سمعت شعبة، يقول:« كفيتكم تدليس ثلاثة: الأعمش، وأبي إسحاق، وقتادة».

ہمیں احمد بن علی ادیب نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ ہمیں حاکم ابو عبد اللہ نے روایت آگے بیان کرنے کی اجازت کے ساتھ خبر دی، انہوں نے کہا کہ ہمیں محمد بن صالح بن ہانی نے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا کہ ہمیں حافظ رجاء المروزی نے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا کہ ہمیں نضر بن شمیل نے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا کہ میں نے شعبہ کو فرماتے سنا: ''میں تین لوگوں کی تدلیس کے لیے تمہیں کافی ہوں: اعمش، ابواسحاق، اور قتادہ''۔

میں کہتا ہوں:

یہ سند معلل ہیں کیونکہ:

(۱) مسألة التسمية (ص: ۳۲)

اول: اس کے راوی أحمد بن علي الأديب کے بارے میں علامہ ذہبی[1] نے عبدالغافر سے نقل کیا:

«وكانت ولادته في سنة ثمان وتسعين ثلاثة مائة، وسمع في سنة أربع وأربعمائة».

''ان (احمد بن علی) کی ولادت سن تین سو اٹھانوے (۳۹۸) ہجری میں ہوئی، اوران کا اول سماع سن چار سو چار (۴۰۴) ہجری میں ہے''۔

اور الحاكم أبو عبدالله کی وفات سن چار سو پانچ (۴۰۵) ہجری کی ہے یعنی حاکم ابو عبداللہ کی وفات کے وقت احمد بن علی الادیب کی عمر صرف سات سال کی تھی اور سات سال کی عمر میں سماع کی اجازت دینا عقلا محال اور ابوالفضل کا وہم ہے۔

دوم: ابوالفضل محمد بن طاہر المقدسی کے بارے میں ابن ناصر[2] نے کہا:

«كان لُحَنَةً، وكان يصحف».

''وہ (احادیث) پڑھنے میں غلطیاں کرتے تھے''۔

ابن عساکر[3] نے فرمایا:

«جمع أطراف الكتب الستة، فرأيته بخطه، وقد أخطأ فيه في مواضع

---

(۱) تاريخ الإسلام (۱۹۹/۳۳)

(۲) ميزان الإعتدال (۵۸۷/۳)

(۳) تذكرة الحفاظ (۱۲۴۴/۴)، تاريخ دمشق لإبن عساكر (۲۸۱/۵۳)

خطأ فاحشا»، وقال: «كان كثير الوهم».

''انہوں نے کتب ستہ کے اطراف جمع کیے ہیں، میں نے ان کے ہاتھ کی لکھائی دیکھی ہے، انہوں نے اس میں کئی جگہ فحش غلطیاں کی ہیں''، اور کہا: ''وہ بہت وہم کا شکار تھے''۔

اسی لیے ان کے بارے میں علامہ ذہبی[1] نے فرمایا:

«ليس بالقوي، فإنه له أوهام كثيرة في تواليفه».

''(روایت حدیث میں) قوی نہیں ہیں، ان کی کتابوں میں ان کے اوہام کثیر ہیں''۔

لهذا اس سند میں قتادہ کی تدلیس کے دفاع میں پیش کیے جانے والے دلائل کمزور ہیں اور یہ سند قتادہ کی تدلیس کے باعث ضعیف ہے۔

الطريق الثاني: دوسرا طریق احمد بن حنبل نے «مسند» (۲۵۲/۱) میں: يحيى بن إسحاق، أخبرنا ابن لهيعة، عن أبي الأسود، عن عكرمة، عن ابن عباس، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس سند میں ابن لهيعة [2] سیءالحفظ اور منکرالحدیث ہے۔

الطريق الثالث: تیسرا طریق طبرانی نے «الأوسط» (رقم: ۱٤۳٥) میں: أحمد، قال: نا مالك بن سعد القيسى، قال: نا رَوح بن عُبادة، قال: نا

---

(۱) ميزان الإعتدال (۵۸۷/۳)

(۲) تهذيب التهذيب (۳۷۳/٥)

زکریا بن إسحاق، عن عمرو بن دينار، عن عكرمة، عن ابن عباس، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس سند کے راوی مالک بن سعد قیسی کے بارے میں ابو حاتم الرازی[1] نے کہا: «شیخ» .

ابن قطان[2] ابو حاتم الرازی کے اس قول کی وضاحت میں فرماتے ہیں:

«فأما قول أبي حاتم فيه: شيخ، فليس بتعريف بشيء من حاله، إلا أنه مقل ليس من أهل العلم، وإنما وقعت له رواية أخذت عنه».

"ابو حاتم کا راوی کو شیخ کہنا اس راوی کے حال کی تعریف نہیں، بلکہ اس کا معنی ہے کہ وہ راوی قلیل (الحدیث) ہے جو اہل علم میں سے نہیں ہے۔ بس اس کی کوئی روایت واقع ہوئی ہے جسے (لکھ) لیا گیا ہے"۔

جمال الدین مزی[3] نے فرمایا:

«المراد بقولهم: شيخ، أنه لايترك ولا يحتج بحديثه مستقلا».

"ان (محدثین) کے قول: شیخ، سے مراد یہ ہے کہ اس راوی (کی روایات لکھنا) ترک نہیں کیا جائے گا، لیکن اس کی حدیث سے مستقل طور پر دلیل نہیں لی جائے"۔

---

(۱) الجرح والتعديل (٩٢٥/٨)

(۲) بيان الوهم والإيهام (٦٢٧/٤)

(۳) النكت على ابن الصلاح للزركشي (٤٣٤/٣)

ذہبی(1) کہتے ہیں:

«شيخ: ليس هو عبارة توثيق، وبالاستقراء يلوح لك أنه ليس بحجة»

"شیخ: توثیقی عبارت نہیں ہے، اور استقراء و تحقیق سے تم پر واضح ہو جائے گا کہ ایسا راوی حجت نہیں ہوتا"۔

اس کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ مالك بن سعد القيسي مجہول الحال ہے۔

## ٢۔ حديث علي بن أبي طالب

عن علي ﷺ، قال:

«لَعَنَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ اَلْمُتَشَبِّهاتِ مِنَ النِّساءِ بِالرِّجالِ وَمِنَ الرِّجالِ بِالنِّساءِ».

علیؓ سے روایت ہے کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردوں کی مشابہت کرنے والی عورتوں اور عورتوں کی مشابہت کرنے والے مردوں پر لعنت فرمائی ہے"۔

إسناده ضعيف.

اس روایت کو ابن ابی عاصم نے «الآحاد والمثاني» (رقم: ٢٩٣٣) میں:

ابن اخي حزم، نا حجاج، عن حماد، عن أم شبيب، کی سند سے بیان کیا ہے۔

---

(١) ميزان الإعتدال (٢/ ٣٨)

اس روایت میں أم شبيب مجہول ہے۔

## ٣۔ حديث عمر بن الخطاب موقوفا

عن سعيد بن المسيب، قال: قال عمر رضي الله عنه:

«أربعة يمسي الله عليهم ساخطا، ويصبح عليهم غضبان: المتشبهين من الرجال بالنساء، والمتشبهات من النساء بالرجال».

سعید بن المسیب سے روایت ہے کہ عمرؓ نے فرمایا:

"چار لوگ ہیں جن پر اللہ صبح اس حالت میں کرتا ہے کہ وہ ان سے ناراض ہوتا ہے اور شام اس حالت میں کرتا ہے کہ ان پر غضب ناک ہوتا ہے وہ: عورتوں کی مشابہت کرنے والے مرد اور مردوں کی مشابہت کرنے والی عورتیں ہیں"۔

إسناده ضعيف.

اس روایت کو ابن ابي شیبہ نے «كتاب الأدب» (رقم: ٢١٥) میں: أبو معاوية، عن حجاج، عن سليمان بن سحيم، عن سعيد بن المسيب، کی سند سے بیان کیا ہے۔

اس سند میں حجاج بن أرطاة [١] سخت ضعیف اور مدلس ہے۔

لہذا یہ روایت اپنے تمام طرق کے ساتھ ضعیف ہے۔

---

(١) تهذيب التهذيب (١٩٦/٢)

سادسا: اگر بالفرض اس راویت کو صحیح تسلیم کرلیا جائے تب بھی اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو چال وافعال میں عورتوں کی مانند ہیں، جیسے کہ صحیح سند سے مروی ہے کہ ابن عباسؓ (۱) نے فرمایا:

«لعن رسول الله ﷺ المخنثين من الرجال».

"رسول اللہ ﷺ نے ہیجڑے وزنانہ صفت والے مردوں پر لعنت فرمائی ہے"۔

اور «معجم لغة الفقهاء» (١/٤١٧) میں ہے:

«المخنَّث: بضم ميم وتشديد النون المفتوحة، الرجل المتشبه بالنساء في مشيته وكلامه وتعطفه وتلينه».

"مخنث: میم پر پیش اور نون پر زبر اور تشدید کے ساتھ ہے، (اس سے مراد) وہ آدمی ہے جو عورتوں سے چال، کلام، نزاکت اور نرمی میں مشابہت کرتا ہے"۔

## خلاصة التحرير

۱۔ شریعت میں داڑھی مونڈنے کی علت کفار کی مخالفت ہے، اسے عورتوں کی مشابہت سے مُعَلَّل کرنا ایک منصوص حکم کو استنباطی وقیاسی علت سے مُعَلَّل کرنا ہے، اور یہ فقہاء کے نزدیک جائز نہیں۔

(١) مسند أحمد (١/٣٦٥)، سنن الترمذي (رقم: ٢٧٨٥)

۲۔ محلوق (داڑھی منڈے) کو متشبہ بالنساء سے مُعَلَّل کرنا ''قیاس مع الفارق'' (یعنی دو متفرق چیزوں کے درمیان قیاس) ہے جو فقہی اصول کے مطابق باطل ہے۔

۳۔ حدیث کے الفاظ: «لَعَنَ رَسُوْلَ اللهِ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجالِ بِالنِّساءِ» سنداً صحیح نہیں ہیں، اگر یہ الفاظ صحیح تسلیم کر لیے جائیں تب بھی یہ زنانہ افعال والے مردوں کے لیے خاص ہے۔

## ۴۔ تنمیص

مبالغین کہتے ہیں: داڑھی حلق کرنا تنمیص ہے اور ابن مسعودؓ سے روایت ہے:

«لَعَنَ اللهُ النّامِصات وَالْمُتَنَمِّصاتِ الْمُغَيِّراتِ خَلْقَ اللهِ».

''اللہ تعالی نے جسم (یا چہرے) کے بال اکھیڑنے اور اکھڑوانے والیوں پر جو اللہ کی تخلیق میں تغیر کرنے والیاں ہیں ان پر لعنت کی ہے''۔

میں کہتا ہوں: یہ قول درج ذیل وجوہات کے باعث باطل ہے۔

اولا: حلق اور تنمیص میں مغایرت ہے۔

■ حلق[1] بالوں کو استرے سے کاٹنے کو کہتے ہیں جب کہ بالوں کی جڑ باقی رہتی ہے۔

---

(۱) لسان العرب (۱۲/۹٦٦)

■ تنمیص (۱) بال اکھاڑنے کو کہتے ہیں جس میں بالوں کی جڑ باقی نہیں رہتی۔

پس حالق نامص نہیں ہے اور نہ نامص حالق ہے اس لیے کہ لغوی اعتبار سے یہ دونوں اسم مختلف معانی کے حامل ہیں اور اصول میں یہ معروف ہے کہ حکم اسم کے متابع ہوتا ہے، اور اسم اس صفت کے متابع ہوتا ہے جو اسے دوسرے سے ممتاز کرتی ہے۔ لهذا حالق (داڑھی مونڈنے والے) پر "النّامِصاتِ وَالْمُتَنَمِّصاتِ" کا حکم لگانا صحیح نہیں ورنہ دودھ پر خمر (شراب) کا حکم لگانا بھی جائز ہو جائے گا کیوں کہ اگر صفات کا اعتبار نہ کیا جائے تو دونوں کی ظاہری حالت یکساں ہے اور ایسا کلام عقلاء سے صادر ہونا بعید ہے۔

**ثانیا:** حلق کو تنمیص پر قیاس کرنا جائز نہیں اس لیے کہ قیاس کی شرط ہے کہ جن دو چیزوں کے درمیان قیاس کیا جارہا ہے وہ اصل اور فرع کسی علت میں مساوی ہوں، جیسے نبیذ (کھجور کے پانی) کو خمر (شراب) پر قیاس کیا جاتا ہے جب کہ وہ دونوں سکر ونشے میں مساوی ہوں۔ اور یہاں علت میں فرق ہے۔

- حلق کی علت کفار کی مخالفت ہے۔
- نمص کی علت خلق اللہ میں تغییر ہے۔

پس یہ قیاس کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے؟ فتدبر۔

---

(۱) لسان العرب (۵۱/۴۵۴۸)

**ثالثا:** یہ قیاس اس لیے بھی صحیح نہیں کیوں کہ قیاس صرف مسکوت (جس پر کوئی حکم موجود نہ ہو) کو منصوص (جس کا واضح حکم موجود ہو) پر کیا جاتا ہے۔ جیسے ربا (سود) کے مسئلے میں چاولوں پر کوئی نص موجود نہیں ہے اس لیے اسے گندم پر قیاس کیا گیا ہے جس پر نص موجود ہے۔

اور یہاں داڑھی معاف کرنے اور تنمیص دونوں پر نص موجود ہے لہذا منصوص کو منصوص پر قیاس کرنا باطل ہے۔

**رابعا:** اصول میں یہ بھی مقرر ہے کہ قیاس صرف احکام میں ہوتا ہے، لیکن معنوی عقوبات جیسے کسی کو ملعون قرار دینا یا کسی کے جہنمی ہونے کی گواہی دینا وغیرہ میں قیاس نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس بارے میں جو نص وارد ہوئی ہے اسی پر توقف کیا جاتا ہے، کیوں کہ شارع ہی جانتا ہے کہ کون عقاب کا مستحق ہے، ہم قیاس کے ذریعے اسے عام نہیں کر سکتے۔ لہذا داڑھی مونڈنے والے کو متنمص قرار دے کر ملعون کہنا مردود ہے۔

**خامسا:** حدیث: « لَعَنَ اللهُ النَّامِصاتِ وَالْمُتَنَمِّصاتِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللهِ » ضعیف ہے۔

یہ حدیث عبداللہ بن مسعودؓ، عبداللہ بن عباسؓ، معاویہؓ اور عائشہؓ سے مروی ہے جس کی تفصیل یہ ہے:

## حديث: لَعَنَ اللهُ النّامِصاتِ وَالْمُتَنَمِّصاتِ

## ١۔ حديث عبدالله بن مسعود

عبداللہ بن مسعودؓ سے یہ روایت پانچ طرق سے مروی ہے:

الطريق الأول: عن علقمة، عن عبدالله بن مسعود رضي الله عنه، قال:

« لَعَنَ اللَّهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالنَّامِصَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللهِ ».

علقمہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا:

"اللہ تعالی نے جسم گودنے اور گدوانے والیوں، جسم (یا چہرے) کے بال اکھیڑنے یا اکھڑوانے والیوں، اور حسن کے لیے اپنے دانتوں میں خلا کروانے والیوں پر، جو اللہ کی تخلیق میں تغیر کرنے والیاں ہیں، ان پر لعنت کی ہے"۔

إسناده ضعيف.

یہ طریق بخاری نے «الصحيح» (رقم: ٥٩٣١) اور مسلم نے «صحيحه» (رقم: ٢١٢٥) میں: إسحاق بن إبراهيم، أخبرنا جرير، عن منصور، عن إبراهيم، عن علقمة، عن عبدالله بن مسعود، کی سند سے روایت کیا ہے۔

اس روایت میں إبراهيم النخعي[1] مدلس ہیں اور میرے علم میں ایسی کوئی سند نہیں جس میں انہوں نے اپنے سماع کی صراحت کی ہو۔

ابراہیم نخعی کی متابعت شعبی سے آئی ہے جسے طبرانی نے «الکبیر» (رقم: ١٠٠٥٧) میں: ابن أبي فديك، أخبرني عيسى بن أبي عيسى، عن الشعبي، عن علقمة، عن عبدالله بن مسعود، کی سند سے روایت کیا ہے۔

اس سند میں عيسى بن أبي عيسى[2] متروک الحدیث ہے۔

الطريق الثاني: عن منسروق، عن عبدالله بن مسعود ﷺ، قال: سمعت رسول الله ﷺ:

«نَهَى عَنْ النَّامِصَةِ وَالْوَاشِرَةِ وَالْوَاصِلَةِ وَالْوَاشِمَةِ إِلَّا مِنْ دَاءٍ».

مسروق نے عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا:

"آپ نے جسم (یا چہرے) کے بال اکھیڑنے والی، دانتوں کو باریک کرنے والی، بال جوڑنے والی، اور جسم گودنے والی کو منع فرمایا ہے، سوائے ان کے جن کو کوئی مرض ہو"۔

إسناده ضعيف.

یہ طریق احمد بن حنبل نے «مسنده» (١/٤١٥) اور نسائی نے «الکبری»

---

(١) الفتح المبين فى تحقيق طبقات المدلسين (ص: ٥١)

(٢) ميزان الإعتدال (٣/٣٢٠)

(رقم: ٩٣٢٥) میں: عن قتادة، عن عزرة، عن الحسن العُرَني، عن يحيى بن الجزار، عن مسروق، کی سند سے روایت کیا ہے۔

اس روایت میں قتادة[1] مدلس ہے۔ مزید برآں قتادہ نے عزرۃ نامی تین راویوں سے روایت کیا ہے، اور امام حاکم[2] وغیرہ کے نزدیک الحسن العُرَني سے روایت کرنے والا عزرۃ بن یحیٰ ہے جو مجہول الحال ہے۔ بہرحال ایسی مشکوک روایت حجت نہیں جب کہ قتادۃ تدلیس میں بھی مشہور ہے۔

الطريق الثالث: عن قبيصة بن جابر، عن عبدالله بن مسعود رضي الله عنه، قال:

« سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَلْعَنُ الْمُتَنَمِّصَاتِ، وَالْمُتَفَلِّجَاتِ، وَالْمُوشِمَاتِ اللَّاتِي يُغَيِّرْنَ خَلْقَ اللَّهِ».

قبیصہ بن جابر سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا:

''میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ وہ لعنت کرتے تھے چہرے کے بال اکھیڑنے والیوں، دانتوں میں خلا کروانے والیوں، اور جسم گدوانے والیوں پر، جو اللہ کی تخلیق میں تغیر کرنے والیاں ہیں''۔

إسناده ضعيف.

---

(١) التدليس للدميني (١٤٠/٣)

(٢) المستدرك (٤٢٨/٤)

یہ طریق احمد بن حنبل نے «مسنده» (٤١٦/١) اور نسائی نے «الكبرى» (رقم: ٩٣٣٨) میں: عن عبدالملك بن عمير، عن العريان بن الهيثم، عن قبيصة بن جابر، کی سند سے روایت کیا ہے۔

اس سند میں عبدالملك بن عمير[1] مختلط و مدلس ہے اور العريان بن الهيثم[2] مجہول ہے۔

الطريق الرابع: عن أبي العالية، قال: قال عبدالله بن مسعود ﷺ:

«لُعِنَتِ الْوَاصِلَةُ وَالْوَاشِمَةُ وَالْفَاجِحَةُ وَالْمُنَمِّصَةُ، قَالَهُ رَسُوْلُهُ ﷺ».

ابوالعالیہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا:

''لعنت کی گئی ہے اس عورت پر جو بال جوڑے، جسم گودے، دانتوں میں خلا کرے، اور جسم (یا چہرے) کے بال اکھیڑے، ایسا رسول اللہ ﷺ نے کہا ہے''۔

إسناده ضعيف.

یہ طریق طبرانی نے «الكبير» (رقم: ٩٤٧٠) میں: محمد بن جعفر الرازي، ثنا ابوبكر بن أبي الأسود، ثنا عبدالواحد بن زياد، عن عاصم الأحول، قال: سمعت عزرة، يقول: إن أبا العالية قال: قال: عبدالله بن مسعود، کی سند سے روایت کیا ہے۔

---

(١) تهذيب التهذيب (٤١١/٦)، التدليس للدميني (٣/١٢٨)

(٢) الجرح والتعديل (٧/الترجمة: ٢٠٢)

اس طریق میں محمد بن جعفر الرازي اورعزرة دونوں راوی مجہول ہیں۔

الطريق الخامس: عن محمد، عن عبدالله بن مسعود رضي الله عنه، قال:

«لُعِنَتِ الْوَاشِمَةُ وَالْمَوْشُوْمَةُ وَالْوَامِضَةُ وَالْوَاصِلَةُ وَالنَّامِصَةُ».

محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا:

''جسم گودنے اور گدوانے والیوں، چہرے سے دیکھنے والیوں، بال جوڑنے والیوں اور بال اکھیڑنے والیوں پر لعنت کی گئی ہے''۔

إسناده ضعيف ومنقطع

یہ طریق ابو عبداللہ المحاملی نے «أمالي» (رقم: ٢٨١) میں: الحسين، ثنا إسحاق بن أبي إسحاق، ثنا عبد الوهاب بن عطاء، أنبا ابن عون، عن محمد، کی سند سے روایت کیا ہے۔

اس سند میں إسحاق بن أبي إسحاق مجهول اور عبد الوهاب بن عطاء الخفّاف[1] ضعيف ہے۔ مزید برآں محمد بن سیرین کا سماع عبداللہ بن مسعودؓ سے ثابت نہیں لہذا یہ سند منقطع ہے۔

## ٢۔ حديث عبدالله بن عباس

عن مجاهد بن جبير، عن ابن عباس رضي الله عنه، قال:

(١) تهذيب التهذيب (٦/٤٥٠)

« لُعِنَتِ الْوَاصِلَةُ وَالْمُسْتَوْصِلَةُ، وَالنَّامِصَةُ وَالْمُتَنَمِّصَةُ، وَالْوَاشِمَةُ وَالْمُسْتَوْشِمَةُ، مِنْ غَيْرِ دَاءٍ».

مجاہد بن جبیر سے روایت ہے کہ ابن عباسؓ نے فرمایا:

"لعنت کی گئی ہے اس عورت پر جو بنا کسی مرض کے بال جوڑے اور جڑوائے، جو جسم (یا چہرے) کے بال اکھیڑے یا اکھڑوائے، جو جسم کو گودے یا گدوائے"۔

إسناده ضعيف.

یہ روایت ابوداود نے «سننه» (رقم: ٤١٧٠) میں: حدثنا ابن السرح، حدثنا ابن وهب، عن أسامة، عن أبان بن صالح، عن مجاهد بن جبير، کی سند سے بیان کی ہے۔

اس سند میں أسامة بن زيد الليثي [1] ضعیف ہے۔

## ٣_ حديث معاوية بن أبي سفيان

عن إبراهيم بن عبدالله بن قارظ، قال: سمعت معاوية بن أبي سفيان، وهو على المنبر بالمدينة، يقول:

أين فقهاؤكم يا أهل المدينة، إني سمعت رسول الله ﷺ نهى عن هذه

(١) ميزان الإعتدال (١/١٧٤)

القصة، ثم وضعها على رأسه فلم أر على عروس ولا على غيرها أجمل منها على معاوية. ثم قال:

« لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةُ وَالْمَوْصُولَةُ، وَالنَّامِصَةُ وَالْمَنْمُوصَةُ، وَالْوَاشِمَةُ وَالْمَوْشُومَةُ ».

ابراہیم بن عبداللہ بن قارظ سے روایت ہے کہ اس نے کہا: میں نے معاویہ بن ابوسفیان کوسنا، اور وہ مدینہ میں منبر پر تھے، کہہ رہے تھے:

اے اہل مدینہ کہاں ہیں تمہارے فقہاء، بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے ان بالوں کی زلف سے منع فرمایا ہے، پھر انہوں نے وہ زلف اپنے سر پر رکھی، پس میں نے کسی دلہن یا کسی اور کو نہیں دیکھا جو ان بالوں میں معاویہ سے زیادہ حسین لگے۔ پھر معاویہ نے فرمایا:

"اللہ تعالی نے بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی، بال اکھیڑنے والی اور اکھڑوانے والی، جسم گودنے والی اور گدوانے والی پر لعنت کی ہے"۔

إسناده ضعيف.

یہ روایت ابن عساکر نے « تاريخ دمشق » (٦٥/٥٩) میں: مؤمل بن الحسن، نا محمد بن يحيى، نا سعيد بن أبي مريم، أنا عبد الجبار بن عمر، عن ابن شهاب، أخبرني عمر بن عبد العزيز، عن إبراهيم بن عبد الله بن قارظ، کی سند سے بیان کی ہے۔

اس سند میں عبد الجبار بن عمر الأيلي [1] ضعیف اور إبراهيم بن عبد الله بن قارظ مستور ہے۔

## ٤ـ حديث عائشة أم المؤمنين

عن عائشة رضي الله عنها، تقول:

«كَانَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ يَنْهَى عَنِ الْوَاشِمَةِ، وَالْوَاصِلَةِ وَالْمُتَوَاصِلَةِ، وَالنَّامِصَةِ وَالْمُتَنَمِّصَةِ».

عائشہؓ سے روایت ہے کہ وہ فرماتی تھیں:

"اللہ کے نبی ﷺ جسم گودنے والی، بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی، جسم (یا چہرے) کے بال اکھیڑنے والی اور اکھڑوانے والی کو منع فرمایا کرتے تھے"۔

إسناده ضعيف.

یہ روایت احمد بن حنبل نے «مسند» (٢٥٨/٦) میں: حدثنا روح، قال: حدثنا أُبان بن صمعة، قال: حدثتني أمي، قالت: سمعت عائشة، کی سند سے بیان کی ہے۔

(١) تهذيب التهذيب (١٠٣/٦)

اس روایت میں أبان بن صمعة [1] مختلط اور أم أبان بن صمعة مجھول الحال ہے۔

اس کے علاوہ بلحاظ متن بھی یہ روایت صحیح نہیں ہے۔اس لیے کہ شریعت کی نظر میں تحسین و تجمل محبوب ہے خصوصا عورت کے لیے کہ تحسین و تجمل اس کی فطرت میں شامل ہے، اور یہ عقل سے بعید ہے کہ عورت تحسین کے لیے اپنے جسم یا بعض کے مطابق چہرے اور ابروؤں کے بال زائل کرے تو شریعت اسے خلق اللہ میں تغیر قرار دے کر اس عورت کو ملعون ٹھہرائے، اور جب وہی عورت تحسین کے لیے اپنے کان یا ناک میں سوراخ کروائے تو شریعت اس پر سکوت کرے، جب کہ یہ عمل بھی اللہ کی تخلیق میں تغیر کرنا ہے۔اسی لیے علامہ شہاب القرافی [2] (متوفی سنہ: ۶۸۴ھ) نے فرمایا:

«وما في الحديث من تغيير خلق الله لم أفهم معناه، فإن التغيير للجمال غير منكر في الشرع، كالختان، وقص الظفر، والشعر، وصبغ الحناء، وصبغ الشعر وغير ذلك».

"اور اس حدیث میں جو خلق اللہ میں تغیر کا ذکر ہے اس کا معنی مجھے سمجھ نہیں آیا، اس لیے کہ تغیر اگر جمال و خوب صورتی کے لیے ہو تو شریعت اس کا انکار نہیں کرتی،

(۱) نهاية الإغتباط (الترجمة: ۱)

(۲) الذخيرة (۳۱۵/۱۳)

جیسے کہ ختنہ کرنا، ناخن اور بال کاٹنا، مہندی لگانا، اور بال رنگنا وغیرہ"۔

## خلاصة التحریر

۱۔ حلق اور تنمیص میں لغوی وصفاتی اعتبار سے مغایرت ہے، اس لیے ان میں سے ایک کا حکم دوسرے پر منطبق کرنا جائز نہیں۔

۲۔ حلق اور تنمیص کی علتوں میں اختلاف ہے۔

۳۔ قیاس مسکوت کا منصوص پر کیا جاتا ہے اور حلق اور تنمیص دونوں منصوص ہیں، لہذا منصوص کا منصوص پر قیاس باطل ہے۔

۴۔ حدیث: «لَعَنَ اللهُ النَّامِصاتِ وَالْمُتَنَمِّصاتِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللهِ» اپنے تمام طرق کے ساتھ ضعیف ہے۔

## ۵۔ مثلہ

**مبالغین کہتے ہیں:** "داڑھی مونڈنا مثلہ ہے اور مثلہ کی ممانعت شارع[1] سے منقول ہے"۔

---

(۱) مسند أحمد (٤/٣٠٧) ، البخاري (رقم: ٢٤٧٤)

میں کہتاہوں: حلق کو مثلہ پر قیاس کرنا جائز نہیں ہے اس لیے کہ مثلہ کسی کو سزادے کر عبرت کانشان بنانے کے معنی میں آتا ہے، جیسے کہ ابن فارس[1] نے کہا:

« مَثَلَ: الميم والثاء واللام، أصل صحيح، يدل على مناظرة الشيء للشيء، وهذا مثل هذا، أي: نظيرهم، وقولهم: مَثَّلَ بِهِ: إذا نَكَّلَ، هو من هذا أيضا، لأن المعنى فيه أنه إذا نكل به جعل ذلك مثالا لكل من صنع ذلك الصنيع أو أراد صنعه».

''اس کی اصل میم اور ثاء اور لام ہے جو کسی چیز کا کسی دوسری چیز سے برابری پر دلالت کرتا ہے کہ یہ اس کی مثل ہے یعنی اس کی نظیر ہے، اور ان کا قول کہ: اس کے ذریعے مثال دی، یہ عبرت کے لیے ہے، اور اس کا معنی ہے کہ اسے سزادی گئی ہے اور اسے ایک مثال بنادیا گیا ہے، ہر اس شخص کے لیے جو ایسا ہی کام کرے گا یا اس کے کرنے کا ارادہ رکھے گا''۔

اور «اللسان»[2] میں ہے:

«ومثل بالرجل يمثل مثلا ومَثُلة، ومَثّل، كلاهما: نكّل به، وهي الْمَثُلة والْمُثْلة».

''کسی شخص کو عبرت ناک سزادے کر مثال بنادینا، مثلہ اور مثّل، ان دونوں

(١) مقاييس اللغة (٥/٢٩٦)

(٢) لسان العرب (مادة: مَثَلَ)

کے معنی عبرت ناک سزا دینے کے ہیں، اور اسی سے مَثُلہ اور مُثْلہ ہے''۔

لہذا لغت اور قیاس کے جو اصول سابقہ تحاریر میں بیان کیے جا چکے ہیں ان کے مطابق داڑھی حلق کرنے کو مُثْلہ قرار دینا باطل ہے۔

مبالغین نے اپنے قیاس کی تقویت کے لیے دو روایات سے استدلال کیا ہے:

۱۔ حدیث: «مَنْ مَثَلَ بِالشَّعَرِ، فَلَيْسَ لَهُ خَلاقٌ عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

۲۔ عمر بن عبدالعزیز کا قول ہے: « إِنَّ حَلْقَ الْلِحْيَةِ مُثْلَةٌ، فَإِنَّ رَسُوْلَ اللهِ نَهي عَنِ الْمُثْلَةِ».

لیکن یہ مستدل روایات بھی اس قیاس کی طرح باطل ہیں جس کی تفصیل یہ ہے:

## حديث: تمثيل بالشعر

عن إبن عباس ﷺ، أن رسول الله ﷺ قال:

«مَنْ مَثَّلَ بِالشَّعَرِ، فَلَيْسَ لَهُ خَلاقٌ عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے بالوں کا مثلہ کیا تو اللہ کے پاس اس کا کوئی حصہ نہیں ہے''۔

إسناده ضعيف جدا.

یہ روایت طبرانی نے «الكبير» (۱۱/۴۱) میں: حدثنا أحمد بن زهير التستري، حدثنا حماد بن الحسن بن عنبسة الوراق، حدثنا حجاج بن نصير، حدثنا محمد بن مسلم، عن إبراهيم بن ميسرة، عن طاؤس، عن إبن عباس، کی سند سے بیان کی ہے۔

اس سند میں حجاج بن نصیر[1] ضعیف و منکر الحدیث ہے جس کی حدیث کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

## قول: عمر بن عبدالعزيز

عن عمر الجذامي وعثمان بن داود، قالا:

كتب عمر بن عبدالعزيز إلى عنبيدة بن عبدالرحمان السلمي بأذربيجان: إنه بلغني أنك تحلق الرأس واللحية، وإنه بلغني أن رسول الله ﷺ قال: «إن الله عزوجل جعل هذا الشعر نسكا وسيجعلها الظالمون نكالا»، فإياك والْمُثلة: جز الرأس واللحية، فإن رسول الله ﷺ نهي عن الْمُثلة.

عمر جذامی اور عثمان بن داود، دونوں نے کہا:

عمر بن عبدالعزیز نے عبیدہ بن عبدالرحمان سلمی کو جو آذر بیجان میں تھے پیغام بھیجا: مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم داڑھی اور سر کو حلق کرتے ہو، اور مجھے رسول اللہ ﷺ

(۱) تاريخ الدوري (۲/۱۰۳)، الجرح والتعديل (۳/۱۶۷)

سے یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک اللہ تعالی نے ان بالوں کو عبادت بنایا ہے اور عنقریب ظالمین انھیں عبرت کا نشان بنالیں گے“، پس تم مثلہ کرنے سے بچو، یعنی سر اور داڑھی کو کترنے سے، اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے مثلہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

إسناده موضوع.

یہ روایت ابن عساکر نے «تاریخ دمشق» (۳/۴۵) اور خولانی نے «تاریخ داریا» (۸۵-۸٦) میں: أخبرني أحمد بن عمير، نا يزيد بن محمد بن عبدالصمد، نا سليمان بن عبدالرحمان، نا يزيد بن يحيى أبو خالد القرشي، حدثني عمر بن خيران أو حمران الجذامي، وسليمان بن داود، کی سند سے بیان کی ہے۔

یہ حکایت درج ذیل علتوں کے باعث موضوع و من گھڑت ہے۔

۱۔ عبدالجبار خولانی مجہول الحال ہے اور ابن عساکر نے اسی کی سند سے یہ حکایت نقل کی ہے۔

۲۔ يزيد بن يحيى أبو خالد القرشي (۱) ضعیف ہے۔

۳۔ عمر بن خيران أو حمران الجذامي مجہول ہے۔

۴۔ سليمان بن داود الخولاني مجہول ہے۔

(۱) الجرح والتعديل (۹/۲۹۷)

## خلاصة التحرير

۱۔ داڑھی مونڈنے کو مثلہ قرار دینا لغت اور اصول کی رو سے باطل ہے۔
۲۔ بالوں کے مثلہ کی مذمت میں مروی حدیث حجاج بن نصیر کے باعث ضعیف و منکر ہے۔
۳۔ عمر بن عبدالعزیز سے مروی قول موضوع ہے۔

پس تعجب ہے ان لوگوں پر جو ایسی روایات کی بنیاد پر قائم اپنے دین سے راضی ہیں۔

## ۶۔ خلق اللہ میں تغیر

**مبالغین کہتے ہیں:** "داڑھی مونڈنا اللہ کی تخلیق میں تغیر و تبدیلی کرنا ہے اور خلق اللہ میں تغیر شیطان کی اطاعت ہے جیسے کہ قرآن میں ہے: ﴿وَلَآمُرَنَّهُم فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلقَ اللّٰهِ﴾ {النساء: ۱۱۹} "میں ضرور ان کو حکم کروں گا پھر وہ ضرور بالضرور اللہ کی تخلیق میں تغیر کریں گے"۔

پس اصل اس میں حرمت ہے الا یہ کہ شریعت میں کوئی اذن موجود ہو تو وہ استثناء کے حکم میں ہے۔ جیسے: مونچھیں کترنا، بغل اور زیر ناف کے بال لینا، ناخن کاٹنا

اور ختنہ کرنا وغیرہ۔ لہذا جس کام کے بارے میں کوئی حکم وارد نہیں ہوا وہ اپنی اصل یعنی حرمت پر قائم ہے"۔

**میں کہتا ہوں:** بے شک خلق اللہ میں تغیر شیطان ملعون کی اطاعت ہے اور اس کی اطاعت اللہ اور رسول کی معصیت ہے، لیکن داڑھی کے معاملے میں اس آیت سے استدلال کرنے سے قبل خلق اللہ میں تغیر سے کیا مراد ہے اس کا فہم ضروری ہے۔

**خلق اللہ میں تغیر کی وضاحت:**

اس میں کوئی شک نہیں کہ وحی کی احسن تفسیر اس کی مثل وحی ہوتی ہے، اور تفسیر کو اہل زبان کی طرف اس وقت پھیرا جاتا ہے جب کہ قرآن و حدیث میں اس کا بیان مفقود ہو لیکن یہاں قرآن نے خلق اللہ کے معنی کا تعین خود کیا ہے کہ اس سے مراد دین فطرت ہے جیسے کہ فرمایا:

﴿فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ﴾ {الروم: ٣٠}

"پس اپنے چہرے کو یکسوئی کے ساتھ دین کی طرف قائم کر لو، اللہ کی وہ فطرت ہے جس پر اس نے انسانوں کو پیدا کیا ہے، اللہ کی تخلیق میں کوئی تبدیلی و تغیر نہیں ہے، یہی سیدھا دین ہے"۔

البتہ اگر نص کسی عمل کو خلق اللہ میں تغیر قرار دے تو اس پر عمل کیا جائے گا اور اسے خاص سمجھا جائے گا، ورنہ اگر عمومی دعوی کیا جائے تو گردن، گدی، سینہ اور

پاؤں کے بال کاٹنا، یا عورتوں کی وہ زینت جن کی ممانعت پر کوئی نص موجود نہیں ہے جیسے میک اپ وغیرہ کرنا بھی ممنوع و حرام قرار پائے گا اور علماء سے ایسا کلام صادر ہونا بعید ہے۔

## خلاصة التحرير

۱۔ خلق اللہ میں تغیر سے مراد دین فطرت کو چھوڑ کر شیطان کی پیروی میں غیر اللہ کے دین کو اپنانا ہے۔
۲۔ اگر خلق اللہ میں تغیر سے عموم مراد لیا جائے تو انسان کا تحسین و تجمل کے لیے کیا گیا ہر عمل اس حکم میں شامل ہو جائے گا اور یہ عقل و نقل کے خلاف ہے۔
۳۔ داڑھی مونڈنے کی علت کفار کی مخالفت ہے، اس منصوص علت میں استنباطی علت کی تعلیل باطل ہے۔

## ۷۔ فطرت

مبالغین کہتے ہیں: "داڑھی معاف کرنا فطرت میں سے ہے، جیسے کہ حدیث عائشہ: «عشر من الفطرة» میں وارد ہوا ہے، اور اسی فطرت پر تمام انبیاء تھے، جیسے کہ:

۱۔ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی تھی۔

۲۔ ابراہیم ﷺ کی داڑھی تھی۔

۳۔ اللہ تعالی نے قرآن میں ہارون ﷺ کی داڑھی کا ذکر کیا ہے۔

۴۔ ہشام بن العاص اموی کو ہرقل نے جن انبیاء کی تصاویر دکھائیں ان میں نوح، ابراہیم، اور عیسٰی کی داڑھی کا ذکر موجود ہے۔

لہذا داڑھی معاف کرنا واجب اور اسے مونڈنا فطرت کے کام کو ترک کرنا اور انبیاء و مرسلین کی سنت سے منہ موڑنا ہے"۔

**میں کہتا ہوں:**

**اولا:** حدیث عائشہ: «عشر من الفطرة»[1] میں اگرچہ داڑھی کا فطرت کے کاموں میں سے ہونے کا ذکر ہے لیکن یہ حدیث سخت ضعیف اور منکر ہے، جس کا بیان سابقہ باب[2] میں گذر چکا ہے۔ پس جب وہ ثابت ہی نہیں ہے تو یہ قول کسی صحیح وثابت دلیل کا محتاج ہے۔

**ثانیا:** اگر اس ضعیف روایت کے مطابق داڑھی معاف کرنا فطرت میں سے مان لیا جائے تب بھی اس سے استحباب ہی ثابت ہو سکتا ہے اس لیے کہ اس روایت میں جوڑ دھونے، پانی سے استنجاء کرنے اور مسواک کرنے کو بھی فطرت قرار دیا گیا ہے اور ان کے

---

(۱) صحيح مسلم (رقم: ٢٦١)

(۲) الباب الأول: الفصل السادس (ص: ٨٢)

استحباب پر جمہور فقہاء کا اتفاق ہے۔
حدیث فطرت کے ضمن میں علامہ ابن دقیق العید [1] نے فرمایا:

« وأما الإستدلال بالإقتران: فهو ضعيف، إلا أنه فى هذا المكان قوي. لأن لفظة (الفطرة) لفظة واحدة استعملت فى هذا الأشياء الخمسة، فلو افترقت فى الحكم أعني أن تستعمل فى بعض هذه الأشياء لافادة الواجب، وفى بعضها لافادة الندب، لزم استعمال اللفظ الواحد فى معنيين مختلفين، وفي ذلك ما عرف فى علم الأصول(أي من عدم جوازه)».

''اور مربوط کلام سے استدلال ضعیف ہے، مگر یہ کہ کوئی دلیل موجود ہو، اس لیے کہ لفظ (فطرۃ) ایک ہی لفظ ہے جو ان پانچ چیزوں کے لیے استعمال ہوا ہے۔ اگر اس کے حکم میں فرق کیا جائے یعنی بعض اشیاء پر وجوب کے لیے استعمال کیا جائے اور بعض پر استحباب کے لیے تو اس سے ایک لفظ کے دو مختلف معنی میں استعمال ہونا لازم آئے گا اور اس (کا عدم جواز) علم الاصول میں معروف ہے''۔

لہٰذا ایک لفظ سے بغیر کسی خارجی قرینہ کے دو مختلف حکم اخذ کرنا اصول کے مطابق باطل ہے۔

**ثالثا:** جن نصوص میں بعض انبیاء کی داڑھی کا ذکر آیا ہے ان میں کہیں یہ دلیل موجود نہیں کہ انھیں شریعت نے اس پر مامور کیا تھا، اور جو ایسا گمان کرتا ہے تو بے شک

---

(١) إحكام الأحكام (١/٨٦-٨٧)

اس نے وہ بات کہی جس کا اسے علم نہ تھا۔

**رابعا:** انبیاء کی تصاویر کے بارے میں جو خبر وارد ہوئی ہے اسے بیہقی نے «دلائل النبوة» (١/٣٨٥-٣٩٠) میں: عبدالله بن إسحاق البغوي، قال: حدثنا إبراهيم بن الهيثم البلدي، قال: حدثنا عبد العزيز بن مسلم بن إدريس، قال: حدثنا عبدالله بن إدريس، عن شرحبيل بن مسلم، عن أبي أمامة الباهلي، عن هشام بن العاص الأموي، کی سند سے نقل کیا ہے۔

اس قصہ کی سند موضوع ہے کیوں کہ اس میں:

١۔ هشام بن العاص الأموي مجہول ہے۔

٢۔ عبد العزيز بن مسلم بن إدريس مجہول ہے۔

٣۔ عبدالله بن إسحاق البغوي[1] ضعیف ہے۔

اس کے علاوہ اس قصہ میں آدم ﷺ اور یوسف ﷺ کی داڑھی کی نفی ہے پھر بھی مبالغین کا اس قصہ سے استدلال کرنا عجائب میں سے ہے۔

## خلاصة التحرير

١۔ فطرت کے کاموں میں داڑھی معاف کرنا شامل نہیں ہے۔

(١) لسان الميزان (٣/٢٥٩)

۲۔ حدیث عائشہ منکر ہے اور اسکے علاوہ داڑھی کے فطرت میں ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔

۳۔ بعض انبیاء کا داڑھی معاف کرنا اس کے فطرت میں ہونے کی دلیل نہیں۔

## ۸۔ اتباع غیر سبیل المومنین و محدَث

**مبالغین کہتے ہیں:** "رسول اللہ ﷺ اور صحابہ وتابعین سے داڑھی مونڈنا معروف نہیں، اس لیے یہ عمل اتباع غیر سبیل المومنین اور محدث وبدعت ہے"۔

**میں کہتا ہوں:** بے شک رسول اللہ ﷺ اور صحابہ وتابعین سے داڑھی مونڈنا معروف نہیں ہے، اور نہ صحابہ وتابعین سے داڑھی کے وجوب یا اسے مونڈنے کی حرمت پر کوئی کلام ثابت ہے۔ لیکن علم میں یہ مخفی نہ رہے کہ ان کا اس عمل کو اپنانا اس کی فرضیت کی دلیل نہیں ہے، کیوں کہ داڑھی رکھنا ان کی عادات میں شامل تھا جو اسلام سے قبل بھی جاری تھی اور اسلام نے بھی اسے باقی رکھا، اور عادات میں بدعات پر عبادات کی بدعات کے احکامات جاری کرنا جائز نہیں۔ اس لیے کہ عادات میں شریعت نے جو حرام قرار دیا ہے وہ حرام ہے باقی مباح ہے اور یہ اصول علماء میں معروف ہے۔

یہاں یہ بات بھی علم میں رہے کہ داڑھی مونڈنے کا انکار اس کے بدعت یا اتباع غیر سبیل المومنین کے باعث نہیں کیا جاتا بلکہ اس کا انکار اس لیے کیا جاتا ہے کہ یہ

عمل ان کے مطابق شرعی دلائل کے خلاف ہے اور ان کے اس گمان کا تفصیلی رد سابقہ فصول میں بیان کیا جاچکا ہے۔

## خلاصة الفصل الأول

فقہ میں واجب ہے کہ وہ مستند و محکم دلائل پر مبنی ہو تاکہ فقیہ صحیح طریق پر رہے اور انحراف سے بچ سکے، نہ کہ اس کی بنیاد اوہام و گمان خام پر ہو کہ پیاسا اسے پانی گمان کرے اور جب اس کے پاس جائے تو کچھ نہ پائے۔ ﴿يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً، حَتَّى إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئاً﴾ {النور: ٣٩}

مومنین کی صفات میں سے ہے کہ جو نصوص اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے وارد ہوئے ہیں وہ اسی پر قائم رہتے ہیں اور اس میں کسی بھی قسم کی زیادتی و تکلف سے اجتناب کرتے ہیں۔

داڑھی کے مسئلے میں جو نص وارد ہوئی ہے وہ صریح ہے اور کسی بھی قسم کی غیر ثابت نقول اور ضعیف دلائل سے غنی ہے۔ جن لوگوں نے اس مسئلے میں تکلف سے کام لیا ہے ان کی غایت داڑھی کی شان کو بڑھانا ہے، لیکن شریعت نے جس کی جتنی تعظیم بیان کی ہے اس میں زیادتی ناجائز ہے، اور اس تعظیم کا بھی صحیح و صریح دلائل سے ثابت ہونا ضروری ہے۔

بہر حال اس فصل میں جو میں نے بحث کی ہے اس کا خلاصہ ہے کہ:

۱۔ داڑھی معاف کرنے کا ''امر'' استحباب کے لیے ہے۔

۲۔ جمہور کے نزدیک کفار کی مخالفت غیر واجب ہے اور حدیث: «مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ»، ضعیف اور غیر ثابت ہے۔

۳۔ داڑھی مونڈنے کو عورتوں کی مشابہت قرار دینا قیاس و لغت کے خلاف اور ایک حکم کو دو علتوں سے معلل کرنا ہے۔ مزید برآں حدیث: «لَعَنَ رَسُوْلَ اللهِ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ»، ضعیف ہے۔

۴۔ تنمیص اور حلق میں مغایرت ہے۔ مزید برآں منصوص کو منصوص پر قیاس کرنا باطل ہے۔

۵۔ مثلہ سے مراد سزا ہے جو لوگوں کی عبرت کے لیے دی جاتی ہے، نہ کہ داڑھی مونڈنا مثلہ ہے۔

۶۔ خلق اللہ سے مراد دین فطرت ہے اور شارع کے، علاوہ کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی فعل کو خلق اللہ میں تغیر قرار دے۔

۷۔ داڑھی کا فطرت کے کاموں میں ہونا ثابت نہیں ہے۔ مزید برآں تمام انبیاء کی داڑھی کا کوئی ثبوت نہیں۔

۸۔ داڑھی مونڈنا عادات یعنی معاملات سے متعلق ہے اور معاملات میں اصل اباحت ہے۔

# الفصل الثاني

## داڑھی مونڈنے کے مسئلے پر

## فقہاء کے مذاہب

مبالغین نے داڑھی مونڈنے کی حرمت پر اجماع کا دعوی کیا ہے، لیکن اس اجماع کا باطل ہونا اہل علم پر مخفی نہیں اس لیے کہ اصول میں یہ مقرر ہے کہ اجماع کا اطلاق اسی وقت صحیح ہو سکتا ہے جب کہ تمام مجتہدین کسی مسئلے پر اتفاق کر لیں اور کوئی ایک بھی اس کے مخالف نہ ہو۔ لیکن داڑھی کے مسئلے میں ایسا اتفاق واقع نہیں ہوا (جس کا بیان آگے آرہا ہے) تو اجماع کا دعوی کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے۔ ایسے ہی خود ساختہ اجماع کے بارے میں احمد بن حنبل[1] نے فرمایا ہے:

«من ادعي الإجماع فهو كذب، لعل الناس قد اختلفوا».

"جس نے اجماع کا دعوی کیا اس نے جھوٹ کہا، شاید کہ لوگوں کا اختلاف ہوا ہو"۔

یہاں یہ بھی علم میں رکھنا ضروری ہے کہ اللہ تعالی نے حق کی معرفت کا راستہ مذاہب کے اتفاق کو مقرر نہیں کیا بلکہ اس نے حق کی معرفت کا صرف ایک راستہ بتایا ہے اور وہ ہے "برہان"، جیسے کہ فرمایا:

﴿قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ﴾ {البقرة: ١١١}

"کہہ دو! اگر سچے ہو تو اپنی دلیلیں لے آو"۔

پس جو اس راستے کی موافقت کرتا ہے وہ حق ہے اور جو اس کی مخالفت کرتا ہے اس کا باطل ہونا یقینی ہے اگرچہ اس کے قائل چار تو کیا چار سو مذاہب ہی کیوں نہ ہوں،

(١) مسائل أحمد روايته عبدالله بن أحمد (رقم: ١٥٨٧)

اور ہم نے براہین قاطعہ سے ثابت کیا ہے کہ داڑھی کے وجوب پر پیش کردہ دلائل و قیاس ضعیف و باطل ہیں۔

بہر حال ہم یہاں داڑھی کے مسئلے پر مشہور مسالک کے معتبر فقہاء کے اقوال نقل کرتے ہیں تاکہ قاری پر کسی قسم کا ابہام باقی نہ رہے۔

## فقهاء الحنفية

فقہ حنفی کے امام ابو حنیفہ سے داڑھی مونڈنے کے مسئلے پر کوئی کلام منقول نہیں، اسی طرح متقدمین احناف سے بھی اس پر کوئی کلام معروف نہیں ہے۔البتہ متاخرین میں سے ابو بکر الکاسانی (المتوفی سنہ:۵۸۷ھ) نے « بدائع الصنائع » (۱٤۱/۲) میں اسے مثلہ کے باب میں بیان کیا ہے، اور علاء الدین الحصکفی (متوفی سنہ: ۱۰۸۸ھ) نے «الدر المختار» (٤۰۷/٦) میں اسے حرام کہا ہے۔

ان کے برعکس بعض حنفی فقہاء نے تصریح کی ہے کہ داڑھی معاف کرنا سنت اور مندوب ہے، جیسے کہ السرخسی(۱) (متوفی سنہ: ۴۹۰ھ) نے کہا:

«السنة قص الشارب وإعفاء اللحى».

”مونچھیں کترنا اور داڑھی معاف کرنا سنت ہے“۔

(۱) المبسوط (٤/٧٤)

اسی طرح العینی[1] (متوفی سنہ: ۸۵۵ھ) نے کہا:

«إعفاء اللحية: إرسالها وتوفيرها؛ لأن بعض الأعاجم كان من زيهم قص اللحي، وتوفير الشوارب، فندب أمته إلي مخالفتهم».

''داڑھی کا اعفاء: داڑھی کو ترک کرنا اور اسے وافر کرنا ہے، اس لیے کہ داڑھیوں کا کاٹنا اور مونچھوں کو وافر کرنا بعض عجمیوں کی ہیئت میں سے تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو ان کی مخالفت پر مندوب کیا''۔

اور اصول فقہ میں معروف ہے کہ سنت اور مندوب وہ افعال ہیں جن کا شریعت اس طرح تقاضا کرے کہ وہ لازمی یا حتمی نہ ہو، یعنی اس کام کو کرنے والا اجر و ثواب کا مستحق قرار پائے لیکن اسے ترک کرنا قابل مذمت اور گناہ نہ ہو۔

## فقهاء المالكية

امام مالک بن انس اور متقدمین مالکی فقہاء سے داڑھی مونڈنے کی حرمت پر کوئی کلام موجود نہیں ہے۔ بعض نے ابن عبد البر سے منسوب کیا ہے کہ: ''داڑھی مونڈنا حرام ہے، اور یہ کام مردوں میں سے صرف مخنث (ہیجڑے) ہی کرتے ہیں''۔

اس قول کو بیان کر کے «التمهيد» کا حوالہ دیا جاتا ہے جب کہ تمہید تو کیا ابن عبد البر کی کسی کتاب میں ایسا کوئی کلام موجود نہیں ہے۔

---

(۱) شرح سنن أبي داود للعيني (۱/۱٦۳)

متاخرین مالکی فقہاء میں سے النفراوی[1] (متوفی سنہ: ۱۱۲۶ھ) اور الدسوقی[2] (متوفی سنہ: ۱۲۳۰ھ) وغیرہ نے داڑھی مونڈنے کو حرام کہا ہے۔ ان متاخرین علماء کے اقوال کو پیش کر کے یہ باور کرایا جاتا ہے کہ مالکی فقہاء کا داڑھی مونڈنے کی حرمت پر اتفاق ہے، جب کہ انصاف تو یہ ہے کہ اگر اختلاف موجود ہے تو اسے بیان کیا جائے اور حقیقت میں فقہاء مالکیہ اس مسئلے پر مختلف ہیں۔

مالکی فقہاء میں علمی مقام رکھنے والے قاضی عیاض[3] (متوفی سنہ: ۵۴۴ھ) نے فرمایا:

«وكُره قصها وحلقها».

''داڑھی کترنا اور مونڈنا مکروہ ہے''۔

یہاں علم میں یہ مخفی نہ رہے کہ احناف کے علاوہ تمام مسالک کے فقہاء کے نزدیک مکروہ سے مراد مکروہ تنزیہی ہے جس کا فاعل فاسق یا قابل مذمت نہیں ہے۔

اسی طرح محمد الزرقانی (متوفی سنہ: ۱۱۲۲ھ) نے « شرح الموطأ » (٣٣٤/٤) میں ابن عمرؓ کی حدیث: «أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَنَا بِإِحْفَاءِ الشَّوَارِبِ وَإِعْفَاءِ اللِّحَى» کی تشریح میں فرمایا:

---

(١) الفواكه الدواني على رسالة ابن أبي زيد القيرواني (٣٠٦/٢)

(٢) حاشيته على شرح الكبير (٩٠/١)

(٣) إكمال المعلم (٦٣/٢)

«أمر: ندبا، وقيل: وجوبا».

''اور امر سے مراد ندب (استحباب) ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ: واجب ہے''۔

لہذا اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ مالکیہ کے نزدیک داڑھی مونڈنے کے بارے میں دو حکم ہیں: کراہت اور حرمت، یا اسے معاف کرنے کے بارے میں دو حکم ہیں: ندب، اور وجوب۔

اور ان کا اختلاف صیغہ امر سے استدلال کی طرف لوٹتا ہے، پس ان میں سے جس نے صیغہ کی اصل سے استدلال کیا وہ داڑھی کے وجوب اور حلق کی حرمت کا قائل ہوا، اور جس نے علل اور قرائن کا جائزہ لیا وہ داڑھی کے ندب و استحباب اور حلق کی کراہت کا قائل ہوا۔

## فقهاء الشافعية

شافعی فقہاء میں سب سے پہلے ابو عبد اللہ حسین بن حسن الحلیمی (متوفی سنہ: ۴۰۳ھ) نے داڑھی مونڈنے کو حرام قرار دیا، کہا:

«لايحل لأحد أن يحلق لحيته، فإنه هجنة وشهرة وتشبه بالنساء، فهو كجب الذكر»[1].

---

(١) المنهاج في شعب الإيمان (٣/٧٩)

"کسی شخص کے لیے داڑھی مونڈنا حلال نہیں، بے شک اس میں عیب و رسوائی اور عورتوں سے مشابہت ہے، یہ ایسے ہی ہے جیسے کسی کی شرم گاہ کٹ جانا"۔

الحلیمی کے اس قول پر شافعی فقہاء متفق نہیں ہیں اسی لیے ابن الملقن[1] (متوفی سنہ: ۸۰۴ھ) نے ان کے کلام کو نقل کر کے فرمایا:

« وما ذكره في حق اللحية حسن، وإن كان المعروف في المذهب الكراهة ».

"اور داڑھی کے حق میں جو کچھ انہوں نے بیان کیا ہے وہ حسن ہے، اگرچہ شافعی مذہب میں اس کا مکروہ ہونا معروف ہے"۔

اور حقیقت یہی ہے کہ جمہور شافعی فقہاء داڑھی مونڈنے کی کراہت کے ہی قائل ہیں جیسے کہ:

ابو سلیمان الخطابی[2] (متوفی سنہ: ۳۸۸ھ) نے کہا:

« وأما إعفاء اللحية، فهو إرسالها وتوفيرها، كره لنا أن نقصها كفعل بعض الأعاجم، وكان زي آل كسرى قص وتوفير الشوارب، فندب النبي ﷺ أمته إلى مخالفتهم في الزي والهيئة ».

"اور جہاں تک داڑھی کو معاف کرنے کی بات ہے تو ہمارے نزدیک مکروہ

---

(۱) الإعلام بفوائد عمدة الأحكام (۱/۷۱۱-۷۱۲)

(۲) معالم السنن (۱/٤٢)

ہے کہ ہم اسے بعض عجمیوں کی طرح کتریں، یہ آل کسری کی ہیئت تھی کہ وہ داڑھی کترتے اور مونچھیں بڑھاتے تھے، پس رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو ان کی مخالفت کرنے کی طرف رہنمائی کی ہے"۔

ابو حامد الغزالی[1] (متوفی سنہ: ۵۰۵ھ) نے کہا:

«نتفها أو نتف بعضها، ذلك مكروه».

"داڑھی مکمل اکھیڑنا یا اس کے بعض بال اکھاڑنا مکروہ ہے"۔

اور نتف یعنی بال اکھیڑنا مونڈنے سے شدید ہے۔

اسی طرح نووی[2] (متوفی سنہ: ۶۷۶ھ) نے بھی داڑھی حلق کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔

شمس الدین الرملی[3] (متوفی سنہ: ۱۰۰۴ھ) نے کہا:

« حلق لحيته الرجل ونتفها مكروه لا حرام، وقول الحليمي في منهاجه: لايحل لأحد أن يحلق لحيته ولا حاجبيه، ضعيف».

"کسی شخص کا داڑھی مونڈنا یا اسے اکھاڑنا حرام نہیں بلکہ مکروہ ہے، اور الحلیمی کا قول کہ: کسی کے لیے بھی حلال نہیں کہ وہ اپنی داڑھی اور ابروں کو مونڈے، یہ قول

---

(۱) إحياء علوم الدين (١٤٢/١)

(۲) شرح مسلم (١٤٩/٣)

(۳) فتاوى الرملي (٦٩/٤)

ضعیف ہے"۔

یہاں ابن الرفعہ (متوفی سنہ: ۷۱۰ھ) کی غلط فہمی کا بیان بھی ضروری ہے جو انہیں امام شافعی کا کلام سمجھنے میں ہوئی ہے جس کے باعث انہوں نے کہا:

«أن الشافعي نص في "الأم" علي التحريم».

"شافعی نے داڑھی مونڈنے کی حرمت پر [الام] میں نص بیان کی" (۱)۔

جب کہ امام شافعی کا قول «الأم، باب: جرح العمد» (۲۰۳/۷) میں یہ ہے:

«ولو حلق حلاّق فنبت شعره كما كان أو أجود، لم يكن عليه شيء والحلاّق ليس بجناية، لأن فيه نسكا في الرأس وليس فيه كثير ألم، وهو وإن كان في اللحية لايجوز».

"اگر بال مونڈنے والے نے کسی کے بال مونڈے پھر وہ پہلے کی طرح اگ آئے یا اس سے اچھے اگ گئے تو اس پر کچھ نہیں ہے، اور نہ یہ حلق کرنا گناہ ہے اس لیے کہ سر کے بالوں میں عبادت کے باعث بھی حلق ہوتا ہے اور اس میں کوئی تکلیف بھی نہیں ہوتی، اور اگر یہ حلق داڑھی میں ہو تو جائز نہیں ہے"۔

یہاں امام شافعی نے اس شخص کے بارے میں کلام کیا ہے جو بطور سزا کسی کے بال مونڈتا ہے، کہ اگر وہ سر کے بال مونڈتا ہے تو وہ مجرم نہیں، لیکن اگر وہ داڑھی کے بال مونڈ دے تو اس کا یہ عمل ناجائز اور مجرمانہ ہے۔

---

(۱) الإبداع فی مضار الإبتداع (ص: ۳۸٤)

لہذا امام شافعی کا یہ کلام داڑھی مونڈنے والے کے بارے میں نہیں بلکہ کسی شخص کی داڑھی کا مثلہ کرنے والے کے بارے میں ہے، اسی لیے محققین شافعی فقہاء نے ابن الرفعہ کے قول پر عدم اعتماد کرتے ہوئے داڑھی مونڈنے کی کراہت پر فتاوی دیے ہیں۔

## فقهاء الحنابلة

امام المبجل احمد بن حنبل داڑھی مونڈنے کی کراہت کے قائل تھے، جیسے کہ مہنا[1] نے فرمایا:

«سألت أبا عبدالله عن الحف؟ فقال: ليس به بأس للنساء، وأكرهه الرجال».

"میں نے ابو عبداللہ سے چہرے کے بال کاٹنے کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: عورتوں کے لیے اس میں کوئی حرج نہیں، البتہ مردوں کے لیے میں اسے مکروہ سمجھتا ہوں"۔

اسی طرح ابن مفلح[2] (متوفی سنہ: ۷۶۳ھ) نے کہا:

«وذكر ابن حزم الإجماع أن قص الشارب وإعفاء اللحية فرض، وأطلق

---

(١) مسائل أحمد رواية مهنّا (رقم: ١٣)، الوقوف والترجل (رقم ٦٥)

(٢) الفروع (١/١٣٠)

أصحابنا وغيرهم الإستحباب».

"ابن حزم نے مونچھیں کاٹنے اور داڑھی معاف کرنے کے فرض ہونے پر اجماع ذکر کیا ہے، اور ہمارے اصحاب اور دوسرے فقہاء نے اسے مستحب کہا ہے"۔

اس کے بعد ابن مفلح نے زید بن ارقم کی حدیث: "جس نے اپنی مونچھوں کے بال نہ کاٹے وہ ہم میں سے نہیں"، ذکر کی اور کہا:

«هذه الصيغة تقتضي عن أصحابنا التحريم».

"یہ صیغہ ہمارے اصحاب کے نزدیک حرمت پر دلالت کرتا ہے"۔

بعض مصنفین نے ابن مفلح کے اس کلام کو ان کے سابقہ کلام کے بعد درج کر کے یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ وہ حلق اللحیہ کی حرمت کے قائل تھے لیکن یہ ان کی علمی خیانت ہے جس کے وہ مرتکب ہوئے ہیں۔

مزید برآں ابن مفلح[1] نے ایک جگہ فرمایا:

«ويسن أن يعفي لحيته».

"اور داڑھی معاف کرنا مسنون و مستحب ہے"۔

حنبلی فقہاء میں سب سے پہلے ابن تیمیہ (متوفی سنہ: ۷۲۸ھ) نے داڑھی مونڈنے کو حرام کہا ہے، اور ان کے بعد ان کے شاگرد بھی اسی راستے پر چلے لیکن ان سے قبل حنابلہ داڑھی کے استحباب وعدم وجوب کے قائل تھے۔

---

(۱) الآداب الشرعية (۳/۵۰۷)

# ابن حزم

ابن حزم[1] (متوفی سنہ: ۴۵۶ھ) نے کہا:

«واتفقوا أن حلق جميع اللحية مثلة لاتجوز».

"اور علماء کا اتفاق ہے کہ داڑھی کو مکمل مونڈ دینا مثلہ ہے جو جائز نہیں ہے"۔

ابن حزم کا کلام درج ذیل وجوہات کے باعث ضعیف ہے:

**اولا:** ابن تیمیہ[2] نے ابن حزم کی مذکورہ کتاب «مراتب الإجماع» کے بارے میں فرمایا:

«فقد اشترط في الإجماع، ما يشترطه كثير من أهل الكلام والفقه، كما تقدم، وهو العلم بنفي الخلاف، وأن يكون العلم بالإجماع تواترا. ومعلوم أن كثيرا من الإجماعات التي حكاها، ليست قريبة من هذا الوصف، فضلا عن أن تكون منه، فكيف وفيها ما فيه خلاف معروف، وفيها ما هو نفسه ينكر الإجماع فيه».

"بے شک جس طرح اکثر اہل کلام اور فقیہ شرائط عائد کرتے ہیں اسی طرح

---

(۱) مراتب الإجماع (رقم: ۱۸۲)

(۲) نقد مراتب الإجماع (ص: ۱۲-۱۳)

ابن حزم نے بھی اجماع میں یہ شرط عائد کی ہے کہ یہ وہ علم ہو جس میں کوئی اختلاف موجود نہ ہو، اور اس اجماع سے متواتر علم حاصل ہو، لیکن یہ معلوم ہے کہ انہوں نے اس کتاب میں جو اجماع نقل کیے ہیں ان میں سے اکثر اس شرط پر پورا اترنا تو دور اس کے قریب بھی نہیں ہیں۔ پس یہ کتاب اجماع کی شرط پر کیسے پوری اتر سکتی ہے جب کہ اس میں وہ علم موجود ہے جس میں اختلاف معروف ہے، بلکہ اس میں وہ علم بھی موجود ہے جو خود میں اجماع کا انکار ہے“۔

اس کے بعد ابن تیمیہ نے کئی مثالیں بیان کیں، جیسے کہ فرمایا:

« قال: واتفقوا أن صلاة صلاة العيدين، وكسوف الشمس، وقيام ليالي رمضان، ليست فرضا. قلت: العيدان فرض علي الكفاية في ظاهر مذهبِ أحمد، وحكي عن أبي حنيفة أنهما واجبان علي الأعيان ».

”ابن حزم نے کہا: علماء و فقہاء کا اتفاق ہے کہ عیدین، سورج گرہن، اور رمضان کی راتوں کی نماز فرض نہیں۔ میں (ابن تیمیہ) کہتا ہوں کہ احمد بن حنبل کے مذہب میں عید کی نماز فرض کفایہ ہے، اور ابو حنیفہ سے اس کے فرض عین ہونا نقل کیا گیا ہے (تو اجماع کہاں ہوا)“۔

ابن تیمیہ کے اس بیان سے اس شخص کا بطلان ثابت ہو جاتا ہے جو ابن حزم کے بیان کردہ اجماع پر اجماع کا دعوی کرتا ہے، اسی لیے ابن عثیمین [1] (متوفی سنہ: ۱۴۲۱ھ)

---

(۱) شرح العقيدة السفارينية (ص: ٦٠٣)

نے فرمایا:

« حلق لحيته، وليست معصية بالإجماع، لاحظوا هذه، لأن من العلماء من يقول: إن حلق اللحية مكروه وليس بحرام».

"اس بات کو مد نظر رکھو کہ داڑھی مونڈنے کے گناہ و حرام ہونے پر اجماع نہیں ہے، اس لیے کہ علماء میں سے وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ: داڑھی مونڈنا حرام نہیں ہے بلکہ فقط مکروہ ہے"۔

**ثانیا:** کلمہ « لاتجوز » میں مکروہ اور حرام دونوں کا احتمال ہے اور یہاں کسی ایک پر نص موجود نہیں ہے، پھر اس سے حرام ہونے پر دلیل کیوں کر لی جاسکتی ہے؟ فتامل۔

**ثالثا:** ابن حزم نے داڑھی مونڈنے کے ناجائز ہونے کی علت مثلہ بیان کی ہے، اور مثلہ لوگوں کے درمیان زمان و مکان کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے۔ مثلا: امام مالک(1) مونچھیں مونڈنے کو مثلہ قرار دیتے تھے لیکن آج کے زمانے میں اسے مثلہ قرار نہیں دیا جاتا، لہذا اس سے داڑھی حلق کرنے کی حرمت پر اجماع کا دعوی کرنا صحیح نہیں ہے۔

---

(١) الإستذكار (٦١/٢٧)، موطأ امام مالك (٩٢٢/٢)

## خلاصة الفصل الثاني

یہ داڑھی مونڈنے کے مسئلے پر مشہور مذاہب کے فقہاء کی آراء تھیں جن کا حاصل ہے کہ:

۱۔ متقدمین فقہاء سے داڑھی حلق کرنے کی حرمت پر کوئی قول ثابت نہیں ہے۔

۲۔ متاخرین فقہاء اس مسئلے پر مختلف ہیں، اور اکثر اس کی کراہت کے قائل ہیں۔

۳۔ جس نے داڑھی مونڈنے کے حرام ہونے پر اجماع کا دعوی کیا، اس نے یقیناوہ بات کہی جس کا اسے علم نہیں تھا۔

پس جب فقہاء کسی مسئلے میں مختلف ہوں تو ضروری ہے کہ وحی کے نصوص و دلائل کی بنیاد پر حکم لگایا جائے، اور ہم دلائل سے ثابت کر چکے ہیں کہ داڑھی مونڈنا قطعا حرام نہیں ہے۔

# الفصل الثالث

## داڑھی کی تہذیب
## وآرائش

رسول اللہ ﷺ سے داڑھی کے بال کاٹنا یا تراشنا ثابت نہیں ہے۔ بعض احادیث اس بارے میں وارد ہوئی ہیں جو موضوع و منکر ہیں جن کا بیان الباب الاول میں گذر چکا ہے۔

داڑھی معاف کرنے کی بابت جو احادیث صحیح ہیں ان میں کسی حد و قید کی صراحت نہیں ہے جس کے باعث بعض علماء داڑھی مطلقا ترک کرنے کے قائل ہیں اگرچہ وہ گھٹنوں تک یا پاؤں تک ہی کیوں نہ جا پہنچے۔ لیکن یہ قول حدیث رسول سے کم فہمی، صحابہ کے فہم سے رو گردانی و فطرت انسانی کے خلاف ہے، اور ابن الجوزی (۱) نے جو اسے حماقت قرار دیا ہے اس میں کوئی مبالغہ معلوم نہیں ہوتا۔

بہر حال یہاں ہم اس مسئلے پر مفصل و مدلل بحث کرتے ہیں۔

## تفہیم حدیث

اس باب میں سب سے صحیح حدیث عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أعْفُوْا أوْ وَفِّرُوا اللِّحَي، وَأحْفُوْا الشَّوَارِبَ».

”داڑھی کو معاف یا وافر کرو اور مونچھوں کو صاف کرو“۔

---

(۱) أخبار الحمقي (ص: ۳۱)

اس حدیث میں داڑھی کی بابت دو کلمات آئے ہیں:

۱۔ أَعْفُوْا

۲۔ وَفِّرُوا

کلمہ "أعفُوْا" لفظ ''عفا'' سے ماخوذ ہے۔ عربی زبان میں یہ لفظ مختلف معانی کا حامل ہے جن میں یہ ''ترک'' اور ''تکثیر'' کے معنی میں بھی مستعمل ہے اور قرآن میں یہ انہی دو معانی کے لیے آیا ہے، جیسے کہ فرمایا:

﴿وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا﴾ {النور: ۲۲}

''اور انہیں چاہیے کہ وہ معاف کریں (یعنی ان کی غلطیاں ترک کر دیں) اور درگزر کریں''۔

اور فرمایا: ﴿حَتَّىٰ عَفَوْا﴾ {الأعراف: ۹۵}

''یہاں تک کہ انہوں نے کثرت کی''۔

لیکن "إعْفَاءٌ" کا مفعول جب شعر یعنی بالوں کے لیے آتا ہے تو صرف ''تکثیر'' کا معنی دیتا ہے، جیسے کہ ابن عبد البر [۱] نے کہا:

«وأما قوله: وأعفوا اللحي، فقال أبو عبيد: يعني وفروا اللحي لتكثر، يقال فيه: عفا الشعر إذا كثر».

''اور قول کہ: داڑھی معاف کرو، ابو عبید نے کہا: یعنی داڑھی کو وافر کرو تاکہ

---

(۱) الاستذكار (۸/۴۲۹)

وہ کثیر ہو جائے،اور بالوں کو معاف کرنا تب کہا جاتا ہے جب کہ وہ کثیر ہو جائیں"۔

متقدمین علماء میں سے ہم کسی کو نہیں جانتے جس نے «أعفوا اللحي» سے مطلقا ترک مراد لیا ہو،البتہ بعض متاخرین نے اس میں اختلاف کیا ہے لیکن ان کا قول حجت نہیں اسی لیے ابن حجر (۱) نے کہا:

«وذهب الأكثر إلى أنه بمعني وفروا أو كثروا. وهو الصواب».

"اور اکثر اسی طرف گئے ہیں کہ اعفاء کے معنی وافر اور کثیر کے ہیں،اور یہی معنی صحیح ہیں"۔

مزید برآں اگر "إِعْفَاءٌ" ترک کرنے کے معنی میں لیا جائے تب بھی جس نے داڑھی رکھی اگرچہ وہ اس کے بال کاٹتا ہے تو یقینا اس نے اعفاء کیا،اس لیے کہ حدیث میں "إِعْفَاءٌ" لفظ "إِحْفَاءٌ" کے مقابل آیا ہے،اور احفاء کا معنی (۲) مونچھیں مونڈنا یا اسے جڑ تک کترنا ہے،اس مناسبت سے اعفاء کا معنی داڑھی مونڈنا ترک کرنا اور بال بڑھانا ہے۔

کلمہ "وَفِّرُوا" لفظ "التوفیر" سے ہے جس کے معنی کثرت و تمام کے ہیں۔یہ "أَعْفُوْا" کی تفسیر ہے اور اس کے معنی متعین کرتا ہے یعنی بالوں کو کثیر و زیادہ ہونا،نہ کہ انہیں مطلقا ترک کر دینا کہ آدمی کا حلیہ ہی بگڑ جائے۔

یہاں علم میں یہ مخفی نہ رہے کہ کثیر سے مراد طویل ہونا نہیں ہے، اس لیے

---

(۱) فتح الباري (۳۵۱/۱۰)

(۲) لسان العرب (۹۳۵/۱۲)

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی کے بابت حدیث میں «كَثُّ اللِّحْيَةِ» کے الفاظ آئے ہیں یعنی ایسی داڑھی جس کے بال کثیر ہوں لیکن طویل نہ ہوں۔

لہذا بالوں کی کثرت سے طوالت لازم نہیں آتی۔

## صحابہ کا مذہب

متبع سنت، فقیہ الامت، اور فقہاء صحابہ میں سے جلیل القدر صحابی عبد اللہ بن عمرؓ کے بارے میں نافع فرماتے ہیں:

«وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَجَّ أَوْ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلَى لِحْيَتِهِ فَمَا فَضَلَ أَخَذَه»(۱)

"ابن عمر جب حج یا عمرہ کرتے تو اپنی داڑھی کو مٹھی میں لیتے اور جو بال (مٹھی سے) زائد ہوتے انہیں کاٹ لیتے"۔

عبد اللہ بن عمرؓ وہ صحابی ہیں جنہوں نے داڑھی معاف کرنے کی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے لہذا ان کا فہم اس بابت حجت ہے، اور اصول میں معروف ہے کہ راوی حدیث صحابی اپنی حدیث کو لوگوں سے زیادہ جانتا ہے، جیسے کہ ابن عبد البر(۲) (متوفی سنہ: ۴۶۳ھ) نے کہا:

---

(۱) الجامع الصحيح للبخاري (رقم: ۵۸۹۲)

(۲) الإستذكار (۶۶/۲۷)

«قد صح عن ابن عمر في الأخذ من اللحية، وهو الذي روي عن النبي ﷺ أنه أمر بإحفاء الشوارب، وإعفاء اللحي، وهو أعلم بما روي».

"ابن عمرؓ سے داڑھی کے بال کاٹنا ثابت ہے، اور یہ وہ ہیں جنہوں نے رسول ﷺ سے روایت کیا کہ آپ نے مونچھیں کاٹنے اور داڑھی معاف کرنے کا حکم دیا ہے، اور وہ (ابن عمر) اپنی روایت (کے مفہوم) کو زیادہ جانتے تھے"۔

مزید برآں داڑھی کاٹنا ایک ایسا عمل ہے جو ہر انسان پر ظاہر ہو جاتا ہے اور صحابہ وتابعین میں سے کسی ایک سے ثابت نہیں کہ انہوں نے ابن عمر کے اس فعل پر انکار کیا ہو یا سوال تک ہی کیا ہو۔ پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس عمل کا جواز ان کے درمیان معروف تھا۔

اس کے علاوہ ابن عباسؓ[1] نے ﴿ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ﴾ {الحج: ٢٩} کی تفسیر میں تفث سے مراد حج کے موقع پر داڑھی کاٹنا بھی بیان کیا ہے۔

اس پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ صحابہ کا یہ عمل حج یا عمرہ کے ساتھ مقید ہے۔

لیکن یہ قول دو وجوہات کے باعث درست نہیں:

**اول:** مناسک میں داڑھی کاٹنے کا ثبوت غیر مناسک میں اس کے جواز کی دلیل ہے۔

ابن عبدالبر[2] نے کہا:

---

(١) المصنف لابن أبي شيبة (٨٥/٤)

(٢) الإستذكار (١١٦/١٣)

«في أخذ ابن عمر من آخر لحيته في الحج دليل على جواز الأخذ من اللحية في غير الحج، لأنه لو كان غير جائز ما جاز في الحج».

"ابن عمر کا حج کے موقع پر اپنی داڑھی کاٹنا غیر حج کے موقع پر اس کے جواز کی دلیل ہے، اس لیے کہ اگر یہ ناجائز ہوتا تو حج میں بھی جائز نہ ہوتا"۔

**دوم:** عبد اللہ بن عمرؓ سے مناسک حج کے علاوہ بھی داڑھی کاٹنا ثابت ہے جسے امام مالک(1) نے نافع سے نقل کیا ہے کہ:

«أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَفْطَرَ مِنْ رَمَضَانَ، وَهُوَ يُرِيْدُ الْحَجَّ، لَمْ يَأْخُذْ مِنْ رَأْسِهِ وَلا مِنْ لِحْيَتِهِ شَيْئاً، حَتَّى يَحُجَّ».

"عبد اللہ بن عمرؓ جب رمضان سے فارغ ہو جاتے، اور ان کا ارادہ حج کا ہوتا تو وہ اپنے سر اور داڑھی میں سے کچھ نہ کاٹتے، حتی کہ حج کر لیتے"۔

یہ اثر اس بات کی دلیل ہے کہ عبد اللہ بن عمر حج کے علاوہ بھی داڑھی کے بال کاٹا کرتے تھے، البتہ رمضان کے بعد جب اُن کا ارادہ حج کرنے کا ہوتا تو وہ حج تک کے لیے رک جایا کرتے تھے۔

یہاں عبد اللہ بن عمرؓ کے داڑھی کاٹنے پر درج ذیل احتمالات واقع ہوتے ہیں:

**اولا:** "رسول اللہ ﷺ کی داڑھی طویل اور ایک مٹھی سے زیادہ تھی، اور ابن عمرؓ نے آپ کا اس میں خلاف کیا"۔

---

(1) الموطأ (رقم: ١٣٩٦)

یہ احتمال باطل ہے اس لیے کہ صحیح حدیث سے رسول اللہ ﷺ کی داڑھی کا کثیث یعنی چھوٹی اور گھنی ہونا ثابت ہے۔اس کے علاوہ ابن عمر جو اتباع رسول میں مبالغہ کرنے والے اور داڑھی معاف کرنے کی حدیث کو خود روایت کرنے والے ہیں، ان کی بابت سنت رسول کی مخالفت کا تصور محال ہے۔اگر بالفرض ایسا ہوتا تو جمہور صحابہ ان پر ضرور رد کرتے۔فتدبر

**ثانیا:** ''رسول اللہ ﷺ کی داڑھی ایک مٹھی کی حدود میں تھی اور ابن عمر کو محبوب تھا کہ ان کی داڑھی کی ہیئت رسول اللہ کی داڑھی کے مشابہ ہو اس لیے وہ اپنی داڑھی کاٹتے تھے''۔

عبد اللہ بن عمرؓ کا اتباع رسول میں جو عالم تھا وہ اس احتمال کے ضعف کا متقاضی ہے۔

**ثالثا:** ''رسول اللہ ﷺ اپنی داڑھی کے ایک مشت سے زائد بال کاٹا کرتے تھے اور ابن عمر ان کی اتباع کرتے تھے، جیسے کہ وہ مونچھیں کاٹنے میں رسول اللہ ﷺ کے متبع تھے، جسے ابن سعد (۱) نے عبید بن جریج سے نقل کیا کہ انہوں نے ابن عمرؓ سے کہا:

«رأيتك تحفي شاربك؛ قال: رأيت النبي ﷺ، يحفي شاربه».

''میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ اپنی مونچھیں کا احفاء کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ وہ بھی اپنی مونچھیں کا احفاء کرتے تھے''۔

(۱) طبقات ابن سعد (۳۸٦/۱)

یہ احتمال زیادہ قوی اور صحیح ہے اور اس کی تائید صحابہ کی ایک جماعت سے بھی ہوتی ہے جو اپنی داڑھیاں کاٹا کرتے تھے[1]۔ اگر رسول اللہ ﷺ نے اپنی داڑھی کے بال نہ کاٹے ہوتے تو صحابہ کبھی آپ کی مخالفت کرنے کی جسارت نہ کرتے۔

## تابعین کا مذہب

تابعین میں سے طاوس بن کیسان، ابراہیم نخعی اور قاسم بن محمد سے داڑھی کاٹنے کا جواز ثابت ہے، جس کا بیان سابقہ باب میں گذر چکا ہے۔

## فقہاء کے مذاہب

**ا۔ امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کا مذہب:۔**

محمد بن حسن شیبانی[2] نے کہا:

«أخبرنا أبو حنيفة، عن الهيثم، عن ابن عمر: أنه كان يقبض على لحيته، ثم يقص ما تحت القبضة. قال مُحَمَّد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة».

""ہمیں ابو حنیفہ نے ہیثم سے خبر دی، اس نے ابن عمر سے نقل کیا کہ: وہ اپنی

---

(١) دیکھیے یہی کتاب: (الباب الأول، الفصل الثامن)

(٢) كتاب الآثار (رقم: ٨٩٧)

داڑھی مٹھی میں لیتے، پھر جو بال مٹھی سے زائد ہوتے انہیں کاٹ دیا کرتے تھے۔ محمد نے کہا: ہم اس عمل کو لیتے ہیں، اور ابو حنیفہ کا بھی یہی قول ہے"۔

**۲۔ امام مالک بن انس اور ان کے اصحاب کا مذہب:۔**

ابن قاسم[۱] نے کہا:

«سمعت مالكا، يقول: لابأس أن يؤخذ ما تطايل من اللحية وشذ، قال: فقيل لمالك: فإذا طالت جدا فإن من اللحى ما تطول، قال: أرى أن يؤخذ منها وتقصر».

"میں نے مالک کو کہتے سنا: داڑھی کے جو بال طویل اور بکھرے ہوئے ہوں انہیں کاٹنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس نے کہا: مالک سے کہا گیا: داڑھی میں سے جو بال بہت طویل ہو جائیں، مالک نے کہا: میں سمجھتا ہوں کہ انہیں کاٹ کر چھوٹا کر لیا جائے"۔

قاضی عیاض[۲] نے کہا:

«وأما الأخذ من طولها وعرضها فحسن».

"اور جہاں تک داڑھی کے طول و عرض سے کاٹنے کا معاملہ ہے تو یہ احسن عمل ہے"۔

---

(۱) التمهيد لابن عبد البر (١٤٥/٢٤)

(۲) إكمال المعلم (٦٣/٢)

محمد الزرقانی[1] نے کہا:

« الإعتدال محبوب، والطول المفرط قد يشوه الخلق ويطلق ألسنة المغتابين، ففعل ذلك مندوب ».

"اعتدال محبوب ہے، اور (داڑھی کی) طوالت میں افراط و حد اعتدال سے تجاوز کرنا خلقت و صورت کو بد نما بنا دیتا ہے، اور برائی کرنے والوں کی زبان کو کھول دیتا ہے، لہذا یہ فعل (یعنی داڑھی کی طوالت کم کرنا) اچھا ہے"۔

۳۔ امام شافعی اور ان کے اصحاب کا مذہب:۔

امام شافعی نے داڑھی کے بال کاٹنے کو نظافت و طہارت میں شمار کیا ہے، ابو ہریرہؓ سے اعفاء اللحیہ کی حدیث بیان کر کے انہوں نے فرمایا:

« فمن توضأ ثم أخذ من أظفاره، ورأسه، ولحيته، وشاربه، لم يكن عليه إعادة وضوء، وهذا زيادة نظافة وطهارة »[2]

"پس جو شخص وضو کرے پھر اپنے ناخن، سر، داڑھی، اور مونچھوں کے بال کاٹے تو اس پر وضو کا اعادہ نہیں ہے، اور یہ زیادتی نظافت و طہارت میں شامل ہے"۔

ایک جگہ شافعی نے حاجی اور معتمر کے لیے فرمایا:

«وأحب إلي لو أخذ من لحيته وشاربيه حتي يضع من شعره شيئا لله»

---

(۱) شرح الموطأ (۱۷۳/٤)

(۲) الأم (٤٧/٢)

وأن لم يفعل فلا شيء عليه، لأن النسك إنما هو في الرأس لا في اللحيته» (١)

"اور اگر وہ اپنی داڑھی اور مونچھوں کے بال بھی کاٹے حتی کے اپنے بالوں میں سے کچھ اللہ کے لیے وضع کر دے تو یہ میرے نزدیک محبوب ہے، لیکن اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو اس پر کوئی حرج نہیں ہے، اس لیے کہ مناسک میں صرف سر کے بال شامل ہیں داڑھی کے نہیں"۔

ابو حامد الغزالی (٢) نے کہا:

« فإن الطول المفرط قد يشوه الخلقة، فإن التوسط في كلّ شيء حسن».

"بے شک (داڑھی کی) حد سے زیادہ طوالت خلقت کو خراب کر دیتی ہے، یقیناً ہر چیز میں میانہ روی اچھی ہے"۔

ابو حامد الغزالی کا تعقب کرتے ہوئے النووی (٣) نے کہا:

« والصحيح كراهة الأخذ منها مطلقا، بل يتركها على حالها كيف كانت، للحديث الصحيح: وأعفوا اللحي».

"اور صحیح یہ ہے کہ داڑھی کو مطلقا کاٹنا مکروہ ہے، بلکہ جیسے وہ ہے اسی حال پر اسے ترک کر دیا جائے، جیسے کہ صحیح حدیث میں ہے: اور داڑھیوں کو معاف کرو"۔

---

(١) الأم (٣/٥٤٦)

(٢) إحياء علوم الدين (١/١٤٨)

(٣) المجموع (١/٣٤٣)

لیکن حدیث اِعفاء کا جو فہم صحابہ، تابعین ودیگر سلف صالحین کا ہے وہ راجح اور صحیح ہے، اور اس کا خلاف ضعیف ہے۔

**۴۔ احمد بن حنبل اور ان کے اصحاب کا مذہب:۔**

ابن ہانی (۱) نے کہا:

« سألت أبا عبدالله عن الرجل يأخذ من عارضيه؟ قال: يأخذ من اللحية ما فضل عن القبضة. قلت: فحديث النبي ﷺ: أحفوا الشوارب وأعفوا اللحي؟ قال: يأخذ من طولها ومن تحت حلقه. ورأيت أبا عبدالله يأخذ من عارضيه ومن تحت حلقه».

"میں نے ابو عبد اللہ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جو اپنے رخساروں کے بال کاٹتا ہے؟ انہوں نے کہا: اس کی داڑھی کے جو بال مٹھی سے زیادہ ہوں وہ انہیں کاٹے گا۔ میں نے عرض کیا: پھر رسول اللہ ﷺ کی حدیث جو ہے کہ: مونچھیں صاف کرو اور داڑھیاں معاف کرو؟ انہوں نے فرمایا: وہ اپنی داڑھی کی طوالت کم کرے گا اور حلق کے نیچے سے بال کاٹے گا۔ اور میں (ابن ہانی) نے ابو عبد اللہ کو دیکھا کہ وہ اپنے رخساروں کے اور حلق کے نیچے کے بال کاٹتے تھے"۔

اسی طرح حرب بن اسماعیل (۲) کہتے ہیں:

---

(۱) مسائل أحمد رواية ابن هاني (۲/۱۵۱-۱۵۲)، الترجل للخلال (رقم: ۹۳)

(۲) مسائل حرب بن إسماعيل (ص: ۲۱۹)، الترجل للخلال (رقم: ۹۲)

«سئل أحمد بن حنبل عن الأخذ من اللحية؟ قال: كان ابن عمر يأخذ منها ما زاد على القبضة. وكأنه قد ذهب إليه، قلت له: ما الإعفاء يروي عن النبي ﷺ؟ قال: كأن هذا عنده إعفاء».

''احمد بن حنبل سے داڑھی کاٹنے کے بارے میں سوال کیا گیا؟ انہوں نے فرمایا: ابن عمر اپنی داڑھی کے ایک مشت سے زائد بال کاٹ دیا کرتے تھے۔ اور گویا کہ وہ (احمد بن حنبل) بھی اسی طرف گئے تھے۔ میں نے ان سے کہا: رسول اللہ ﷺ سے جو اعفاء نقل کیا گیا ہے وہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: اعفاء ان (ابن عمر) کے نزدیک یہی ہے''۔

ابن مفلح[1] نے کہا:

«ولا يكره أخذ ما زاد على القبضة».

''داڑھی کے بال جو ایک مشت سے زائد ہوں انہیں کاٹنا مکروہ نہیں ہے''۔

ابن تیمیہ[2] نے فرمایا:

«ولو أخذ ما زاد على القبضة لم يكره نص، كما تقدم عن ابن عمر، وكذلك أخذ ما تطاير منها».

''اور اگر ایک مشت سے زائد داڑھی کاٹی جائے تو یہ نص کے مطابق مکروہ

---

(١) الفروع (١٥١/١)

(٢) شرح العمدة (١٨١/١)

نہیں ہے، جیسے کہ ابن عمرؓ سے گذر چکا ہے، اور اسی طرح بکھرے ہوئے بال بھی کاٹے جا سکتے ہیں"۔

**۵۔ عبد الرحمان الاوزاعی کا مذہب:۔**

عمر بن واحد السلمی نے کہا:

«سمعت الأوزاعي، يقول في الأخذ من اللحية: ما زاد على القبضة فلا بأس بأخذه».

"میں نے اوزاعی سے سنا، وہ داڑھی کاٹنے کے بارے میں فرما رہے تھے کہ: جو بال ایک مشت سے زائد ہوں انہیں کاٹنے میں کوئی حرج نہیں ہے"۔

## داڑھی کے بال کاٹنے کی مقدار

اصحاب رسول ﷺ میں سے عبد اللہ بن عمرؓ سے ماثور ہے کہ وہ اپنی داڑھی کو اپنی مٹھی میں لے کر زائد بال کاٹ دیا کرتے تھے۔ جب کہ ابن عباسؓ سے داڑھی کاٹنے کے اذن اور عطاء بن ابی رباح کی حکایت میں داڑھی کاٹنے کی کوئی حد مذکور نہیں ہے۔

اس کے علاوہ ابن عباسؓ سے رخساروں کے بال کاٹنے کا جواز بھی موجود ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس معاملے میں اختیار ہے اور مطلوب ہیئت و صورت کی تحسین ہے۔

## خلاصة الفصل الثالث

۱۔ صحابہ سے داڑھی کے بال کاٹنے کی کراہت منقول نہیں ہے، بلکہ اس کا جواز ماثور ہے۔

۲۔ جمہور تابعین داڑھی کی تحسین و تہذیب کے قائل ہیں۔

۳۔ جمہور فقہاء کے نزدیک داڑھی کو طول و عرض سے کاٹنا جائز ہے اور کسی ایک سے اس کا ناجائز ہونا منقول نہیں ہے۔

۴۔ داڑھی کے بال کاٹنا ''اِعفاء'' کے امر کے معارض نہیں، اس لیے کہ اعفاء کا مقصد ان مشرکین کی مخالفت تھا جو اپنی داڑھیاں مونڈتے تھے، پس داڑھی طویل ہو یا قصیر اسے ترک کرنا مشرکین کی مخالفت ہے۔

۵۔ صحابہ کرام کا داڑھی کاٹنا بغیر کسی رد و قدح کے مشہور و معروف ہے۔ لہذا ہر وہ شخص جو اجماع سکوتی سے استدلال کرتا ہے اس پر لازم ہے کہ وہ اسے بطور دلیل قبول کرے، اور جو شخص اجماع سکوتی کی حجیت کا قائل نہیں اس پر بھی لازم ہے کہ وہ جس طرح حدیث رسول کی بابت صحابہ کی تفسیر قبول کرتا ہے اسی طرح اسے بھی قبول کرے۔ اس لیے کہ صحابہ زبان و مفہوم کے زیادہ جاننے والے تھے، خصوصاوہ جو رسول

اللہ ﷺ سے اِعفاء کا حکم روایت کرنے والے اور اپنی داڑھی کاٹنے والے تھے، یعنی عبداللہ بن عمرؓ۔

۶۔ داڑھی کی تحسین مطلوب و محبوب اور احسن عمل ہے۔ لہٰذا اس کے طول و عرض کو کاٹنے اور اس کے اطراف برابر کرنے میں کوئی حرج نہیں، البتہ داڑھی کو طویل و عظیم کرنا مکروہ ہے کیوں کہ اکثر اس سے شہرت و امتیاز مطلوب ہوتا ہے جو مذموم ہے، اور بعض اوقات اس پر تکبر و غرور ہوتا ہے جو ہلاکت و بربادی ہے۔

# خاتمة البحث

داڑھی کے موضوع پر تحقیقی و فقہی ابحاث کا خلاصہ یہ ہے:

**اولا: اللِحیة کی تعریف:۔**

لِحیہ وہ بال ہیں جو ٹھوڑی اور رخساروں پر اگتے ہیں۔ اس کے علاوہ عنفقہ، وجنتین، کنپٹی عذار اور گردن کے بال لِحیہ (داڑھی) میں شامل نہیں ہیں۔

**ثانیا: باب اول کا خلاصہ:۔**

۱۔ انبیاء کی داڑھی کی صفت کے بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہے، البتہ ابراہیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ظن غالب ہے کہ ان کی داڑھی کثیث تھی۔

۲۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی کثیث یعنی گھنی اور چھوٹی تھی، اور جن روایات میں آپ کی داڑھی کی عظمت وضخامت کا ذکر آیا ہے وہ ضعیف ہیں۔

۳۔ اصحاب رسول میں سے کسی صحابی کی طویل وکبیر داڑھی ہونا ثابت نہیں۔

۴۔ داڑھی معاف کرنے کے بارے میں صرف عبد اللہ بن عمرؓ کی حدیث صحیح ہے اور داڑھی کے لیے ''وفرو، اعفوا'' اور مونچھوں کے بارے میں ''احفوا، انھکوا'' کے الفاظ صحیح وثابت ہیں۔

۵۔ حدیث: ''داڑھی فطرت میں سے ہے''، اپنے تمام طرق وشواہد کے ساتھ ضعیف وباطل ہے۔

۶۔ رسول اللہ ﷺ سے داڑھی کاٹنے کی بابت کوئی حدیث ثابت نہیں ہے۔

۷۔ عبداللہ بن عمرؓ سے مناسک وغیر مناسک میں داڑھی کاٹنا ثابت ہے۔اسی طرح ابن عباسؓ سے مناسک میں اس کا اذن منقول ہے۔

۸۔ داڑھی کی تہذیب وتحسین بغیر کسی رد وقدح کے صحابہ وتابعین سے ثابت ہے۔فقہ کے مطبوع مذاہب بھی اسی پر ہیں اور ایسا عمل جو بغیر رد وقدح کے سلف صالحین میں جاری ہو فقہ میں اجماع سکوتی کے نام سے موسوم ہے۔

**ثالثا: باب دوم کا خلاصہ:۔**

۱۔ رسول اللہ ﷺ کا داڑھی رکھنا اس کی مشروعیت واباحت پر دلالت کرتا ہے۔

۲۔ داڑھی کے ''اِعفاء'' اور مونچھوں کے ''اِحفاء'' کا امر استحباب کے لیے ہے اور ان کے حکم میں تفریق کرنا باطل ہے۔

۳۔ صحابہ وفقہاء کے نزدیک کفار کی مخالفت کا حکم وجوب کا حامل نہیں اور حدیث: «مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ»، اپنے تمام طرق وشواہد کے ساتھ ضعیف ہے۔

۴۔ داڑھی کے اِعفاء کی فرضیت ثابت کرنے کے لیے خارجی نصوص سے استدلال مثلاً: عورتوں سے مشابہت، مثلہ، خلق اللہ میں تغیر وغیرہ ضعیف وخطا ہیں۔

۵۔ داڑھی مونڈنے کی حرمت پر اجماع کا دعوی کذب وافترا ہے۔

٦۔ داڑھی کی تہذیب و تحسین پر صحابہ، تابعین اور جمہور فقہاء کا اتفاق ہے اور عصر حاضر میں بعض کے شاذ و محدث قول کے سوا سلف میں سے کسی نے اسے حرام قرار نہیں دیا۔

٧۔ بکھری ہوئی طویل داڑھی نہ تو چہرے کے جمال کا باعث ہے اور نہ شریعت کی غرض و غایت ہے، اور جب کوئی شخص اس سے سنت کا اظہار کرے تو یہ زیادہ قبیح ہے۔

آخر میں ہم داڑھی مونڈنے کے مسئلے پر مبالغہ کرنے والوں سے کہتے ہیں کہ: جو کچھ ہم نے اس کتاب میں تفصیل سے بیان کر دیا ہے اس کے علاوہ کوئی ایسی دلیل لے آئیں جس میں اس مسئلے پر ایسے ہی مبالغہ موجود ہو جیسے کہ یہ لوگ کرتے ہیں؟ پس اگر نہیں لا سکتے، اور ہم تو انہیں اس سے عاجز ہی سمجھتے ہیں، تو اللہ سے ڈر جائیں اور داڑھی کو تقوی کا میزان بنانے سے باز آجائیں۔

کتنے ہی عقل و فضل والے ایسے ہیں جن کی داڑھی نہیں ہے، اور کتنے ہی ایسے ہیں جن کی داڑھیاں ان کی ناف کو چھو رہی ہیں لیکن ان کا حال ابو جہل و ابو لہب کی مانند ہے۔

ہم اس کتاب کا اختتام ابن عبد البر کے احسن کلام سے کرتے ہیں، فرماتے ہیں:

« الشعر والحلق لايغنيان يوم القيامة شيئا، وإنما المجازاة على النيات والأعمال، فرب محلوق، خير من ذى شعر، ورب ذى شعر رجلا صالحا »[1]

"بالوں کا مونڈنا یا اسے باقی رکھنا قیامت کے دن کسی چیز سے غنی نہیں کر سکتا بلکہ بدلہ صرف نیت و اعمال پر ہے، بہتیرے بال منڈے بال والوں سے بہتر ہیں اور

(١) التمهيد (٨٠/٦)

بہتیرے بال والے صالح ہیں"۔

والحمد لله رب العالمين

كراتشي ١١/ ذو القعدة/ ١٤٣٨

٤ /اگست / ٢٠١٧

كتب

ناشر:
مكتبة العلمية